نام کتاب	گفتگو-25
مصنف	واصف علی واصف
سال اشاعت	2009ء
قیمت	270 روپے

﴿ناشر﴾

کاشف پبلی کیشنز

۳۰۱۔اے، جوہر ٹاؤن،

لاہور

مَیں حُسنِ مجسّم ہوں، مَیں گیسوئے برہم ہُوں
مَیں پھُول ہُوں شبنم ہوں، مَیں جلوۂ جانانہ

(واصف علی واصفؒ)

عرضِ ناشر

آج کے انسان کو اس کے حالات اس قدر پریشان نہیں کرتے جتنا کہ اس کے خیالات کرتے ہیں۔ یہی خیالات جب کسی صاحبِ وقت کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں تو وہ سوالات کا روپ دھار لیتے ہیں۔ ان کے جوابات جب ملتے ہیں تو اس انسان کو پتہ چلتا ہے کہ اللہ نے ہر مشکل کا حل اس مشکل کے قریب ہی رکھا ہوتا ہے اور انسان کو صرف ہلکی سی جستجو اور تردّد کرنا ہوتا ہے۔ یوں وہ اپنی گتھی کو سلجھن کی طرف لے آتا ہے۔ اس فن اور تاثیر کے حامل افراد اللہ کے انعامات میں سے ایک اعلیٰ انعام ونعم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قبلہ واصف صاحبؒ کو جب صاحبِ دور بنایا گیا تو اس طرح کے گوناگوں سوالات مختلف اشخاص کے ذریعے ان کی محفلوں میں پیش ہوتے تھے اور پھر ان کو افراد کی ضرورت کے مطابق حل کیا جاتا تھا۔ ایسے ہی سوالوں اور جوابات پر مشتمل کافی محافل کی ریکارڈنگ کتابی شکل میں آئی تو آج کے انسان نے محسوس کیا کہ یہ تو اس بات کا جواب مجھے مل رہا ہے جو ابھی میرے دل میں ہے اور ابھی سوال بن کے زبان پہ نہیں آئی۔ بس انہی

احوال کی حامل ان محفلوں کا حال اس کتاب میں موجود ہے۔ یہ اس سلسلے کی پچیسویں جلد ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

امید ہے کہ آپ اپنی رائے اور تاثرات سے ہمیں ضرور مُطلع کریں گے تا کہ اس سلسلے میں جو پیش رفت ہونی ہے اس میں مزید مدد مل سکے ____

فہرست

﴿1﴾

نمبر شمار	سوالات	صفحہ نمبر
1	اللہ کے بندے کی پہچان اور اللہ کی پہچان میں کیا تعلق ہے! جو بندہ اللہ کے سفر پر ہوتا ہے کیا ممکن ہے کہ وہ کسی مقام پر اللہ کو پہچان سکے؟	19
2	اللہ کے راستے کے لیے دعا بھی فرمائیں اور اس کا آسان سانسخہ بھی عطا فرمادیں______	51

﴿2﴾

نمبر شمار	سوالات	صفحہ نمبر
1	مخلوقات کی آپس میں رشتے کی کیا بنیاد ہے؟	61

2	اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوقات پیدا کی ہیں' جب کہ ہر مخلوق نے اپنی اپنی زندگی جینا ہے تو آپس میں رشتے کا کیا تعلق ہے' اس کی کیا بنیاد ہے؟	61
3	یہ تعلق کی اہمیت اور ضرورت پہ میرا خیال ہے کہ بات کرنا چاہتے ہیں اگر چہ انہوں نے سوال نیگیٹو طریقے سے کیا ہے' انسان کا انسان سے جو تعلق ہے وہ کیوں ضروری ہے؟	61
4	سر! یہ جو تعلق ہے اس کی سمجھ نہیں آئی جب کہ دوسری باتیں تو سمجھ آ گئی ہیں۔	86
5	اگر ہم یہ بات مان لیں جس کو لوگوں نے ''ہمہ اوست'' بھی کہا ہے تو پھر تو کسی چیز کو بُرا نہیں کہہ سکتے۔	90
6	سر! یہ کہا جاتا ہے کہ کائنات کی تشکیل کی بِنا مٹی ہے اور جب ہندو لوگ مٹی کا بت بنا کے پوجتے ہیں تو وہ کائنات میں خدا کو چھوٹا سا روپ دے دیتے ہیں۔	92
7	کائنات کی گفتگو کا اتنا وسیع احاطہ ہے تو مذہب بہت چھوٹا' Petty نظر آتا ہے' لگتا ہے جیسے ہمیں بہلایا جا رہا ہے۔	96

8	سر! اس راز اور کھیل کے لیے کچھ تو آپ کی دنیا ہے اور کچھ ہماری دنیا ہے اور آپ کی دنیا مختلف ہے اور ہماری دنیا مختلف ہے۔ تو ایسے راز اور کھیل کے لیے ہم جیسے لوگوں کا کیا حصہ ہے؟	105
9	سر! انسان کی کہانی کا پلاٹ کافی Intricate ہے۔	108
10	یہ جو کہا جاتا ہے کہ سب اللہ کی عطا سے ہوتا ہے ____	109
11	انسان واردات کے بغیر تسلیم کیوں نہیں کرتا۔	115
12	پھر تو فنا کا تصور ختم ہو گیا۔	118

﴿3﴾

1	میرا ایک ذاتی پرابلم ہے کہ جب کسی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اور ابھی وہ کام پورا نہیں ہوتا تو یہ سوچنا شروع کر دیتا ہو کہ غلط کر رہا ہوں۔ ایسا کیوں ہے اور اس کا کیا علاج ہے؟	125
2	جو کام ہم خود کرتے ہیں وہ جب ہو جائے تو ہم اسے مقدر کہتے ہیں۔ اس بات میں ذرا کنفیوژن ہے۔	150

3 بعض اوقات ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان خود جو عمل کرتا ہے اس کو بھی تقدیر کہتے ہیں یعنی انسان اپنے عمل کو بھی تقدیر کہتا ہے۔ 163

4 آپ نے ابھی بتایا ہے کہ محنت نہ کی جائے اور سب کچھ اللہ کے حوالے سے کیا جائے۔ تو اس صورت میں سماج ڈسٹرب کرتا رہتا ہے کہ یہ کیا بندہ ہے۔ 164

5 آپ جو ارشاد فرماتے ہیں ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس پر عمل بھی ہو۔ کیا ہم تبلیغ کِیا کریں کیونکہ یہ بھی اُمت کی ذمہ داری ہے۔ 166

6 رمضان شریف میں اگر کسی وقت آپ سے ملاقات کرنی ہو تو؟ 169

﴿4﴾

1 اگر انسان کا ماضی اچھا ہو، حال اچھا ہو، پھر بھی مستقبل کا خوف رہتا ہو تو ایسا کیوں ہے؟ 175

2 جن کو نظر مل جاتی ہے، آنکھ مل جاتی ہے، جو آنے والے واقعات کو دیکھ سکتے ہیں، ان کو پھر پریشانی نہیں رہتی۔ 179

3	سر! بے ادبی معاف ۔ایک ڈر لگا رہتا ہے کہ جو رحمانیت میں ہے یا اس کے تقرب میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا تو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اگر آج وہ رحمٰن ہے تو کسی بھی معمولی بات پر وہ ناراض ہو سکتا ہے۔اس سے انسان کو اندیشہ بھی لگا رہتا ہے۔اور ڈر بھی لگا رہتا ہے۔	192
4	سر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو اللہ کی مہربانی ہے وہ آخری دم تک رہے۔	194
5	کیا زمانے بھی اپنا اپنا مزاج رکھتے ہیں؟ جس زمانے میں ہم جی رہے ہیں کیا اس زمانے کا کوئی مخصوص مزاج ہے؟	202
6	سر! آج کل کے زمانے کو ہم اللہ تعالیٰ کے کس شخص سے منسوب کریں؟	208
7	اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ میں اور میرے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اے ایمان والو تم بھی آپؐ پر درود و سلام بھیجا کرو اور ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اے اللہ تو صلوٰۃ بھیج۔	222

8 انسان سے ایسی غلطیاں کیوں ہو جاتی ہیں جو وہ نہیں کرنا چاہتا؟ 231

9 مَیں نے ایک مَنت مانی تھی اور وہ پوری ہو گئی مگر میں وہ نہیں کر سکا جس کا عہد کیا تھا 236

﴾5﴿

1 مرشد اور مرید کی ملاقات بار بار کیوں ضروری ہے؟ 245

2 خیالات میں تسلسل نہیں ہے اس لیے کیا سوال کریں؟ 250

3 حضور! یہ اللہ کا خوف کیسا ہے؟ 250

4 اللہ کے حوالے کرنا بہتر تو ہے لیکن یہ جو جذبات ہیں ان کا کیا کریں؟ 261

5 کئی دفعہ تعلق بن کے ٹوٹ جاتا ہے' تو اس میں کیا کمی ہوتی ہے؟ 265

6 ایک آدمی نے بیعت کی اور بعد میں وہ اپنے پیر صاحب سے باغی ہو گیا۔ 266

7	جس طرح سائنس میں ہے کہ Survival of the fittest' تو کیا ذہن میں یہ خیال نہیں آسکتا کہ خوب سے خوب تر کی تلاش ہونی چاہیے ______	267
8	مشکل بات ہے۔	270
9	جنگِ اُحد میں خلاف تھے۔	271
10	حضرت عمر فاروقؓ	272
11	جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ہے کسی کو گناہ گار نہ کہو۔	273
12	سر! گذارش ہے کہ کسی کو صاحبِ بصیرت بزرگ زندگی میں میسر آتے ہیں اور پہلا یقین یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ میرے خیر خواہ ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ میں ان کا خیر خواہ کیسے بن سکتا ہوں؟	275
13	ہم اپنی بے علمی لے کے حاضر تو ہوئے اور سب میسر آ جاتا ہے تو اس وقت یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ہم کیا کریں؟	277
14	کیا ہم ذکر سے پہلے دنیاوی مسائل حل کر لیں اور پھر ذکر کریں؟	282
15	دنیا کی تمنا بھی تو اللہ تعالیٰ نے حل کرنی ہے۔	282
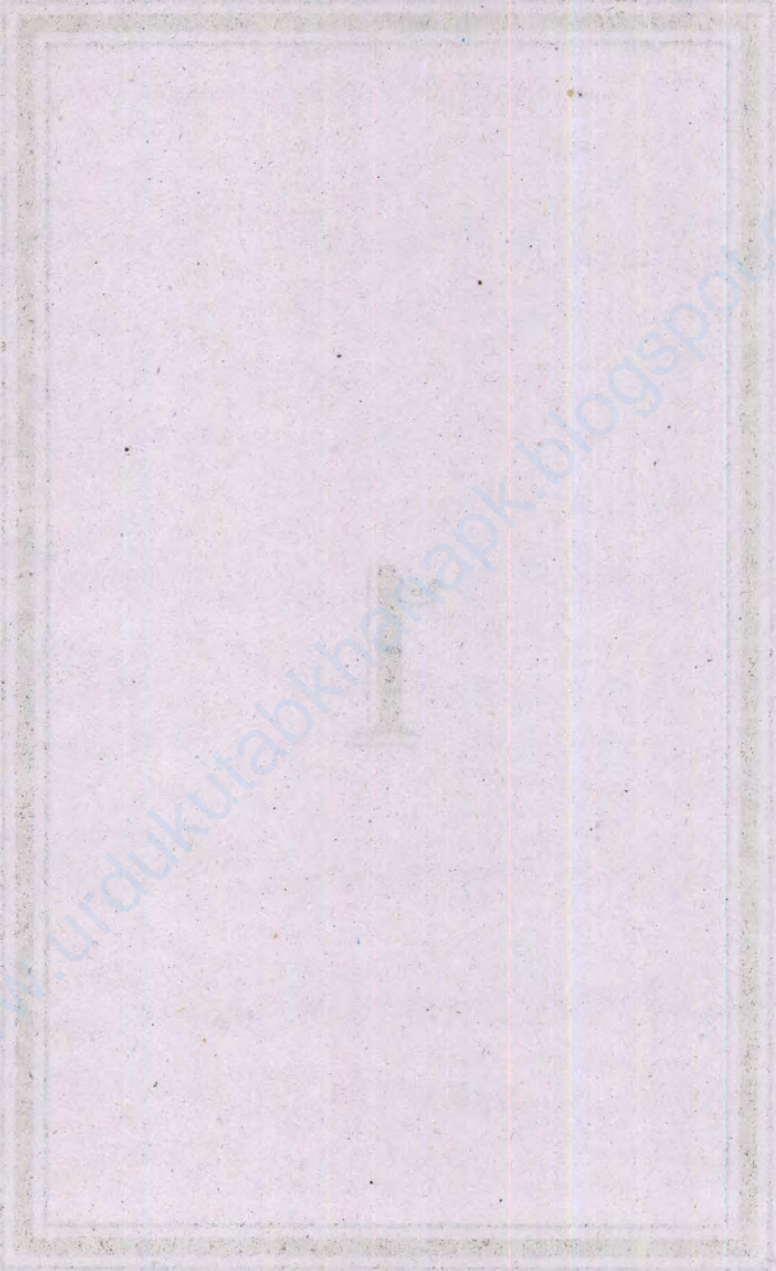
1 اللہ کے بندے کی پہچان اور اللہ کی پہچان میں کیا تعلق ہے؟ جو بندہ اللہ کے سفر پر ہوتا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ وہ کسی مقام پر اللہ کو پہچان سکے؟

2 اللہ کے راستے کے لیے دعا بھی فرمائیں اور اس کا آسان سانسخہ بھی عطا فرمادیں ______

سوال:

اللہ کے بندے کی پہچان اور اللہ کی پہچان میں کیا تعلق ہے؟ جو بندہ اللہ کے سفر پر ہوتا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ وہ کسی مقام پر اللہ کو پہچان سکے؟

جواب:

پہلا سوال یا سوال کا پہلا حصہ جو ہے تو یہ سوال عملی زندگی میں بھی ہے اور علمی سطح پر بھی یہ سوال اہم ہے۔ اس کو علمی سطح پر سمجھنے کی بجائے عملی سطح پر پہچانو۔ علمی سطح پر تو عباد الرحمٰن کی بہت تعریف موجود ہے اور اس کے بہت سے ثبوت ہیں اور اگر ثبوت نہ ہوں تب بھی اللہ کا بندہ جو ہے وہ اللہ کا بندہ ہوتا ہے۔ ایک بزرگ نے اس کا ثبوت یہ بتایا کہ اس کا کہا ہوا اللہ کا کہا ہوا ہے' اللہ کا فرمایا ہوا ہے

گفتہ اُو گفتہ اللہ بود

مقصد یہ ہے کہ اس کی کہی ہوئی بات' اس کا بولا ہوا لفظ اور اس کی زندگی اللہ کو Define کرتے رہے۔ اصل میں جو Definitions دی گئی ہیں وہ اللہ کے

بندوں کو نظر میں رکھنے کے بعد انہی کی زندگی کی تعریف کر دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ کے بندے کی یہ تعریف ہے۔ ایک بزرگ کے پاس ایک آدمی گیا اور کہا کہ میں چھ مہینے آپ کے پاس رہا ہوں اور میں نے آپ سے کوئی کرامت سرزد نہیں ہوتے دیکھی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تو نے کوئی بات شریعت کے علاوہ بھی دیکھی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے تو شریعت کے اندر ہی دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہی اللہ کے بندے کی تعریف ہے کہ اللہ کا بندہ جو ہے وہ اللہ کے حبیب ﷺ کے فرمان کے مطابق زندگی بسر کرے۔ چونکہ اس سلسلے میں ہم بہت ساری وضاحتیں پہلے کر آئے ہیں کہ اللہ کا بندہ اس علم کے مطابق بھی ہوگا جو آج تک بیان ہو چکا ہے یعنی اللہ کے بارے میں، اللہ کے حبیب ﷺ کے ارشادات کے بارے میں، اولیاء اور علماء صاحبان کے ارشاد کے مطابق۔ کرامت کی بات اگر آپ سمجھ لیں تو باقی بات بھی سمجھ آ جائے گی۔ پاکستان اور انڈیا کے درمیان کوئی جھڑپ نما چیز ہو جاتی ہے اور اللہ کا بندہ اگر اس وقت نماز پڑھ رہا ہے تو جھڑپ جاری ہے اور نماز بھی جاری ہے۔ جھڑپ اگر نقصان پہنچا جاتی ہے تو وہ بندہ اس بات سے بے خبر، بے پرواہ، لاپرواہ یا بے نیاز ہے، اللہ کا بندہ اللہ کے کام کرتا رہتا ہے اور بندوں کے کام سے وہ درخور اعتنا ہو گیا۔ تو کیا اللہ کا یہ بندہ حال سے بے خبر یا بے نیاز ہوتا ہے؟ یہاں سے سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ دورِ جدید میں

ہیں، آپ کو بے باک خیالات سے بھی Deal کرنا چاہیے۔ یعنی اللہ کے بارے میں یا اللہ کے بندوں کے بارے میں جتنی وضاحتیں آج تک آئی ہیں وہ آج سے پہلے آئی ہیں اور آپ آج کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس کے مطابق تلاش کرنے جائیں گے تو تلاش کے مطابق تو آپ کو ہو بہو مل جائے گا لیکن آپ کی ضرورت کے مطابق ہو بہو بات نہیں ہوگی کیونکہ زندگی نے اپنے دور میں آپ پر نئی ضرورتیں Thrust کر دی ہیں، آپ پر نازل فرمادی ہیں۔ اس لیے آپ کے پاس وہ مسائل ہیں جو مسائل پہلے نہیں تھے، آپ کے پاس وہ ضروریات ہیں جو پہلے ضروریات نہیں تھیں، آپ کی لائف اتنی ورائٹی میں ہے اور اتنے وسیع قسم کے بین الاقوامی شکنجے میں ہے کہ آپ پر کوئی پرانا فارمولا جب آئے گا تو آپ اس کا ادب تو کر لیں گے لیکن وہ آپ استعمال کرنے سے پہلے گھبرا جائیں گے کہ یہ کیا ہے مثلاً ایک آدمی کا بچہ خدانخواستہ بیمار ہو جائے اور اسے یہ کہہ دیا جائے کہ آپ ڈاکٹر کو چھوڑو، پہلے نماز پڑھ لو، دعا کرتے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ بہتر فرمائے۔ اگر وہ اس پر و نہیں کھاتا اور پیر صاحب کے پاس دم کروانے چلا جاتا ہے تو یہ ہے تو بجا، وہ ٹھیک بھی ہو جائے گا مگر عین ممکن ہے کہ وہ آج کے زمانے میں ٹھیک نہ ہو، ہر چند کہ وہ اللہ کا بندہ جو ہے وہ اللہ کا بندہ ہی رہا مگر آپ کے لیے جو موجود سائنٹیفک حالات ہیں ان سے غفلت کر کے یا ان کو نظر انداز کر کے دنیاوی

کام کو اگر اللہ کے بندوں کی طرف لے چلیں گے تو اس طرح اللہ کا بندہ سمجھ نہیں آئے گا۔ اللہ کے بندے کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس کے پاس جانے والا سوائے اللہ کے اور کسی کام کو نہ جائے۔ مقصد یہ کہ اللہ کے بندے کے پاس بھی درخواستیں ہوں' مکان' سامان' جائیداد' گھر' بیوی' جھگڑے بلکہ سارے کاروبار ہوں اور پیر صاحب کے پاس بھی اپنے کاروبار ہوں جو اللہ کے بندے کے پاس ہیں تو وہ مرید سے کہیں گے کہ تم کون سے دفتر میں ہو' اس کاروبار کو ایسے کر لیا جائے' اس کو ویسے کر لیا جائے۔ تو یہ سارے کاروبار اپنی جگہ پر درست ہیں لیکن دورِ جدید میں آپ کو بات سمجھ آنا مشکل ہو جائے گی۔ اللہ کے بندے خواہشات کو پورا بھی کرتے ہیں اور اللہ کے بندے خواہشات سے نجات بھی دلا دیتے ہیں۔ تو یہ دونوں کام ہیں اللہ کے بندوں کے۔ اللہ کا بندہ آپ کو زمانے سے قریب بھی کر سکتا ہے اور زمانے سے دور بھی کر سکتا ہے۔ اللہ کا بندہ بہر حال اللہ کا بندہ ہے' اس کا فیصلہ اللہ نے کرنا ہے اور ہم جب یہ فیصلہ کرنے لگ جاتے ہیں تو ہم اس بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ ہم نے کیا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ اس طرح ہے جس طرح نعت کہنا ہے۔ جس ذات مبارک ﷺ کے لیے نعت کہی گئی ہے تو وہ تو ان کے لیے کہی گئی ہے' کہنے والے نے کہی' نعت لکھی' لیکن وہ سنا کس کو رہا ہے؟ جو نعت میں شامل نہیں ہے یعنی مشاعرے میں۔ داد کہاں سے لے رہا ہے؟ اِدھر سے۔

اور ابھی اُدھر نعت قبول ہوئی ہے یا نہیں ہوئی‘ اس کا اسے پتہ نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جس کے نام کی نعت ہے اس کے سامنے نعت پیش کرنے کا عمل جو ہے وہ بدلتے بدلتے ان لوگوں کے سامنے پیش ہونا شروع ہو گیا جن کا اس شعبے کے ساتھ تعلق ہی نہیں ہے۔ مثلاً ریڈیو اور ٹی وی پر نعت پڑھنے والے کئی ایسے ہیں جن کی زندگی نعت کے مضمون کے علاوہ ہی گزری ہے اور انہوں نے نعت کو اس رنگ میں پیش کیا جیسے ماڈرن نعت ہو۔ قدیم ذات کی تعریف میں کہے ہوئے الفاظ نعت ہیں یعنی ذاتِ قدیم کے لیے اور سناتا کس کو ہے؟ جدید زمانے کو‘ داد لیتا ہے جدید زمانے سے۔ شاید یہ زمانہ نہ ہی سمجھتا ہو اس بات کو۔ تو یہاں پر آ کے آپ کی زندگی کا انتشار شروع ہوتا ہے کہ دین کے بارے میں آپ کا جو علم ہے وہ مکمل ہے اور زندگی کے تقاضے جو ہیں یہ صحیح ہیں‘ مکمل ہیں‘ اگر ان دونوں میں Parity نہ ہو تو پھر آپ کو سمجھ آنی مشکل ہو جائے گی۔ تو آپ نے جو علم حاصل کیا اس کے مطابق زندگی کا تقاضہ اور سمت میں جا رہا ہے اور حالاتِ زمانہ جو ہیں وہ کسی اور سمت میں جا رہے ہیں۔ مثلاً جائز کام بھی اگر ناجائز سرمائے کے بغیر نہ ہوں تو پھر آپ کو دین کی بات کیسے سمجھ آئے گی۔ ایک آدمی اگر کہتا ہے کہ فوٹو کھنچوانا جو ہے وہ جائز نہیں ہے تو پھر اب مجھے حج کر کے دکھا دو۔ تو اللہ کے بندے کی پہچان اس لئے مشکل ہے کہ یہ اللہ اور بندے کے درمیان رشتہ ہے اور بعض اوقات اس

رشتے سے بندہ خود بھی بے خبر ہوتا ہے یعنی جو اللہ کا بندہ ہے وہ خود بھی اس بات سے بے خبر ہے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے احسان ہیں' اللہ تعالیٰ نے اس کو مقرب بنایا ہوا ہے یا کہ کہیں اور رکھا ہوا ہے۔ اب آپ کے لیے ایک غور کا مقام ہے۔ نبوت یا اعلانِ نبوت سے پہلے کی زندگی مقامِ نبوت سے کتنی الگ ہوتی ہے؟ کیا الگ ہوتی ہے؟ کہ الگ نہیں ہوتی؟ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اس زندگی کو شاملِ نبوت یا منصبِ نبوت میں شامل کرنا جو نبوت کے اعلان سے پہلے ہو' وہ کس طرح آپ شرعی طور پر اس کا جواز رکھتے ہیں حالانکہ وہ عین زندگی ہے۔ جو ذاتِ قدیم مبارک ہے وہ جس راستے سے گزرے وہ راستہ مقدس ہو جاتا ہے' جس دل سے ان کی ذات گزرے وہ دل مقدس ہو جاتا ہے اور جن ماں باپ سے وہ نور گزرے اس کے بارے میں دینی طور پر آپ کا غور کرنا کیا مقام رکھتا ہے' یعنی یہ سوچنا کہ وہ اسلام میں ہیں کہ اسلام میں نہیں ہیں۔ یہ باتیں جو ہیں وہ ماڈرن مائنڈ کے ساتھ آپ کو سمجھنے میں کچھ دِقت ہوگی۔ جن باتوں پہ غور کرنے سے آپ کو سمجھ نہ آئے وہاں آپ کے لیے خاموشی بہتر ہے۔ اس لیے اللہ کا بندہ زمین پر چلتا ہے' اِترا کے نہیں چلتا ہے' بات کرتا ہے تو حلیم الطبعی سے بات کرتا ہے' اللہ کا بندہ جو ہے وہ بندۂ زمانہ نہیں ہوتا ۔

یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ

تو وہ بندۂ زمانہ نہیں ہوتا۔ اللہ کے بندے جو ہیں وہ یضحکوا قلیلاً و یبکوا کثیرا ہنستے کم ہیں اور روتے زیادہ ہیں۔ اللہ کا بندہ بہرحال ایک راز ہے جو انسان اور اللہ کے مابین ہے اور اللہ اس کو اپنا بندہ قبول فرما لیتا ہے۔ اب کیونکہ سوال کرنے والے کا سوال ہے کہ میں اسے کیسے پہچانوں؟ اول تو تجھے پہچاننے کی ضرورت ہی نہیں ہے' کیونکہ تمھارا وہ منصب نہیں ہے اس لیے تم کیوں پہچانتے ہو۔ کہتا ہے کہ میں ضرور پہچاننا چاہتا ہوں اور میں اس سفر پر نکلنا چاہتا ہوں۔ اس سفر پر نکلنا چاہتے ہو تو پہلے یہ سوچو کہ وہ شخص اس شخص کو پہچانے گا جو ویسا ہوگا' جنس جو ہے وہ جنس کو پہچانے گی' ذات جو ہے وہ ذات کو پہچانے گی' شعبہ جو ہے وہ اپنے شعبے کو پہچانے گا' چور جو ہے وہ چور کو پہچانے گا' درویش' درویش کو پہچانے گا ______ تو اللہ کا بندہ ہی اللہ کے بندے کو پہچانے گا۔ اللہ کے بندے کی پہچان ان ذہنوں میں نہیں آسکتی جو خود اللہ کے بندے نہ ہوں اور یہی وجہ ہے کہ اکثر اہل اللہ پر شریعت کی قدغن لگائی گئی کہ یہ کیسا بابا ہے کہ یہ ہر وقت ڈھول ڈھمکا کرتا ہے' قوالیاں کرتا ہے شور مچاتا رہتا ہے۔ بابا صاحبؒ کے علاقے کا قاضی یا مفتی جو تھا اس نے ان کے بارے میں بڑے الفاظ کہے کہ کیسا بندہ ہے' یہ کیا کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ ہیں اللہ کے بندے۔ اور یہ بھی بڑے اعتراض والی بات کہی گئی ہے' کہ انہوں نے بہشتی دروازہ اس دنیا میں کھول دیا حالانکہ بہشت کہاں' مرنا کہاں'

زندگی کہاں ______ تو بہشتی دروازہ یہاں کہاں؟ تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے تھے‘ چہ مگوئی کرتے تھے کہ دیکھو جی ایسے کبھی ہو سکتا ہے کہ بہشتی دروازہ یہاں ہو۔ لیکن اللہ کے بندے نے جو کرنا تھا اللہ کے بندے نے وہی کیا۔ اللہ کے بندے کی بات کو آج بھی تسلیم کرنے والے تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ کے بندے پیغمبروں کی زندگی سے چراغ اور فیض لیا کرتے ہیں اور اعتراض والے جو ہیں وہ پیغمبر کی ذات پر بھی اعتراض کرتے رہتے ہیں‘ Follow نہ کرنے والے جو ہیں وہ شریعت کے آداب پہ اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اب آپ کے سامنے اللہ کے جتنے Known بندے رہے ہیں‘ یا Well Known جانے ہوئے رہے ہیں‘ آپ ان کی زندگی کے کسی شعبے کو دیکھ لو تو کہیں نہ کہیں کوئی اعتراض نکل آئے گا کہ دیکھو جی وہ کیا تھا۔ ایک بندہ گجرات میں بیٹھا تھا‘ وہ لنگوٹا باندھ کے بیٹھا تھا‘ ننگا سائیں ہے اور اس نے کوّے اکٹھے کیے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اندازہ لگاؤ کہ وہ اللہ کا بندہ کہلاتا ہے لیکن وہاں کوّے ہیں‘ لباس بھی نہیں ہے اور نماز بھی وہاں نہیں ہوتی اور سائیں کانواں والے ہیں‘ اللہ والے ہوتے تو پھر بھی کوئی بات تھی‘ انہوں نے اپنا نام ہی سائیں کانواں والا رکھوایا۔ ہے وہ اللہ کا بندہ اور اللہ کا یہ بندہ اعتراض کی زد میں بیٹھ کے چراغ جلا رہا ہے۔ اس لیے آپ کو پہچان نہیں ہوتی کہ اللہ کا بندہ کس مقام پر بیٹھا ہوا ہے۔ ایک آدمی ایک بزرگ

کے پاس گیا اور کہا کہ دعا کریں کیونکہ میرے بیٹے سے غلطی ہوگئی ہے' اُس نے قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے دعا کر دی اور اس کا کام ٹھیک ہو گیا۔ ایسا ہوتا ہے کہ کسی نے کہا کہ بندہ پھانسی کے تختے تک پہنچ گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ ابھی بری کرا دیتے ہیں' واپس کرا دیتے ہیں' تو بندہ واپس آ گیا۔ مقتول پارٹی اس بزرگ کے پاس گئی اور کہا کہ آپ نے بڑا ظلم کر دیا ہے' آپ کیسے اللہ والے ہیں کہ ہمارے حق سے ہمیں محروم کر دیا۔ یعنی کہ اس عمل کے نہ کرنے کا جواز موجود ہے اور اس عمل کے کرنے کا اس بزرگ کے پاس اپنا جواز موجود ہے۔ اللہ کے بندے کی تلاش عام طور پر انسان کو دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ جو آپ کے پاس لائف ہے' زندگی ہے' یہ آپ کو ٹائٹ کر رہی ہے' اضطراب پیدا کر رہی ہے اور پھر آپ نے سوچا کہ زمان و مکان توڑ کے نکل جانا چاہیے کیونکہ زندگی ٹائٹ کر رہی ہے' پریشان کر رہی ہے' کوئی تکلیف آ گئی ہے' یہ کیا زندگی ہے' اس سے دامن چھڑا کے کسی طرف نکلو۔ زندگی جب ٹائٹ کرتی ہے تو وہ وہاں سے نکلنے کی تمنا کرتا ہے' اُسے اللہ کا براہِ راست ایڈریس پتہ نہیں ہوتا' پھر وہ سوچتا ہے کہ کیا یہاں کوئی اس شہر میں اللہ کے نام والا بندہ ہے۔ اُسے بتاتے ہیں کہ وہاں جو بیٹھا ہے وہ اللہ والا ہے۔ کہتا ہے پھر چلو اُس کے پاس۔ وہاں جانے کی وجہ کیا تھی؟ اُسے زندگی ٹائٹ کر رہی تھی' زندگی اس کو مار رہی تھی' زندگی پریشان کر رہی تھی' تو

پریشانیٔ حال سے گھبرا کر وہ کسی دامن سے وابستہ ہونے چلا گیا حالانکہ اس کا مقصد دنیا تھا اور دین نہیں تھا۔ یعنی کہ پریشانی سے نجات مقصد تھا۔ چونکہ آپ کے ذہنی وسائل، قلبی وسائل، ماحولیاتی وسائل، معاشرتی وسائل اور نصیب کے وسائل تھوڑے کمزور ہوتے ہیں اس لیے آپ ان دنیاوی پریشانیوں کا بھی دین کی طرف علاج سوچتے ہیں۔ مثلاً پیپر دیا، امتحان دیا اور داتا صاحبؒ چلے گئے کہ اب رزلٹ آنے والا ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ آپ بزرگوں کے پاس گئے، بزرگ سمجھ کے گئے اور آپ کی ضرورت کیا تھی؟ دنیا ______ اگر اس نے کام کر دیا تو آپ نے کہا کہ اللہ والا ہے۔ تو اللہ والوں کی تلاش کی ایک سٹیج یہ ہے کہ آپ دنیا کی پریشانیوں سے گھبرا کے ان کے پاس گئے، مسئلے کے حل کے لیے گئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سے از خود محبت پیدا ہو جائے۔ یعنی کہ یہ بیٹھے بیٹھے ہو جائے۔ اُسے دنیا کی پریشانی کوئی نہیں ہے، آسودگی بھی ہے، حالات اچھے ہیں، معتبر زندگی ہے، سماج میں عزت ہے، پیسہ بھی ہے اور صحت بھی ٹھیک ہے۔ جس انسان کی صحت ٹھیک ہو تو کوئی پریشانی نہیں ہے، سماج میں چار آدمی سلام کرنے والے ہوں تو کوئی پریشانی نہیں ہے۔ اس کے پاس آسودگی ہو، Tomorrow کے لیے خرچہ ہو تو کوئی پریشانی نہیں ہے۔ ایسے انسان میں اگر خدا کی طلب پیدا ہو جائے تو وہ تلاش کرتا ہے۔ تو اب یہ دو قسم کے آدمی ہیں جو اللہ کو تلاش کر

رہے ہیں، ایک تو گھبرایا ہوا ہے اور دوسرا از خود وارفتہ ہو گیا، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت سے نوازا۔ اللہ کی محبت آپ کا ذاتی منصب نہیں ہے، اللہ کی محبت فارمولا نہیں ہے۔ ایک آدمی ساری عمر عبادت کرتا رہے تو عین ممکن ہے کہ اس میں اللہ کی محبت پیدا نہ ہو۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اللہ کی محبت پیدا ہو جائے۔ اب میں آپ سے وہ بات کر رہا ہوں جس کو سُن کے چپ کر جانا اور آگے بات نہیں چلانا، یہ ایک راز ہے۔ شریعت کی نماز اور ہے اور خدا کی نماز اور ہے۔ یہ بات آپ دل میں رکھ لو۔ آپ شریعت کی نماز پڑھتے ہیں، کام کی نماز پڑھتے ہیں، فارمولے کی نماز پڑھتے ہیں اور ایک قانون کی نماز پڑھتے ہیں۔ ایک اللہ کی نماز ہوتی ہے جو اللہ والا پڑھتا ہے۔ اس کے لیے کہا گیا کہ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ جن لوگوں نے صبر کے ساتھ صلوٰۃ ادا کی وہ کوئی اور لوگ ہیں، ان کا مقام کچھ اور ہے۔ یہ مقام ہے اللہ والے کا کہ وہ صبر کے ساتھ صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ اس کی نماز اور ہے۔ امامؑ کو شہید کرنے والوں نے بھی نماز پڑھی، ممکن ہے کہ پڑھی ہو اور شہید ہونے والے قافلے نے بھی نماز پڑھی۔ اب دونوں نمازوں میں آپ فرق بتا دیں۔ دونوں نمازیں تو نمازیں نہیں ہو سکتیں۔ اگر امام عالی مقامؑ کو شہید کرنے والوں میں اس وقت انا کی بات تھی تو پھر امامؑ کی جگہ کوئی اور بڑی ہستی بھی ہوتی تو انہوں نے وہی عمل کرنا تھا کیونکہ وہ جس فارمولے کے مطابق عمل کر

رہے تھے وہاں کوئی اور فارمولا چلتا ہی نہیں ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ مقصد یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کے ماننے والوں نے ایسا عمل کیا۔ پیغمبروں کو ماننے والوں نے پیغمبروں کے ساتھ ایسا عمل کیا۔ اور کیا کوئی آدمی یہ بتا سکتا ہے کہ پیغمبرؑ اور نواسہ پیغمبرؑ میں کیا فرق ہے۔ ان میں تو کوئی فرق نہیں۔ اگر عقیدت نہ ہو تو فارمولا آپ کو کسی مقام پر نہیں پہنچائے گا۔ اگر عقیدہ ہو تو وہ یہ کہے گا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ امامؑ جو ہیں حضور پاک ﷺ کے نواسے ہیں اور یہ جو امامؑ ہیں وہ حضور پاک ﷺ کے کندھے پر سواری کرتے رہے ہیں' یہ آپؐ کو بہت عزیز تھے۔ اتنی بات کافی ہے کہ اب اولی الامر کون ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کی نماز اور ہے' اور شریعت والوں کی نماز اور ہے۔ ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ دوسرا طبقہ جو اللہ کی تلاش کرتا ہے ان میں خود ہی وارفتگی پیدا ہو جاتی ہے کہ ؎

کسے در سینہ می گویم کہ ہستم

کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ چل نکل چل۔ تو نکلنے کی تمنا پیدا ہو جاتی ہے۔ پہلا شخص جو حالاتِ زمانہ سے گھبرا کر تلاشِ عباد الرحمٰن میں نکلا' اس کے لیے نشانی یہ ہے کہ ایسا مقام آ جائے کہ جہاں اس کو اس کے مسائل سے نجات مل جائے' مسئلہ وہاں حل ہو جائے۔ تو مسئلہ کیا تھا اور اس اللہ والے نے کیا سے کیا بنا دیا؟ یعنی کہ آرزو کو پورا کرنا اور چیز ہے' اُسے آرزو سے ہی نجات مل گئی۔

جو مجسم سوال بن کے آیا تھا وہ بے نیازِ آرزو ہو کر واپس کر دیا گیا۔ تو وہ اللہ کا بندہ ہو گا جو صاحبانِ آرزو کو بے نیازِ آرزو کر دے۔ ایک تو اس کی یہ نشانی ہے۔ وہ زمانے کی پریشانیوں سے یوں نکال دے جیسے سمندر سے مچھلی کو آزاد کر دیا' الگ کر دیا۔ یہ ایک طریقہ ہے۔ دوسرا جو طالب ہے اس کے عشق کا وہاں فروغ ہوتا ہے اور یہ عشق ہی پہچان ہے۔ عاشق کے لیے جس کے دل میں درد ہو وہ پہچانتا ہے کہ کہاں پر اہلِ دل ہوتے ہیں اور جو اہلِ دل نہ ہو اس کو کسی اہل دل کی پہچان ہونا مشکل ہے۔ اس لیے جو طالب ہے' شوق کا طالب ہے' وہ آدھا اہل اللہ تو آپ ہی ہے کہ اس کے اندر جو الٰہیات کا شوق ہے وہ اس کو کشاں کشاں لیے پھرتا ہے۔

کشاں کشاں لیے پھرتی ہے جستجوئے رسولؐ

تو وہ جستجو اُسے لے کے چلی ہے۔ تو اس کے ساتھ جو کچھ ہے وہ جستجو ہے' اس کا حاصل ہے۔ میں نے پہلے بھی آپ کو یہ بتایا ہے کہ اللہ والوں کی تلاش جو ہے' بڑا مشکل کام ہے۔ میں پھر دہرا دیتا ہوں۔ آپ پریشان حال ہو کے نکلے اور کسی آدمی کے پاس گئے جس کے بارے میں یہ گمان تھا کہ یہ اللہ والا ہو گا اور مجھے میری مصیبت سے نجات دلائے گا۔ جہاں مصیبت کا خیال گم ہو گیا یا مصیبت ہی گم ہو گئی تو سمجھو کہ یہ اہل اللہ کا مقام ہے۔ وہاں کیا ہو گیا؟ یا تو مصیبت کا احساس گم ہو گیا' یا مصیبت گم ہو گئی یا پھر تم ہی گم ہو گئے' تو یہ

اہلِ اللہ کا مقام ہے۔ جو شخص پہلے ہی طالب ہو کے نکلا ہے' تو طالب کی طلب جہاں آسودۂ حال ہو جائے وہ اہل اللہ کا مقام ہے' یعنی جہاں طالب کی طلب لطف میں آ جائے' طلب کو ٹھکانہ مل جائے۔ کہتا ہے کہ ہم نے بڑی تلاش کی تھی' مدت سے آرزو تھی' تلاش کرتے کرتے ملا تو بندہ ہی یعنی اللہ کی آرزو میں چلنے والے کو ملا انسان ہی اور اس انسان کو جب دیکھا تو کہا کہ میں نے اُسے آج دیکھا ہے مگر محسوس یہ کیا ہے کہ اسے کل بھی دیکھا ہوا ہے ۔

میں زندگی میں اُسے جب پہلی بار ملا
محسوس ہوا کہ اُسے جانتا تھا پہلی بار سے پہلے

تو اسے جب پہلی بار ملتا ہے تو کہتا ہے کہ میں اُسے پہلی بار سے پہلے بھی جانتا ہوں۔ گویا کہ یہ ہیں پرانے رشتے' پیدائش سے قبل کے رشتے' اہل اللہ کو اہل اللہ ہی ملایا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے کام ہیں کہ اسی روٹین کے میٹیریل میں سے Exception نکالتا ہے۔ یہ ایک واقعہ اگر آپ کو سمجھ آ جائے کہ امام غزالیؒ آپ کے لیے باعث تقلید ہیں لیکن یہ یاد رکھنا کہ امام غزالیؒ سے پہلے کوئی امام غزالیؒ نہیں تھا جس کی وہ تقلید کرتے بلکہ امام غزالیؒ ازخود امام غزالیؒ ہیں۔ آپ بے شک ان کی تقلید کرو لیکن وہ جو کچھ ہیں وہ خود ہیں۔ داتا صاحبؒ کے آستانے پر جانا عین روحانی فروغ کا ذریعہ ہے لیکن داتا صاحبؒ کسی آستانے پر نہیں آئے تھے۔ آج ان کا آستانہ

ہمارے لیے عقیدتوں کا بہت بڑا مرکز ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اللہ کے بندے جب تشریف لائے تو کسی مزار پر نہیں آئے اور آج ان کا مزار ہمارے لیے کیا سے کیا ہے' اور ہونا بھی چاہیے۔ کمال کی بات تو یہ ہے کہ جلوس ہو میلادالنبی ﷺ کا اور جلوس کا اختتام داتا صاحبؒ پر ہو۔ یہ بات غور کرنے والی ہے۔ اسی طرح مضمون نعت کا ہوتا ہے اور ختم داتا صاحبؒ کے پاس ہوتا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ یہاں سے وہاں تک کوئی رشتہ موجود ہے بلکہ کچھ درویش یہاں آ کے کہتے ہیں کہ جہاں کہیں کوئی اللہ والا مل جائے تو وہاں بھی صلی اللہ علیک یارسولؐ اللہ پڑھ لیتے ہیں۔ اب یہ درویش کہتے ہیں کہ کرامتِ بزرگ یا کرامتِ اہل اللہ جو ہے یہ بھی یکے از معجزات رسول ﷺ ہیں یعنی کسی فقیر کی کوئی کرامت اس کی ذاتی نہیں ہوتی بلکہ یہ سرکار ﷺ کی عطا ہے۔ گویا کہ فقیر کی کرامت حضور پاک ﷺ کے زندہ معجزوں میں سے جاری معجزے ہیں۔ تو لوگ یہ کہتے ہیں۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ پہچان کا ذریعہ بڑا مشکل ہے۔ اگر درد ہو تو جہاں درد کو آسودگی ملے وہاں علاج ہے۔ اگر آپ کے اندر کچھ نہ ہو اور صرف علم لے کے جا رہے ہو تو اہل اللہ کبھی سمجھ نہیں آئے گا۔ اندر کوئی آگ لگی ہونی چاہیے' اندر کوئی پریشانی ہونی چاہیے۔ آپ کے اندر میٹر ہونا چاہیے۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے ضرور اہل اللہ کی تلاش کرنی ہے۔ تو وہ گھر سے چلا۔ ایک مرتبہ تین بزرگ ایک اہل اللہ کی

تلاش میں چلے۔ انہوں نے راستے میں اس بزرگ کے بارے میں سوچا کہ وہ اہل اللہ ہے تو ہم کوئی آزمائش ہی کر لیں۔ کتاب لکھنے والے بزرگ کہتے ہیں کہ مجھے تو امام زین العابدینؓ کا قصیدہ چاہیے تھا۔ دوسرے نے کہا کہ میری تلی درد کرتی ہے، میں دعا کراؤں گا کہ تلی کا درد ٹھیک ہو جائے۔ تیسرے نے کہا کہ ہم بزرگ کے پاس خالی پیٹ چلتے ہیں وہاں سے حلوہ ملنا چاہیے، تو تینوں چل پڑے۔ وہاں گئے تو وہ بزرگ اپنے آستانے کی کوٹھڑی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا السلام علیکم۔ بزرگ نے کہا کہ تم آ گئے ہو، بڑی آزمائشیں کرتے ہو۔ کتاب لکھنے والے کو کہا کہ تو دیوار پہ پڑھ اور امام زین العابدینؓ کا قصیدہ نوٹ کر لے۔ دوسرے کو کہا کہ ادھر آ میں تیری تلی کا علاج کروں۔ تیسرے سے کہا کہ حلوہ تو بازار کی چیز ہے وہ بازار سے جا کے کھا، میرے پاس کدھر آ گیا _____ تو اہل اللہ کی یہ پہچان ہوتی ہے۔

اہل اللہ کی پہچان میں غلطی ہو سکتی ہے۔ بزرگوں نے فرمایا کے ایک آدمی اہل اللہ کے پاس گیا۔ نماز کا وقت تھا۔ اہل اللہ نے جماعت کرائی اور جماعت میں قرآن پاک کے الفاظ کے تلفظ میں کوئی فرق آ گیا یعنی ان کا تلفظ پوری طرح ویسے نہیں تھا جیسا کہ ہونا چاہیے تھا۔ انہوں نے یہ کام کیا کہ اپنی نماز الگ سے پڑھ لی اور واپس چل پڑے۔ جنگل کا سفر تھا اور ایک شیر دھاڑ کے ان کی طرف بھاگ پڑا۔ اتنے میں وہی غلط تلفظ والا بابا سوٹی لے کے آیا اور

شیر کو کہتا ہے کہ ہمارے مہمان کے ساتھ بھی یہ بات' یہ ہمارا مہمان ہے' بھاگ جا یہاں سے ۔ شیر نے سلوٹ کیا اور چلا گیا ۔ کتاب والے بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے بابا سے کہا کہ آپ کا اتنا بڑا مقام ہے ۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر انسان اللہ کا بندہ ہو جائے تو یہ ساری چیزیں تابع ہو جاتی ہیں ۔ اِنہوں نے کہا کہ مجھے کوئی نسخہ بتائیں ۔ اُنہوں نے کہا کہ تو تلفظ ٹھیک کر' تیرے لیے نسخہ کوئی نہیں ____ تو نیت ٹھیک ہونے کی بات ہے' تلفظ کی بات نہیں ہے ۔ مدعا یہ ہے کہ ہر اہل اللہ ہر دوسرے اہل اللہ سے جدا ہے اور ہر اہل اللہ دوسرے اہل اللہ کے ساتھ ملا ہوا ہے ۔ یہ اتنی انفرادیت ہے کہ اس کا فارمولا بنانے کی کوشش نہ کرنا ۔ پھر سائل جو ہے' جو تلاش کر رہا ہے وہ اگر گھر سے کوئی آلہ لے کے نہیں چلا کہ میں یہ میٹر لگا کے دیکھ لوں گا تو اسے پتہ نہیں چلے گا ۔ آپ علم کا میٹر نہ لگانا ۔ میری یہ بات یاد رکھنا ۔ یہ نہ کرنا کہ اہل اللہ کی میں نے دس صفات لکھ لی ہیں' میں یہ Try کروں گا ۔ اس طرح اہل اللہ آپ کو کبھی نہیں ملے گا ۔ آپ اپنے اندر کچھ لے کے چلو' اپنے اندر کچھ واردات لے کے چلو ۔ ایک جگہ پر دس آدمی بیٹھے تھے ۔ انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ کیا تمھیں اہل اللہ ملا؟ تمھیں کیسے ملا؟ ایک نے کہا کہ جب میں چلا تو میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اس کو اپنی نگاہ سے دیکھوں گا' پھر میں نظر سے پہچانتا رہا' بندے میری نگاہ سے گزرے اور میں غور سے دیکھتا

رہا' ؎

ہر چہرے پر آنکھ تھی میری

ہر آہٹ پر میرے کان

میں چہرے کو غور سے دیکھتا گیا اور چلتا گیا' ایک چہرہ ایسا تھا کہ اس نے مجھے اس کے بعد کچھ دیکھنے ہی نہ دیا ______ تو وہ اہل اللہ تھا۔ یعنی کہ جہاں آپ کی نگاہ ایسے مرکوز ہو جائے کہ اس کے بعد کچھ دیکھنے کی آرزو ہی نہ رہے تو وہ مقام ہے اس طالب کے لیے جو نگاہ لے کے چلا ہے اہل اللہ کے لیے۔ دوسرے سے پوچھا گیا کہ تجھے کیسے ملا؟ کہتا ہے کہ میں تو ذہن لے کے گیا تھا' عقل کے ساتھ چلا تھا' میں نے سوچا کہ میں پہچان کرلوں گا کیونکہ میں عقل والا بندہ ہوں۔ چلتے چلتے ایک ایسی جگہ پر آیا' ایک ایسا بندہ آیا کہ جہاں میری عقل حیرت میں گم ہو گئی اور اس کے بعد عقل نے سوچنا ہی بند کر دیا' سوچ ہی ماؤف ہو گئی' اس کے بعد ذہن میں کوئی خیال ہی نہیں آیا۔ تو وہ اللہ کا بندہ تھا جس نے آپ کے ذہن میں حیرت کے جلوے پیدا کر دیئے۔ حیرت بذاتِ خود ایک جلوہ ہوتی ہے حالانکہ جلوے کے برعکس ہوتی ہے۔ تیسرے نے کہا کہ میرا بڑا آسان سا شعبہ تھا' میں جیب میں پیسے لے کے گیا کہ کوئی اہل اللہ ملے تو اس کی خدمت میں نذرانہ پیش کروں' مگر صبح سے شام تک مجھے کوئی اہل اللہ نہیں ملا' اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا

کہ میرے پیسے تو مجھے دے' کیوں وقت ضائع کر رہا ہے تو وہ اہل اللہ تھا۔ اور اگر آپ سائل بن کے ملیں کہ مجھے اتنے پیسوں کی ضرورت ہے تو چلتے چلتے کوئی اہل اللہ نہیں ملے گا اور اگر مل گیا تو کہے گا کہ یہ اپنے پیسے لے اور جا اپنا کام کر۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ دل کو اہل اللہ کی پہچان کا ذریعہ بنا کے نکلو گے تو جہاں آپ کے اندر دلبری کا تصور پیدا ہو جائے تو وہ مقام اہل اللہ کا ہے۔ تو اہل اللہ جو ہے وہ اللہ نے تمھاری صفات کے مطابق ایک ذات کو تمھارے لیے مرتب کیا ہوا ہوتا ہے جس سے تمھاری آسودگی ہو جائے' تمھاری بہبود ہو جائے۔ تمھارا اہل اللہ جو ہے وہ دوسرے اہل اللہ سے مختلف ہو سکتا ہے کیونکہ تیرے لیے ایک پریشانی ہے اور دوسرے کے لیے دوسری پریشانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک زمانے میں دس دس اہل اللہ مختلف طریقوں کے ساتھ آئے۔ مثلاً یہ نقشبندی طریقت والے بیٹھے ہوئے ہیں' یہ چشتی بیٹھے ہوئے ہیں' یہ قادری بیٹھے ہوئے ہیں اور سب اپنے اپنے جلوے میں مصروف ہیں' سارے حق ہیں' سارے برحق ہیں' یہ مختلف نہیں ہیں لیکن جیسے جیسے مزاج کے لوگ ہیں ان کی پرورش ہو رہی ہے۔ تو اس طرح کی پرورش بہت ضروری ہے۔ اہل اللہ جو ہے وہ عالم ضرور ہوتا ہے۔ یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ جو عارف ہوگا وہ عالم ضرور ہوگا لیکن ہر عالم جو ہے وہ عارف نہیں ہوگا۔ لہٰذا اہل اللہ کے پاس علم ضرور ہے لیکن ہر علم والے کے پاس اہل

اللہ کی سند نہیں ہوتی۔اس کا آپ ضرور دھیان رکھیں۔ اہل اللہ کا مقام یہی ہے کہ آپ کو باقی وہ ساری صفات نظر آ جائیں گی۔سب سے بڑی بات یہ ہے اور یہ اس کی ایک اور سند ہے کہ وہ تجھے اپنی ذات سے تعارف نہ کرائے بلکہ تجھے تیری ذات سے تعارف کرا دے۔اہل اللہ وہ ہے جو تجھ کو تیرے مقام سے آگاہ کر دے‘ تیرے سامنے تیری غلطیاں ظاہر کر کے رکھ دے‘ تیرے سامنے تیری خوبیاں ظاہر کر کے رکھ دے‘ تیرے سامنے آئینہ رکھ دے کہ یہ تم ہو۔جس نے تجھے آئینہ دکھا دیا وہ اہل اللہ ہے۔مقام کی فکر نہ کرنا کہ مقام کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔وہ تجھے تیرے مقام سے آگاہ کر دے گا۔اس کا مقام چاہے کچھ بھی ہو۔یہ ہے اہل اللہ۔اللہ کی پہچان تو نہیں ہو گی‘ اللہ کی پہچان نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی تسلیم ہوتی ہے۔جب تسلیم اتنی واردات بن جائے کہ آپ کو ہر طرف جلوۂ حق کے سوا کچھ نظر نہ آئے تو سمجھو کہ اللہ کی پہچان ہو گئی۔اللہ کی پہچان یہ ہے کہ غیر اللہ نظر آنا بند ہو جائے۔جب آپ کی نگاہ میں غیر اللہ نظر آنا بند ہو جائے۔

وحدت کے ہیں یہ جلوے نقش و نگارِ کثرت

یعنی کہ کثرت میں آپ کو وحدت نظر آنی شروع ہو جائے‘ ہر طرف ایک جلوۂ ذات ہو جائے۔

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا
کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا
کہیں بولا بَلٰی وہ کہہ کے اَلَست
کہیں رِندوں کا پیشوا دیکھا
کہیں ہے بادشاہِ تخت نشیں
کہیں کاسہ لیے گدا دیکھا

آپ ہی اس کے جلوے ہیں، کبھی فرعون بنا دیتا ہے اور کبھی موسیٰؑ۔ وہ کھیل کر رہا ہے، رونق ہے، میلہ ہے، آپ اس دنیا میں اس کے میلے دیکھتے جاؤ، یہ اللہ کی پہچان ہے۔ اللہ کی باتوں میں واضح تضاد کے باوجود آپ کو تضاد نظر نہ آئے، تو یہ اللہ کی پہچان ہے اس کی باتوں میں Paradox ہوگا مثلاً یہ کہ میں تمھیں رزق دیتا ہوں، تم اپنی کمائی کرو، میں تمھیں زندگی دینے والا ہوں، مار بھی دیتا ہے وہ۔ مقصد یہ کہ اس کے وسیع قسم کے بیانات ہیں، وسیع کارخانہ ہے، ایک تو زندگی میں مبتلا کر کے رکھ دیا اور پھر یہ حکم لگا دیا کہ اس سے باہر نہ نکلنا، اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر تم نکل سکتے ہو تو نکل کے دکھاؤ یٰمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت والارض تو وہ چیلنج کر رہا ہے کہ زمین اور آسمان کے حصار سے نکل کے دکھاؤ، مگر نہیں نکل سکو گے، خبردار نہیں نکل سکو گے، لیکن جب میں چاہوں گا۔ اِلّا بِسُلطٰن: سلطان اس کی

عطا ہے۔ یعنی کہ اس نے بندہ بنایا۔ بندہ اس نے بنایا' انسان اس نے پیدا کیا
' دنیا اس نے بنائی اور جو نہیں مانتا اس میں ہمارا کیا قصور ہے' اس کو اللہ خود
منوالے۔ تو یہ ہے ایک تضاد۔ پھر وہ کہتا ہے کہ ایمان میں عطا فرماتا ہوں۔
لوگ پوچھیں گے کہ ایمان آپ عطا فرماتے ہیں تو کفر کون عطا فرماتا
ہے۔ ان دونوں باتوں میں بظاہر تضاد ہے لیکن جب آپ اس کے اور قریب
ہوں گے تو پتہ چلے گا کہ اس میں تضاد کوئی نہیں ہے بلکہ وہ ٹھیک فرما رہا ہے۔
یہ اس کے کام ہیں۔ مقصد یہ کہ یہ ایسی بات ہے کہ اس نے پیغمبروں کو تقرب
کا مقام عطا فرمایا اور بہت ہی محبت عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ اُنؑ پر درود پڑھتا
جا رہا ہے اپنے فرشتوں کے ہمراہ' اور پیغمبر ﷺ کو ابتلا میں سے گزارا' تکلیف
کی وادی سے گزار دیا۔ درود میں کمی نہیں آئی اور تکلیف بھی جاری ہے۔ یہ
اللہ کے کام ہیں۔ اگر آپ اور قریب ہو جائیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ ایک
ہی بات ہے' یہ درود ہی تو ہے جو تکلیف ہے۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
کے تقرب میں تکلیف نہیں ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ کا تقرب ہی تکلیف میں ہوتا
ہے۔ اس نے فرمایا ہے کہ ولنبلو نکم بشی ءٍ من الخوف والجوع و نقص
من الاموال والانفس والثمرات و بشرا لصابرین الذین اذا اصابتھم
مصیبۃ قالو انا للہ وانا الیہ راجعون تو وہ خوف' بھوک' مال' جان' اور پھلوں
میں نقص سے آزماتا ہے اور اس مصیبت میں اس کے صبر کرنے والے

بندے کہتے ہیں کہ ہم اسی کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں صابرین کے ساتھ ہوں۔ گویا کہ اللہ ساتھ ہو تو اتنا ساتھ ہوتا ہے کہ پتہ نہیں چلنے دیتا۔ تکلیف والے کو دیکھ کر لگتا ہے جیسے اس کا خدا ہی نہیں ہے لیکن خدا ساتھ ہے۔ تو اللہ عین ساتھ ہے اور کسمپرسی کا یہ عالم ہے جیسے اللہ ہے ہی نہیں۔ کربلا عین اللہ والوں کی ہے لیکن پتہ نہیں چلتا۔ ہم یہ بتا رہے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ ساتھ ہو تو دنیا کی نگاہوں سے اسے ایسے چھپایا جاتا ہے کہ لوگ Pity کرنے لگ جاتے ہیں کہ بڑا افسوس ہوا' کاش اس کا کوئی ہوتا۔ حالانکہ وہ آپ مالک ہے۔ تو وہ کوثر و تسنیم کے عین مالک ہیں اور انہیں پانی سے پیاسا رکھ دیا' عین تضاد رکھ دیا۔ تو پانی کیا اور پیاسا کیا' کیا ایسا ہو سکتا ہے' مالک کا مقام کیا ہے؟ اب یہ جو راز ہے' تضادات کا راز ہے یہ سمجھ آ جائے تو سمجھو کہ یہ اللہ کا مقام ہے۔ کربلا کا واقعہ ایک تو یہ ہے کہ یہ یزید اور امام عالی مقامؑ کے درمیان جھگڑے کی بات ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ اللہ اور اللہ کے بندے کے مابین بات ہو رہی ہے یعنی حضرت امام عالی مقامؑ اور اللہ کے درمیان کوئی بات ہو رہی ہے۔ اب اللہ ان کے درجات میں اضافہ کر رہا ہے اور درجات میں اضافہ ہونا خوشی کی بات ہے۔ درجات بلند ہو رہے ہیں اور یہ درجات تا قیامت رہنے والے ہیں۔ جس شخص پر تا قیامت درود و سلام بھجوانا ہے' اس کو ایسے چھپا کے گزارا جیسے کہ تکلیف سے گزار رہا

ہے، حالانکہ تکلیف نہیں ہے بلکہ یہ مقام ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو سمجھنے کے لیے بڑا ضروری ہے کہ اس کی بظاہر متضاد باتوں کے اندر تضاد نظر نہ آئے۔ ہر رنگ کے اندر ایک ہی رنگ نظر آئے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر رنگ میں بے رنگ کا دیکھنا ہی اللہ کی پہچان ہے یعنی رنگوں میں بے رنگ کی پہچان۔ تو اللہ والوں اور اللہ کے مابین رشتہ ہمیشہ قائم رہتا ہے اور وہ تکلیف میں زیادہ مستحکم ہوتا ہے۔ وہ شخص اللہ والا نہیں ہوسکتا جو تکلیف میں گلہ کرے۔ تکلیف جو ہے وہ اس نے اپنے مقربوں کے لیے رکھی ہوتی ہے تاکہ وہ ذرا اور قریب ہو جائیں۔ بات تعلق کی ہے اور تعلق میں ستم اور کرم ایک ہی شے ہے۔ بات سمجھ آئی؟ تعلق ہو تو ستم اور کرم ایک ہی شے کے نام ہیں اور اگر تعلق نہ ہو تو کرم بھی ستم ہے۔ پھر وہ کہے گا کہ تم پیسے لے لو، جان چھوڑو، ہمارے پاس نہ آیا کرو۔ تعلق توڑ دینے سے اس کی دنیا کا مقام جو ہے وہ کوئی مقام نہیں رہتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سے متعلق رہنے والا وہ انسان ہوگا جو اس کو تکلیف میں بھی یاد کرے، راحت میں بھی یاد کرے، تنہائی میں یاد کرے، محفل میں یاد کرے، ہر رنگ میں اس کے جلوؤں کے قریب رہے، تو وہ آدمی اللہ کو پہچان سکتا ہے۔ تو اللہ کے بندوں کی پہچان اور اللہ کی پہچان، یہ دونوں سوالوں کا جواب ہے۔ لیکن تو کیوں پوچھتا ہے یہ سوال؟ اللہ کا بندہ بننے کی آرزو جو ہے یہ آرزو نہیں ہے، یہ اللہ کا احسان ہوتا ہے۔

جسے چاہا اپنا بنا لیا

آپ یہ دیکھیں کہ اگر آپ دنیا کی آرزو سے نجات پا رہے ہیں تو سمجھیں کہ یہ اللہ کا احسان ہے۔ اللہ کا احسان جو ہے وہ آپ کی دنیا کے تمام حاصل کو Meaningless کر دیتا ہے۔ اللہ کی تمنا کیا ہوتی ہے؟ دنیا کو Meaningless کر دیتی ہے کہ ایک ہاتھ پر سورج رکھ دو اور ایک ہاتھ پر چاند رکھ دو تو پیغام پھر بھی وہی ہے' یہ سارے سونے کے پہاڑ ہمارے حوالے کر دو' تب بھی ہمارا پیغام وہی ہے' ہمیں ان باتوں کی غرض ہی کوئی نہیں ہے۔ لہٰذا اللہ کا بندہ وہ ہے جو ابتلا میں ہو' آسودگی میں ہو' کچھ بھی ہو' اس کی ایک ہی آرزو ہوتی ہے کہ میں اللہ کے قریب چلا جاؤں۔ تو وہ اپنے دل کے قریب کر لیتا ہے۔ جو اللہ کا بندہ بننا چاہے وہ دل سے گلہ نکال دے' شکوہ نکال دے' آزاد ہو جائے' شکایت نکال دے' تقاضہ نکال دے' اپنے سارے پروگرام بھی نکال دے اور وہ جانتا ہے کہ انا لِلّٰہ و انا الیہ راجعون ہم اس کی طرف ہمیشہ رجوع کرنے والے ہیں' وہ راجعون ہوتے ہیں۔ کل شی یرجع الیٰ اصلہ ہر شے اپنے اصل کی طرف رجوع کرنے والی ہے۔ اور اس کا اصل اللہ ہے' اسی کی طرف سے آیا اور اسی کی طرف واپس جانا ہے۔ اپنے دنیاوی معمولات اور دنیاوی حاصل جب آپ کی نگاہ میں سارے کے سارے Futile اور Useless نظر آنے شروع ہو جائیں تو سمجھو کہ اللہ کے قریب کوئی مقام آ گیا۔ اللہ والے

جو ہیں وہ اللہ کے ساتھ تعلق میں رہتے ہیں اور دنیا کے اپنے حاصل کو اپنی نگاہوں سے گرا دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ امانت خانے میں سے نہ کوئی شے اُٹھانی ہے اور نہ اس میں داخل کر سکتے ہیں۔ امانت خانہ موجود ہے' لسٹ میں سب کچھ شامل ہے' یہ دنیا ب ں تے نہ کوئی چیز اُٹھانے کی تمنا ہو اور نہ چھیڑنے کی تمنا ہو' آپ یہاں سے گزر رہے ہیں' بازار کی رونقیں قائم رہیں گی' آپ ہی نہیں رہیں گے۔ تو یہاں سے کچھ اٹھانے کی تمنا چھوڑ دو' حاصل کی تمنا چھوڑ دو' دنیا سے نجات پا کے نکل جاؤ ؎

دامن تر مکُن

یعنی کہ جیب میں کوئی شے نہ ڈالو۔ یہ ہے اللہ کے بندے کا آغاز۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ہنگامہ اس کی نگاہ سے گزر جائے' یہاں کا حاصل اس کی نگاہ میں وقعت نہ رکھے' یہاں کے رشتے جو ہیں وہ رشتے اور ہو جائیں۔ تو اللہ کے بندے کا پہلا کام یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کی تلاش کرے' اللہ کے بندوں سے محبت کرے' اللہ کے بندوں کا تقرب حاصل کرے اور زمانے سے نجات ح اصل کرے ؎

یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ

تو وہ اِدھر سے ٹل گیا او اس کا رُخ اُدھر ہو گیا۔ اس کو کہتے ہیں ؎

بُلھیا رب دا کی پاوناں

اِتھوں پُٹنا تے اُودر لاوناں

مطلب یہ ہے کہ یہاں سے توجہ ہٹا کے وہاں توجہ لگا دو ۔تو مکان، سیمنٹ، اینٹ اور گارا، سب کو چھوڑ دو۔ تُو ادھر رجوع کر اور دیکھ کہ کیا ہو رہا ہے۔

مشرق سے نکلتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

تو سورج کو دیکھ، شاید دوبارہ دیکھ سکے کہ نہ دیکھ سکے۔ ایک آدمی کو کسی نے بتایا کہ تو دو ہفتوں میں اندھا ہو جائے گا، تیری بینائی کی عمر صرف دو ہفتے باقی رہ گئی ہے۔ ان دو ہفتوں میں اس نے دنیا کو اتنا دیکھا کہ ساری زندگی نہیں دیکھ سکا، اور پھر اس کی آنکھ بھی بچ گئی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ پتہ چل جائے کہ تم نے یہاں نہیں رہنا تو تمھارے یہاں رہنے کے آداب اور ہوں گے۔ تمھیں اس بات کا پتہ تو ہے لیکن یہ تم پر وارد نہیں ہوا۔ جس شخص کو یہ پتہ چل جائے کہ میں اس مکان میں رہ رہا ہوں جس میں آگ لگی ہوئی ہے، میں اس وجود میں رہ رہا ہوں جو ''کھرتا'' چلا جا رہا ہے، پگھلتا جا رہا ہے، ضائع ہو رہا ہے، ریزہ ریزہ ہو رہا ہے تو پھر اس کو یہاں سے نکلنے کی اور تمنا ہو جائے گی۔ اس بات کی فکر کرنے والا آدمی کہ ''یہاں سے نکل کے کہاں جانا ہے'' اللہ کی راہ پر چل نکلتا ہے۔ یہ ہے اللہ کے بندے کی نشانی۔ یہ آپ کو بتا دی ہے، اللہ کی پہچان کا طریقہ آپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے، آپ اس پہ غور

کریں تا کہ ان باتوں پہ چلتے ہوئے اپنے سفر کا نام رکھ سکو کہ آپ کے سفر کا نام کیا ہے۔

اپنے سفر کا آپ ہی اچھا سا نام رکھ

تو یہ دیکھو کہ آپ کا عمل کیا ہے۔ اگر تم اللہ والے نہ بنو تو باقی سارے جہاں سے تمھیں کیا غرض ہے۔ اللہ والے کا مطلب صرف یہ ہے کہ تیرے اندر اللہ کی تمنا پیدا ہو جائے۔ تیرے اندر اللہ کی تمنا پیدا ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے تو دنیا کے لیے بے ضرر ہو جائے اور پھر اس کے بعد تو دنیا کے لیے منفعت بخش ہو جائے، تیرا ہونا بارش کی طرح ہو کہ سب کے لیے فائدہ ہی فائدہ ہو۔ بس پھر تو اللہ کا بندہ ہو گیا۔ اب ان باتوں پہ آپ غور کرو اور اگلا سوال سوچو ______ یہ بڑے غور والی باتیں ہیں۔ اگر آپ کبھی کسی بزرگ کے عرس پہ جاؤ، داتا صاحبؒ کے عرس پہ جاؤ تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جنھیں یہ پتہ نہیں ہوتا کہ اللہ والے کیا ہوتے ہیں وہ بھی سارے انہیں اللہ والا مانتے ہیں، یعنی جس قسم کا مذہبی فرقہ ہو وہ انہیں اللہ والا مانتے ہیں۔ داتا صاحب علی ہجویریؒ کا تقرب آپ کی اپنی خواہش اور اپنی طبیعت کے مطابق ہوگا۔ جو قوال ہے اس کو داتا صاحبؒ کا تقرب تب محسوس ہوگا جب اس کی قوالی چمک جائے۔ اگر وہ قوالی کر رہا ہے اور پیسہ در پیسہ آ رہا ہے تو وہ کہے گا کہ سرکار کی بڑی مہربانی ہے، پیسہ بڑا دیا ہے، داتا صاحبؒ بڑے راضی تھے۔

جلیبیاں بیچنے والا' اندر سے بیچنے والا' تھیٹر لگانے والا' سب کہیں گے کہ داتا صاحبؒ کی مہربانی ہوگئی۔ تو کوئی قوالی کر رہا ہے' کوئی نعت خوانی کر رہا ہے' کوئی ویسے ہی آ گیا ہے' ایک بھیڑ ہے' اژدہام ہے' لنگر پک رہا ہے' نان چھولے مل رہے ہیں' اور یہ سب چل رہا ہے کہ یہ سب داتا صاحبؒ کا عرس اور اندر جو Real طریقہ اور سفر ہے داتا صاحبؒ کا' اس کی تمنا لے کر جانے والا شاید کوئی کوئی ہو جو یہ پوچھنے جائے کہ آپ کس راستے کے مسافر تھے' وہ راستہ ہی بتائیں۔ داتا صاحبؒ سے پوچھا جائے تو وہ خود ہی یہ بتائیں گے کہ آج میرے پاس بڑے لوگ آئے' لاکھوں لوگ آئے مگر سارے مجھ سے بیگانہ تھے' باہر باہر سے واپس چلے گئے' کوئی اندر آیا ہی نہیں۔ حالانکہ وہ اندر مزار تک گئے کوئی چادر چڑھا کے آ گیا' کوئی چادر اُٹھا کے آ گیا' کوئی پیسہ دے کے آ گیا' کوئی پیسہ لے کے آ گیا' کوئی سائل بن کے گیا' کوئی جیب کاٹنے کے لیے گیا اور کوئی جیب کٹوا کے آ گیا۔ تو یہ سارے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ جس کام کے لیے داتا صاحبؒ تشریف لائے اس کام کو مانگنے والا کم ہی جائے گا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ایک دفعہ وہاں گئے اور سارا انڈیا ہی مسلمان کر دیا اور اجمیر کو اجمیر شریف بنا دیا۔ تو راز والا آدمی وہاں راز لینے گیا۔ تو جو "حال" لینے جائے اس کو کچھ اور ہی حال مل جاتا ہے اور جو کسی ضرورت کے لیے جائے اس کو کچھ اور مل جاتا ہے۔ اس لیے جب

بے ضرورت جانے کا عمل شروع ہو جائے وہاں اللہ کا مقام ہوا کرتا ہے یعنی جہاں ضرورتوں سے نجات ہونی شروع ہو جائے۔اس لیے اے حاضر ہونے والے صاحبان! کبھی کبھی اپنے آپ پر رحم کیا کرو۔اپنے آپ کو تھوڑی دیر کے لیے اپنی ضرورتوں سے نجات دے دیا کرو اور کہا کرو کہ یا اللہ میں ہر ضرورت سے آزاد ہوں۔آپ یہ بے شک تھوڑی دیر کے لیے کر لیا کرو چاہے وہ کچھ دیر بعد پھر ٹائٹ کر دے' پھر گرفت میں لے لے۔لیکن کبھی کبھی آرزو سے نجات پانا بہت ضروری ہے۔یہاں سے اللہ کی پہچان ہوتی ہے۔اگر آپ نماز پڑھ رہے ہوں تو سجدے میں سوائے اللہ کی تسبیح کے اور کوئی بات ذہن میں نہ آئے۔یہ کہو کہ یا رب العالمین یہ ایک سجدہ ہے تیرے نام کا۔سجدے کے احساس سے بھی آزاد ہو جاؤ۔یہ بھی بھول جاؤ کہ میں سجدہ کر رہا ہوں تو تقرب کے اس مقام پر چلے جاؤ۔یہ نہ ہو کہ کوئی آرزو لے کے بیٹھے ہو' کوئی پروگرام لے کے بیٹھے ہو' ایک نماز پڑھو اور بے شمار آرزوئیں بیان کر دو کہ یا رب العالمین یہ یہ چیزیں دے دے۔ایک درویش نماز پڑھ رہا تھا۔نماز پڑھنے کے بعد لمبی تسبیح کی اور دعا کرنے لگا تو وہاں سے حضرت جبریل امینؑ کا گزر ہوا۔انہوں نے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو۔کہتا ہے کہ اللہ کو یاد کر رہا ہوں۔جبریلؑ نے کہا کوئی بات ہو تو کہو' کیونکہ میرا نام جبریل ہے۔کہتا ہے کہ میرے پاس کچھ آرزوئیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ

کے پاس پہنچانی ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ بتاؤ کیا ہیں؟ اُس نے دو چار آرزوئیں بتائیں تو جبریل امینؑ کہنے لگے کہ بس میں سمجھ گیا' میں اللہ سے کہہ دوں گا۔ درویش نے کہا کہ ابھی تو نے میری بات پوری نہیں سُنی ہے' میں نے صرف دو چار باتیں کہی ہیں اور تو کہتا ہے کہ میں کہہ دوں گا۔ جبریلؑ نے کہا کہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اُس نے کہا بتاؤ میں کیا کہنا چاہتا ہوں ۔ جبریل امینؑ نے کہا کہ میں اللہ سے یہ کہہ دوں گا کہ تیرا بندہ کہہ رہا تھا کہ اپنے علاوہ مجھے باقی سب کچھ دے دے_____ تو تم وہ بندے ہو جو خدا کو خدا کے علاوہ مانگتے ہو۔ یہ کبھی نہیں کہتے کہ ؎

میری کائنات نثار ہو کبھی میرے اُجڑے وطن میں آ

تم کہتے ہو کہ یا اللہ خود نہ آنا بلکہ ہمیں چیزیں بھیجو۔ اگر ایسے بندے کو اللہ مل جائے تو کہے گا کہ کسی منسٹر سے سفارش کر دیں۔ اگر اللہ مل جائے تو پھر زندگی' جان' جانِ آفرین کے سپرد ہو جانی چاہیے۔ اس لیے اللہ وہ ہے جو آپ کو آپ کی ضروریات کے احساس سے آزاد فرما دے۔ اللہ والا وہ ہے جو اس آزادی میں آپ کے ساتھ تعاون کرے۔ یہ یاد رکھنا کہ وہ ہے اللہ والا! شعر سُن لو تا کہ یہ بات یاد ہو جائے ؎

ہم ان کے پاس گئے حرفِ آرزو بن کر

حریمِ ناز میں پہنچے تو بے نیاز ہوئے

تو وہ حرفِ آرزو بے نیاز ہو جاتا ہے۔تو یہ ہے حریمِ ناز' جہاں آپ اپنی آرزوؤں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

اب آپ اور سوال کریں ـــــــ فاروقی صاحب! میاں صاحب! سب صاحبان! بولیں ـــــــ کوئی بات ـــــــ

پچھلے سوال کا فائنل جواب تو آپ کو سمجھ آ گیا ہوگا۔کہ اس کی پہچان نہیں ہوتی ہے بلکہ اپنے آپ کی پہچان ہوتی ہے کہ تیرا اپنا کیا حال ہے۔یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات سچے مرید جو ہیں وہ جھوٹے مشائخ کے پاس پرورش پاتے رہے ہیں اور کامیاب ہوئے ہیں' بہت کامیاب ہوئے ہیں۔جس طرح علم والا بیٹا جاہل ماں باپ کا ادب کر کے علم حاصل کرتا رہا اور ماں باپ جاہل کے جاہل رہے۔ماں باپ نے علم حاصل نہیں کیا اور اولاد نے علم حاصل کر لیا۔اب ماں باپ جو ہیں وہ تو ماں باپ ہیں' اگر کسی مقام پر آپ کا علم ان سے زیادہ ہو جائے تو آپ ادب سے آزاد نہیں ہو سکتے۔اگر کوئی پوچھے کہ آپ نے کیسے علم حاصل کیا تو کہو کہ ماں باپ کی دعا ہے۔تو اَن پڑھ ماں باپ کی دعا جو ہے وہ آپ کی پڑھائی میں تعاون کر گئی یعنی کہ بے علم ماں باپ نے آپ کو علم عطا فرما دیا۔تو ماں باپ علم کے راستے پر دور تک نہ گئے اور آپ دور تک چلے گئے۔اس لیے مشائخ کرام بعض اوقات اتنے لیول کے نہیں ہوتے جتنا اپنے مرید کو پہنچا دیتے ہیں۔سچا انسان اگر خود سچا ہو

جائے تو اُس کے لیے ہر راہ صداقت کی راہ ہے اور وہ جہاں جہاں سے گزرا ہے وہاں وہاں خود جگمگائے گا۔ اور میں سچا مرید اس کو کہوں گا کہ جس نے کسی انسان سے تعلق بنایا' تعاون کیا' تعلق کو صرف یہ نہیں دیکھنا کہ یہ تعلق صحیح ہے کہ نہیں ہے' کہ یہ انسان صحیح ہے کہ نہیں ہے بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ آپ صحیح ہیں کہ نہیں ہیں۔ اگر کبھی آپ کو اتفاق سے صحیح رخ مل جائے' آپ کو عرفان مل جائے اور پیر کے پاس دیکھو کہ عرفان نہ ہو' تو پھر ایک سچے انسان کی طرح اس کو بھی عرفان دلاؤ تو وابستگی یہ ہوتی ہے۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ بخش دے اور وہاں جا کے یہ معلوم ہو کہ آپ کے والدین کی بخشش اندیشے میں پڑی ہے تو پھر ان کے لیے اپنی بخشش چھوڑ دو۔ بات سمجھ آئی؟ پھر یہ حکم ہے۔ تو سچے مرید جو ہیں یہ بذات خود بڑی Achievement ہوتے ہیں اور بعض اوقات یہ جھوٹے پیر کے لیے بھی بڑی آسودگی لائے' بڑا بڑا انعام لائے۔ تو وابستگی قائم رکھو ______

ہاں جی حافظ صاحب بولیں ______ میاں صاحب بولیں ______ پوچھیں سوال ______

سوال:

اللہ کے راستے کے لیے دعا فرمائیں اور اس کا آسان سا نسخہ بھی عطا فرمادیں ______

جواب:

دعا ہے کہ آپ کو یہ راستہ عطا ہو۔ اس دعا کا آسان نسخہ یہ ہے کہ جسے آپ کہتے ہیں ''محبت'' تو محبت کا آسان نسخہ محبت کا علم نہیں ہے بلکہ محبت کا آسان نسخہ محبوب سے وفا کرنا ہے' قائم رہنا ہے۔ اسی طرح اس راستے کا آسان نسخہ یہ ہے کہ سنگت نہ بدلنا' کبھی نہ بدلنا' اس وقت تک جاری رکھو جب تک آپ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے اور اللہ کی رحمت سے مایوس قیامت تک نہ ہونا۔ بس یہ بات یاد رکھنا۔ اس لیے جس آدمی کی اُمید اس راہ پر زندہ ہے وہ راہ چل رہا ہے جس آدمی کی سنگت قائم ہے وہ راستے پر چل رہا ہے۔ اور یہ راہ اس شخص کے لیے آسان ہوتی ہے' عرفان اسی کا ہوتا ہے جس میں اس راہ کی وابستگی ہے۔ کیونکہ یہ تیرا اور تیرے اللہ کا تعلق ہے' انسانوں کے حوالے سے ہوتا ہے۔ مولانا رومؒ نے اللہ کی عبادت کرنی ہے لیکن تبریزؒ ایک مقام ہے۔ تبریزؒ جو ہے وہ عطا ہوتا ہے۔ آپ استقامت کے ساتھ اپنا سفر کرتے جاؤ' محبت کے ساتھ' بڑے ادب کے ساتھ' بڑے احترام کے ساتھ ـــــــــ تو گھر بیٹھے بیٹھے ہی یہ واقعہ بن جاتا ہے ۔

ہم اپنے آپ میں ہی تجھے ڈھونڈتے رہے
تیرے مسافروں کا سفر گھر میں کٹ گیا

تو بات اتنی ساری ہے کہ ان مسافروں کا سفر گھر میں کٹ جاتا ہے۔ جس

آدمی سے آپ نے عقیدت کا آغاز کیا ہے تو آپ کی طرف سے عقیدت کی انتہا ہونی چاہیے۔ پھر اللہ آپ سے راضی ہے۔ جس راستے کو آپ نے چن لیا ہے اس راستے کی انتہا کر دو' اگر وہاں راستہ نہیں تو راستہ بنا لو وہاں پر۔ تو یہ کہو کہ یہ راستہ بنا کے رہیں گے۔ اگر ایک بار اس میں قائم ہو گئے تو میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ استقامت سب سے بڑی کرامت ہے۔ تو آپ اپنے راستے پر استقامت سے چلتے رہیں' بار بار چلتے رہیں' باپ کا بدلنا بالکل جائز نہیں ہے چاہے وہ لائق ہو یا نالائق ہو' چاہے جیسا ہو' باپ تو باپ ہی ہے۔ اسی طرح جہاں آپ نے عقیدت ظاہر کر دی وہاں چلتے جاؤ' چلتے جاؤ' تیری لگن جو ہے وہ تیرا انعام ہے' تیری وابستگی تیرا انعام ہے' تو مستقل مزاج ہو کے اللہ کی طرف چلتا جا' جس طرح کہ تم صحت میں نماز پڑھتے ہو اسی طرح بیماری میں بھی پڑھتے ہو۔ حالانکہ بیماری میں تو نہیں پڑھنی چاہیے لیکن نہیں۔ اسی طرح دولت والا تو نماز پڑھ سکتا ہے مگر غریب آدمی بے چارہ کیسے نماز پڑھے' لیکن غریب آدمی غریبی میں نماز پڑھے۔ یہ ایسا راستہ ہے کہ امیری' غریبی' صحت' بیماری سب میں روا ہے۔ آپ تو مسلمان ہیں' اسلام نے آپ کو استقامت کا پورا سبق دے دیا۔ بچہ پیدا ہو گیا تو اللہ کا شکر ادا کرو' بندہ مر گیا تو اللہ کی عبادت کرو' جنازے میں آپ اللہ کے روبرو کھڑے ہو جاتے ہیں کہ یا اللہ یہ تیرا ہی کام ہے اور تیرے ہی حوالے ہے'

اس پہ مہربانی کر بلکہ ہم پر بھی مہربانی کر جو کہ پیچھے رہ گئے ہیں، یہ تو ویسے ہی پار ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ استقامت کا خیال رکھو۔ جہاں استقامت میں لغزش آنے لگے تو سمجھو کہ آپ میں کوئی خامی ہے۔ تو پیر اس کو کہیں گے، وابستگی ہم اس کو کہیں گے۔ جہاں پیر میں خامی نظر آنی شروع ہو جائے تو سمجھو کہ آپ اپنے مقام پر نہیں ہیں، یعنی مرید اپنے مقام پر نہیں ہے۔

احساس ہو رہا ہے جفائے حبیب کا

شاید بھٹک گئے ہیں رہِ دوستی سے ہم

پیر کی طرف سے اگر گلہ پیدا ہو رہا ہے تو یہ آپ گمراہ ہو گئے ہیں۔ گمراہ کون ہو گیا؟ آپ ہو گئے۔ تو اس میں سے گلہ نکال دو اور اس کی طرف سے ہر بات چاہے وہ صحیح ہو، دور ہو، قریب ہو، غفلت ہو، یا بیداری ہو کچھ بھی ہو آپ کہو کہ جو تیری عطا ہے ہم اس پہ راضی ہیں، ہم ہر حال میں تیرے ہر عمل پر راضی ہیں، بلکہ ہم تیرے تغافل کی آبرو ہیں۔ بس اتنی سی بات یاد رکھو تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے راستہ آسان بنا دے گا۔ کہ یہ وہ راستہ ہے کہ ان کے تغافل کی آبرو بھی ہم نے رکھنی ہے۔ اس کا گلہ نہ کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر مسئلہ حل ہو جائے گا۔ استقامت کے ساتھ چلو تو کامیابی ساتھ چلے گی۔

آخر میں دعا کرو۔ یارب العالمین سب کے حالات بہتر فرما۔ یا اللہ مشکلات دور فرما۔ یا اللہ آسانیاں عطا فرما۔ یا اللہ استقامت عطا فرما۔ یارب

العالمین! سب کو استقامت عطا فرما۔

صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ سیدنا و مولٰنا حبیبنا و شفیعنامحمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔ اٰمین برحمتک یا ارحم الرٰحمین۔

1 مخلوقات کی آپس میں رشتے کی کیا بنیاد ہے؟

2 اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوقات پیدا کی ہیں' جب کہ ہر مخلوق نے اپنی اپنی زندگی جینا ہے تو آپس میں رشتے کا کیا تعلق ہے' اس کی کیا بنیاد ہے؟

3 یہ تعلق کی اہمیت اور ضرورت پہ میرا خیال ہے کہ بات کرنا چاہتے ہیں اگرچہ انہوں نے سوال نیگیٹو طریقے سے کیا ہے' انسان کا انسان سے جو تعلق ہے وہ کیوں ضروری ہے؟

4 سر! یہ جو تعلق ہے اس کی سمجھ نہیں آئی جب کہ دوسری باتیں تو سمجھ آ گئی ہیں۔

5 اگر ہم یہ بات مان لیں جس کو لوگوں نے ''ہمہ اوست'' بھی کہا ہے تو پھر تو کسی چیز کو بُرا نہیں کہہ سکتے۔

6 سر! یہ کہا جاتا ہے کہ کائنات کی تشکیل کی بِنا مٹی ہے اور جب ہندو لوگ مٹی کا بت بنا کے پوجتے ہیں تو وہ کائنات میں خدا کو چھوٹا سا روپ دے دیتے ہیں۔

7 کائنات کی گفتگو کا اتنا وسیع احاطہ ہے تو مذہب بہت چھوٹا' Petty نظر آتا ہے' لگتا ہے جیسے ہمیں بہلایا جا رہا ہے۔

8 سر! اس راز اور کھیل کے لیے کچھ تو آپ کی دنیا ہے اور کچھ ہماری دنیا ہے اور آپ کی دنیا مختلف ہے اور ہماری دنیا مختلف ہے تو ایسے راز اور کھیل کے لیے ہم جیسے لوگوں کا کیا حصہ ہے؟

9 سر! انسان کی کہانی کا پلاٹ کافی Intricate ہے

10 یہ جو کہا جاتا ہے کہ سب اللہ کی عطا ہوتا ہے ______

11 انسان واردات کے بغیر تسلیم کیوں نہیں کرتا؟

12 پھر تو فنا کا تصور ختم ہو گیا۔

سوال:

مخلوقات کی آپس میں رشتے کی کیا بنیاد ہے؟

جواب:

کیا مطلب؟

سوال:

اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوقات پیدا کی ہیں' جب کہ ہر مخلوق نے اپنی اپنی زندگی جینا ہے۔ تو آپس میں رشتے کا کیا تعلق ہے' اس کی کیا بنیاد ہے؟

جواب:

اس سوال کو ذرا Elaborate کریں حنیف صاحب!

سوال:

یہ تعلق کی اہمیت اور ضرورت پہ میرا خیال ہے کہ بات کرنا چاہتے ہیں اگر چہ انہوں نے سوال ذرا نیگیٹو طریقے سے کیا ہے' انسان کا انسان سے جو تعلق ہے وہ کیوں ضروری ہے؟

جواب:

انسان کو تو انہوں نے ایک Entity کہا ہے، انسان کو صرف ایک جنس کہہ رہے ہیں۔ انسان کی تو بعد میں بات آئے گی، فی الحال تو وہ انسان With respect to universe کہہ رہے ہیں۔ سوال کی پہلے میں وضاحت کر دیتا ہوں جو بعد میں آپ سب لوگوں نے سوچنا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ جب انسان نے زندگی اپنی گزارنی ہے تو اتنے بڑے ستاروں کا کیا فائدہ ہے؟ مچھلیوں کا کیا فائدہ ہے؟ ایک آدھی مچھلی تو انسان فرائی کر کے کھا جاتا ہے لیکن اتنی ساری مچھلیوں کا کیا فائدہ ہے؟ اتنے جہانِ مرغ و ماہی کا کیا فائدہ ہے؟ وحوش و طیور کا کیا فائدہ ہے؟ قدسی مخلوق کا کیا فائدہ ہے؟ ناری مخلوق کا کیا فائدہ ہے؟ جنات سے کیا تعلق ہے؟ جنات سے ہمارا کیا تعلق ہے؟ سارے فرشتوں سے ہمارا کیا تعلق ہے؟ یعنی کہ ایک مخلوق جو کہ انسان ہے اس کا آپس میں بھی Correlation سمجھنا بڑا مشکل ہے تو باقی مخلوقات کے ساتھ اس کے Relation کی اہمیت کیا ہے؟ Man کو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ واحد مخلوق ہے جو Best of the Creation ہے اور اس کے لیے باقی کائنات بنائی۔ باقی کائنات سے انسان کا رشتہ سائل یعنی سوال کرنے والے کے خیال کے مطابق نظر نہیں آ رہا کہ باقیوں کے ساتھ اس انسان کا کیا رشتہ ہے۔ اگر شاہین ہی بنایا ہے تو پھر گدھ کے ساتھ اس کا کیا

تعلق ہے۔ یہ سارے واقعات ہیں جو مخلوقات کے حوالے سے اس کے ذہن میں سوال آیا۔ یہ سوال بڑا Important ہے۔ اصل میں انسان کا تعلق اگر کائنات سے ہو جائے، خالق کی کائنات سے ہو جائے تو پھر خالق نے جو تخلیق فرمائی ہے اس کے ساتھ تعلق ہو جاتا ہے۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ انسان ایک وحدت ہے" "وحدت" لفظ میں واحد کی Sense میں استعمال کر رہا ہوں، ایک خاص Entity ہے اس کی Individuality ۔ تو یہ ایک انسان ہے، مفرد ہے اور ایک انسان جو ہے اس تمام انفرادیت کی وحدت ہے، اسے ہم کثرت کہتے ہیں۔ کثرت جو ہے یہ وحدت کا مجموعہ ہے۔ یہ بات سمجھ آ رہی ہے آپ کو؟ ایک تو وحدت ہے اور وحدت جب بہت سارے اظہار میں آتی ہے تو کثرت کہلاتی ہے اور یہ وحدت جمیع آدم ہوتی ہے۔ کثرت بھی توحیدِ وحدت ہے۔ اس لیے فقراء کہتے ہیں کہ کثرت کوئی نہیں ہے، ساری وحدت ہی وحدت ہے، ساری توحید ہی توحید ہے، وحدت، کثرت ایک ہی کھیل ہے۔ ہمیں کبھی وحدت نظر آتی ہے، کبھی کثرت نظر آتی ہے، کبھی ایک ہی نظر آتا ہے، ہر طرف آپ ہی آپ ہے، کبھی فرعون ہے، کبھی موسیٰ ؑ ہے اور کبھی یہ نظر آتا ہے کہ ہر شے ہی الگ الگ ہے، اس میلے میں ہر انسان اکیلا ہے۔ یعنی کہ یہ میلہ ہے اور ہر انسان اکیلا پھر رہا ہے اور ہم سب اکیلے ہیں۔ اور اگر اکیلے ہیں تو پھر "ہم" کیوں ہیں۔ تو "ہم" کے اندر "تم" اکیلے ہو۔ تو یہ

بات سمجھنا تھوڑی سی مشکل ہو جاتی ہے کہ ''ہم'' کی موجودگی میں ''تُم'' اکیلے ہو یا ''میں'' اکیلا ہوں۔ تو ''ہم'' کیا ہیں اور ''میں'' کیا ہے۔ یہ ہے اس جہان کی اکائی یعنی انسان کی۔ خالقِ کائنات کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ جو واحد انسان ہے جسے میں مفرد کہہ رہا ہوں، اسی ایک انسان کو آپ لے لو اور ایک اللہ کو لے لو، باقی انسانی مخلوق کو نکال دو تو باقی مخلوقات کے ساتھ آپ کو رابطہ سمجھ آ جائے گا۔ یہ سمجھ آ سکتا ہے۔ انسانوں کے ساتھ آپ کے جو تعلقات ہیں یہ الگ مضمون ہے، یہ مذہب کا مضمون ہے کہ انسانوں کے ساتھ کیا ریلیشن ہو۔ کہتا ہے وہ بندہ مجھے اچھا لگا تھا، میں نے اس کو سارا مال دے دیا۔ کہتا ہے وہ تو کافر تھا۔ تو یہ کہتا ہے کہ پھر ہم بھی کافر ہیں، کافرِ عشق ہو گئے ہم۔ وہ کہتا ہے کہ کافرِ عشق کو تو ہم نے مذہب کے اندر فی النار کر دیا۔ پھر اس نے اناالحق کہہ دیا۔ اناالحق کا یہ مطلب ہے کہ اَنااللہ ہی کہہ دیا، تیرے اللہ کا نام لے دیا، اتنا قریب ہو گیا کہ میں ہی اللہ ہو گیا۔ کہتا ہے کہ اگر تو اللہ ہو گیا ہے تو تیرے لیے تختہ دار موجود ہے۔ یہ واقعہ بھی کیا لوگوں نے۔ یہ قریب سے بولا۔ لوگوں نے کہا کہ تو دُور سے بولا ہے______ تو انسان کا یہ جو سوال آپ نے کیا کہ انسان VS انسان کیا ریلیشن ہے، Correlation ہے، Inter-relation ہے؟ اور اس کے اندر افادیت کیا ہے؟ باقیوں کا ہونا میرے ہونے کے لیے ''اَز بس کہ دشوار ہے'' اور کیوں آسان ہے؟ تو یہ

آسان کیوں ہے اور دشوار کیوں ہے؟ اگر میں آیا تو پھر باقی لوگوں کے آنے کا کیا فائدہ؟ اگر دوست آئے ہیں تو دشمن کیوں آ گئے؟ وہ کہتا ہے کہ دشمن آئے سو آئے پھر یہ دوست کیوں آ گئے؟ ان سب کی خواہ مخواہ کیوں ضرورت پڑ گئی؟ تو یہ سب فساد ہو گیا۔ لیکن یہ واقعہ بڑا خوبصورت ہے۔ ابھی ایک مخلوق کی بات کرتے ہیں یعنی انسان کی۔ جو باتیں نہیں ہوئیں میں وہ کر رہا ہوں۔ ابھی ایک مخلوق یعنی انسانوں کی بات کرر ہا ہوں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا ایک پسندیدہ مذہب ہے اور وہ ہے دینِ اسلام۔ اس کو ہم نافذ کیسے کریں' اللہ آپ ہی نافذ کرے۔ اگر اللہ سب پہ نافذ کرنا چاہے تو کون انسان ہے' کون کافر کا بچہ ہے جو مسلمان نہ ہو۔ یہ اللہ چاہے تو ہو سکتا ہے۔ اللہ چاہتا ہے تو ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تو شروع سے ہی کہہ رہا ہوں Right from the first Prophet and the first man کہ جس کو ہم نے تخلیق کیا یعنی آدم علیہ السلام۔ پھر پیغمبر ہی پیغمبر' پھر جیسے ہم کہیں گے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر۔ کوئی بستی یا کوئی علاقہ نہیں جہاں اللہ نے ہادی نہ بھیجا ہو۔ ہدایت چلتی آ رہی ہے۔ دینِ الٰہی چلتا آ رہا ہے۔ اللہ کا یہ دین چلتا آ رہا ہے پیغمبروں کے ذریعے۔ جو بھی عقلِ سلیم رکھتا تھا وہ اسی توحید میں آیا' اسی واحد دین میں آیا۔ چاہے سقراط ہو' وہ بھی اللہ کی طرف آیا۔ تو یہ سب چلتا آ رہا ہے۔ چلتے چلتے سوال یہ ہے کہ پھر ایک دین یعنی اسلام کا کفر کے ساتھ

مقابلہ تو سمجھ آتا ہے لیکن ایک Believer کا دوسرے اندازِ فکر کے Believer کے ساتھ Clash کیسے ہوا' یہ سمجھ نہیں آتا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دین کا پرچار کیا' تبلیغ کی' ان کے Follower بھی ہوئے۔ کل تک اللہ تعالیٰ نے اس دین کو Operate کرایا اور وہی دین جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے اب اُس کو دوسرے طریقے سے اللہ نے Operate کرادیا۔ تو کیا اس کی کوئی ضرورت یا افادیت تھی؟ ضرور ہوگی۔ تو انسانوں کا Relation دین کے حوالے سے سمجھ آئے گا۔ اگر دین کا حوالہ نہیں ہوگا تو پھر اخلاق کے حوالے سے سمجھ آئے گا۔ اخلاق کا حوالہ نہ ہوگا تو یہ ایک Great Theme ہے۔ دین کے حوالے سے آپ سے پوچھیں کہ آپ کا دین کیا ہے تو کہیں گے کہ مسلمان ہوں۔ اگر کوئی دعوت ہو تو مسلمان کہے گا کہ یہ تو دوسرے لوگوں کا کھانا ہے' ہم تو نہیں کھاتے۔ تو وہ پوچھیں گے کہ تم کھاتے کیوں نہیں ہو' یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے تو مسلمان کہے گا کہ ہمیں منع کر دیا گیا ہے' یہ ٹھیک طرح سے حلال نہیں ہوا۔ یہ دوسری مخلوق ہے' ہم اس کو نہیں کھاتے۔ تو وہ کہتا ہے کہ ساری دنیا کھا رہی ہے تو آپ کیوں نہیں کھاتے؟ کہتا ہے کہ ہم تو نام ہی نہیں لے سکتے۔ تو یہ مسلمان ہے۔ یہاں سے ریلیشن کا فرق آنا شروع ہو گیا کہ دنیا وہ کھانا کھا رہی ہے اس سے صحت یاب ہو رہی ہے' اور مسلمان کہتا ہے کہ ہم یہ کھاتے نہیں ہیں۔ دنیا اگر پی رہی ہے تو مسلمان کہے گا کہ ہم پیتے نہیں

ہیں۔ تو لوگوں کا کھانا پینا تمہارا کھانا پینا نہیں ہے۔ درمیان میں کون آڑے آیا؟ آڑے آیا تو مذہب آیا۔ اب یہ جو آپ کے درمیان مذہب آ گیا اس کے حوالے سے آپ کا ریلیشن طے ہوگا۔ یا تو Humanity کے اندر مذہب کے حوالے سے ریلیشن ہوگا یا پھر اخلاقیات کے حوالے سے ہوگا کہ اُس نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا تو میں نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ میں نے نہیں پوچھا کہ وہ کون ہے مگر اس نے میرے ساتھ سلوک اچھا کیا' میرے ساتھ اس کا Behaviour بہت اچھا تھا۔ تو یہ اخلاق کے حوالے سے ہے' اخلاقیات کے حوالے سے ہے یا پھر افادیتوں کے حوالے سے ہے۔ یہ ضرورت کا حوالہ ہے۔ یعنی کہ یہ سلوک ہے اخلاق کا' کہ آپ کے ساتھ اس نے محبت کر دی' تھا وہ کافر ہی۔ تو کافر کی محبت کا بھی آپ محبت سے جواب دو گے۔ میرا خیال ہے کہ ایسے ہی کرو گے۔ اگر شیر سے آپ نے محبت کی ہے تو' شیر بھی آپ کو محبت سے جواب دے گا۔ یہ کہانیوں میں چلا آرہا ہے۔ اور دوسری بات ہے افادیت کی' کہ کسی نے انسانوں کو ایک ایسے موذی مرض سے نجات دلانے کے لیے ایک ایسا کام کیا کہ اس کا یوم' ڈے منانا پڑ گیا۔ یہ کون ہے؟ یہ کوئی ڈاکٹر ہے' کوئی میڈیسن والا ہے' کوئی فلاحِ دارین والا ہے۔ اُس نے کوئی مشین ایجاد کی' کوئی نیا فارمولا دے دیا' روٹی کے مسائل حل کر دیے' نئی تھیوری دے دی ہے' معاشیات کی تھیوری ہے' انسانیات کی

تھیوری ہے، عمرانیات کی تھیوری ہے، جو بھی آپ کو پسند ہے۔ تو تیسرا حوالہ انسانوں کے رشتے سے یہ ہے کہ اس میں افادیت ہے اور چوتھا جو ہے وہ Random حوالہ ہے کہ کبھی کچھ کر لیا اور کبھی کچھ اور کر لیا، کبھی غصہ کر لیا، کبھی صلح کر لی۔ تو یہ Random ہے جو چلا آ رہا ہے۔ تو انسانوں کے رشتے اس طرح ہوتے ہیں۔ کہتا ہے کہ شادی تیار تھی مگر پھر پتہ چلا کہ اس کا فرقہ ہی اور تھا۔ شادی میں تو یہ بات آڑے نہیں آتی، فرقہ اور تھا تو کیا فرق پڑ گیا۔ کہتا ہے کہ نہیں، اس میں بڑا فرق ہے۔ اگر وہ اپنے فرقے سے تائب ہو جائے تو آپ پھر بھی معاف نہیں کریں گے۔ یہ آپ کا مزاج ہے۔ تو انسانوں کے ساتھ رشتے میں مذہب کا حوالہ ہے، عقیدے کا حوالہ ہے، اخلاقیات کا حوالہ ہے اور اخلاقیات میں لامذہب بھی آ سکتا ہے۔ اور ایک چیز ہے Total Humanity کے لیے منفعت۔ اس کا بھی آپ کے ہاں Regard ہو گا۔ آپ ان لوگوں کا نام بھی عزت سے لیں گے جنہوں نے بین الاقوامی قسم کا فلسفہ بنایا ہو یا ایجادات کی ہوں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو آپ ورلڈ کے Great Persons کہتے ہیں۔ آپ کتابوں میں ان کا پڑھتے رہتے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں، حالانکہ ان کے مذہب کا پتہ نہیں ہوتا۔ اتنا پتہ ہوتا ہے کہ انہوں نے انسان کے بارے میں کوئی بات سوچی ہے۔ یعنی انسان کی فلاح کے لیے اور انہوں نے تھرڈ ورلڈ کی فلاح کے لیے کوئی بات سوچی ہے

اور میرا ہی نام تھرڈ ورلڈ ہے۔ آپ لوگ تھرڈ ورلڈ کہلاتے ہیں۔ تو یہ ہے انسانوں کے ریلیشن کی بات اور ایک ہوتا ہے Random Relation۔ یہ تو ہوگئی سب انسانوں کے بارے میں۔ اس کی تفصیل کا پھر پتہ چلے گا۔ اب اگر ہم انسانوں کو ایک مخلوق کہیں تو پھر ایک انسان لے لو جوان کا نمائندہ ہو۔ فرض کرو کہ وہ آپ ہی ہو۔ تو آپ اکیلے ہو اس دنیا میں اور پھر کائنات کی باقی مخلوقات سے آپ کا کیا Relation ہے۔ پھر یہ بات سمجھ آئے گی۔ اللہ بے شک آپ کا ہو۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ اللہ موجود ہے' خالقِ کائنات ہے' آپ کائنات میں اکیلے ہیں اور کائنات کی باقی مخلوق موجود ہے تو پھر تعلق کا پتہ چل جائے گا کہ تعلق کیا ہے۔ تو سارا تعلق موجود ہے' دور دراز تک بڑے گہرے تعلقات موجود ہیں۔ یہ ہے جواب نہ دینے کا جواز۔ ایک انسان پہ آپ جب تک غور نہیں کرتے اپنی اکائی کا تعلق سمجھ نہیں آتا۔ آپ کے پاس جتنے شعبے ہیں مثلاً کیفیات' ضروریات اور صفات' ان تمام کا تعلق کائنات کی باقی مخلوق کے ساتھ ہے۔ ضروریات لے لو۔ ضروریات میں آپ کا کھانا ہوگا۔ اس کا تعلق Directly زمین کے ساتھ ہے۔ زمین سے پیدا ہونے والی چیز آپ کھائیں گے' زمین سے اُگلا ہوا آپ نگلو گے۔ تو زمین سے اُگلی ہوئی چیز آپ کھاتے ہیں' گندم ہو' ساگ ہو' دال ہو' Even گوشت ہو' مرغابیاں ہوں' جو کچھ بھی ہو ______ یہ ساری مخلوق آپ

Consume کرتے جارہے ہیں' دو پاٹن کے بیچ میں' چکی کے یہ دو پاٹ آپ کے کھانے پینے کے آلے ہیں اور آپ کھاتے پیتے جاتے ہیں۔ ہر وہ چیز جس کا آپ کے کھانے سے تعلق ہے' زمین سے اُگنے والی چیز سے آپ کا تعلق ہے' ہر اُگنے والے درخت کا انسان کے ساتھ تعلق ہے' آرے سے لکڑی چیری اور فرنیچر بن گیا۔ تو یہ مکمل تعلق ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ یہ آپ کی جو ساری ضرورت ہے اُسے باقی ساری کائنات پورا کر رہی ہے۔ تو یہ صرف ایک انسان کے لیے ہے۔ آپ کے دیکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو منظر بنایا ہے وہ بہت پیارا ہے۔ یہ دیکھنا لائٹ کے ذریعے ہے۔ اب ہر وہ چیز جو منور ہے وہ تمہاری روشنیوں کو بحال کر رہی ہے یعنی منور' نورانی اور نور دینے والی۔ اس کا تعلق تمہاری بینائی کے ساتھ ہے۔ اللہ نے یہ بڑا ہی خوبصورت میلہ لگایا ہوا ہے۔ سورج نکلے یا نہ نکلے' اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ خدانخواستہ اگر بینائی نہ ہو تو سورج سے ہمیں کیا واسطہ ہے۔ سورج کا تعلق ہے بینائیوں کے ساتھ' غور کے ساتھ' فکر کے ساتھ' مشرق سے نکلنے والے سورج کا دیکھنے والی آنکھ کے ساتھ تعلق ہے۔ جب تک آنکھ تمہارے پاس ہے' سورج کا تمہارے ساتھ تعلق ہے' ڈوبتے ہوئے سورج کا تعلق ہے چھوٹے چاند کا تعلق ہے یعنی عید کے چاند کا تعلق ہے' بڑے چاند کا بھی تعلق ہے یعنی کہ پورا چاند جو کہ محبوب ہوتا ہے' چاند اور سورج گرہنوں کے ساتھ

تعلق ہے۔ چاند یا سورج گرہن کی طرح خدانخواستہ روحانیت کو بھی گرہن لگ جاتا ہے۔ سورج گرہن قوموں کی زندگی میں زوال لاتا ہے' قوموں کا اُتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔ یہ سورج گرہن بڑی خطرناک چیز ہوتا ہے۔ خطرناک سے مُراد یہ ہے کہ یہ Change لاتا ہے۔ ہر چیز کا آپ کے ساتھ تعلق ہے۔ کروڑ ہا ستاروں کا تعلق آپ کے اندر کروڑ ہا مخفی صلاحیتوں کے ساتھ انفرادی طور پر' ذاتیات کے اندر موجود ہے۔ یہ سارے آپ کے پوائنٹس ہیں۔ تو کتنے ہی پوائنٹس ہیں آپ کے اندر جو Sensitive Points ہیں' یہ سارے ستارے آپ کے اندر کے ان کروڑ ہا مخفی پوائنٹس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ایک ستارہ اگر تیز ہو جائے تو تمہارے جسم کی حدت تیز ہو جاتی ہے۔ میری بات سمجھ آ رہی ہے؟ تو ان کا آپ کے ساتھ تعلق ہے۔ اگر ایک ٹھنڈا ستارہ پاس سے گزر جائے تو تم چھ دن تک ہوش میں نہیں رہتے' ٹھنڈے ہو جاتے ہو۔ ٹھنڈے ہونے کا مطلب سمجھتے ہو؟ کہ Active نہ رہنا' Dull routine اور Dry قسم کے حالات۔ اس کو اگر کہیں کہ دیکھو کتنا خوبصورت چاند ہے تو وہ کہے گا کہ میں کیا جانوں' میرے پاس تو بینک کا حساب کتاب ہے۔ تو اس کو چاندنی راتوں سے کوئی غرض نہیں رہ گئی' بیوٹی کے ساتھ کوئی غرض نہیں رہ گئی کیونکہ وہ ایک اور افادیت میں چلا گیا۔ لیجر' اکاؤنٹس۔ اب اس کا تعلق چاند' سورج یا ستاروں کے ساتھ نہیں' بلکہ آپ

سے ہے۔ آپ کا تعلق صحرا کی ریت کے ذروں کے ساتھ ہے' ان کے ساتھ بھی بڑا گہرا تعلق ہے آپ کا۔ آپ اگر سمندر کے کنارے بیٹھے ہوں رات کو' نصف شب کو' تو آپ فوری طور پر محسوس کریں گے کہ آدھی رات کو سمندر کے اندر سے جو Awakening ہوتی ہے بعینہ اسی انسان کی روح کے اندر ایک Awakening ہو جاتی ہے۔ آپ کی جو Soul ہے اس میں پوری دنیا کے سمندروں کی طرح ایک Awakening آتی ہے۔ پھر Souls awake at midnight as the sea awakes تو جس طرح سمندر کے اندر لہر آئی اسی طرح روح کے اندر آئی۔ اگر آپ سمندر کے ساتھ ذرا In Tune ہو جائیں تو سمندر کی پوری قوت آپ کے اندر آجائے گی۔ یہ بات یونانی کرتے تھے اور سمندر کا دیوتا کہلاتے تھے۔ آپ نے چونکہ غور نہیں کیا' سمندر کے پاس جانے کا آپ کے پاس ٹائم نہیں ہے' آپ اپنے دفتروں سے نکل نہیں سکتے۔ اگر آپ وہاں گئے بھی تو جسم کی Activity کر کے' بھاگ دوڑ کر کے' انجوائے کر کے آجائیں گے' میوزک بجا کے آجائیں گے۔ وہ جو Itself سمندر ہے اس کو Feel کرنے کا آپ کے پاس ٹائم نہیں ہے۔ تو سمندر کو Feel کرنا' ہوا کو Feel کرنا' فضا کو Feel کرنا' پہاڑوں کو Feel کرنا' پہاڑوں کے اندر کی تنہائیوں کی گہرائیوں کو Feel کرنا' یہ بڑی عظیم وحدت کے آثار ہیں۔ تو صرف پہاڑ ہو اور صرف انسان ہو تو وہ اسے دس

دفعہ Enjoy کرسکتا ہے۔ پہاڑ آپ کے اندر ایک خاص لطف پیدا کرتے ہیں۔ تو پہاڑ کے ساتھ آپ کا بڑا تعلق ہو جاتا ہے۔ آپ کو کبھی پہاڑ پہ تنہا سفر کرنے کا موقع ہو یا صحرا میں موقع ہو تو بڑے ہی خوبصورت واقعات ہوتے ہیں۔ اس لیے اقبالؒ نے کہا تھا کہ

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی

یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی

تو صرف کہستانی ہونے والا فطرت کا مقصد پا جاتا ہے یا صحرائی ہونے والا فطرت کا مقصد پا جاتا ہے۔ صحرا کا مطلب یہ ہے کہ اس میں دور دراز تک تنہائیاں ہوتی ہیں حتیٰ کہ انسان اپنی سانس کی آواز سن لیتا ہے۔ پرانے زمانے میں جب کسی کو بد دُعا دینی ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ شالا تمہیں ''لگُے'' پہ رات آئے۔ یہ میانوالی میں، تھل کے علاقے میں کہتے تھے۔ لگُے پہ رات آنے کا کیا مطلب تھا؟ کہ تمہیں اکیلے میں رات آئے۔ کہاں پر رات آئے؟ جہاں ''لگ'' ہو ''لگ'' کا کیا معنیٰ ہے؟ صحرا کی تنہائیاں۔ تو ناراض ہونے والے یہ بد دعا دیتے تھے کہ تجھے صحرا میں تنہائی کی رات آئے۔ تو جو آدمی وفا والے کے ساتھ بے وفائی کر جائے تو اُسے کہتے تھے کہ شالا تجھے صحرا میں تنہائی کی رات آئے۔ تو یہ ایک ایسی رات ہوتی ہے، قیامت کی رات ہوتی ہے کہ انسان ڈر جاتا ہے، انسان اپنے آپ سے بھی

جاتا ہے' اپنے سائے سے بھی ڈر جاتا ہے۔ تو صحرا کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ صحراؤں میں روحانیت بھی ملتی ہے' اس کا یہ بھی اثر ہے۔ تو آپ دنیا میں دیکھو' غور کرو تو ان کا فرداً فرداً بھی بڑا تعلق ہے' اجتماعی تعلق بھی بہت ہے۔ چمگادڑ کے بارے میں ایک بزرگ نے لکھا کہ اس کی زندگی کے بارے میں اگر غور کرو تو آپ کو عرفانِ ذاتِ حق ہو سکتا ہے۔ اور یہ لکھنے والے حضرت علی کرم اللہ وجہہ' ہیں۔ تو Life of a simple bat can lead you to the ways of Allah یہ صرف چمگادڑ کی بات ہے۔ اس میں عرفان کے نو پوائنٹ ہیں۔ اب وہ کیا ہے اور کیا نہیں ہے' اس پہ غور کرو تو پھر آپ کو بات سمجھ آ سکتی ہے کہ چمگادڑ ہوتا کیا ہے؟ چمگادڑ ایسا کیوں ہے؟ وہ جانوروں میں جانور ہے اور پرندوں میں پرندہ ہے' وہ نہ جانوروں کے ساتھ وفادار ہے اور نہ پرندوں کے ساتھ وفادار ہے' سزا کے طور پر اُسے اُلٹا لٹکا دیا گیا ہے۔ تو یہ منافقوں کی کہانی ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ منافقوں کو کیا سزا دی جاتی ہے؟ جیسے چمگادڑ کو لٹکایا گیا ہے۔ منافق کون ہوتا ہے؟ جو پرندوں میں بھی ہو اور جانوروں میں بھی ہو۔ کسی گنتی میں بھی آئے اس کی سزا یہ ہوتی ہے۔ تو یہ اس طرح کے واقعات ہیں۔ پھر پاکیزہ گوشت کو لحما طیراً کہا گیا ہے۔ تو طَیــــــــرٌ کا گوشت' پرندے کا گوشت سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ دریا کے اندر رہنے والی مچھلی کے اندر حضرت یونس علیہ السلام کا پورا

واقعہ ہے۔تو مچھلی سے بھی انسان کا تعلق ہے۔ یہ مقامِ یونسؑ ہے کہ ماہی کے پیٹ کے اندر رہ کر، مچھلی کے پیٹ کے اندر رہ کر تسبیح خالقِ کائنات کی جائے۔ ہر آدمی کو یہ سمجھ نہیں آسکتی۔تو یہ بڑا مقام ہے۔تو کائنات کی ایک ایک چیز سے آپ کا تعلق ہے۔باقی جتنے پرندے ہیں وہ ساری صفات ہیں۔میں نے پہلے بھی آپ کو یہ بات بتائی تھی، کبوتر میں صلح اور محبت کا پیغام ہے، محبت کا پیغام بر بن کے کبوتر چٹھی لے جاتا ہے اور بالکل Right Person کو جا کے دیتا ہے۔فاختہ بھی محبت کا پیغام ہے۔چڑیاں صبح صبح اللہ تعالیٰ کی وحدت، توحید کو بیان کرتی ہیں۔چڑیوں کو دانا ڈالتے جاؤ تو یہ آپ کے لیے بڑی دُعا کرتی ہیں۔گھر میں رہنے والا یہ چھوٹا سا پرندہ گھر والوں کی حفاظت ہے۔جن دنوں میں چڑیاں گھروں میں بولنا بند کر دیں گی تو گھروں میں عافیت ختم ہو جائے گی۔تو ان کے لیے جگہ بنا دیا کرو اور تھوڑا سا دانہ ڈال دیا کرو، وہ خود بخود ہی آجائیں گی۔آپ نے دیکھا ہو گا کہ فقیروں کے گنبد پر کبوتر ضرور آجایا کرتے ہیں۔یہ عافیت کی نشانی ہے۔اور آپ کے ہاں کوّا بھی مشکل سے آتا ہے۔کوّا ایک خاص قسم کا پرندہ ہے اور خاص صفات رکھتا ہے۔بگلا بھی ایک خاص قسم کا پرندہ ہے۔اس کے متعلق کہتے ہیں کہ

تَن اُجلا مَن کوئلہ بگلے کا سا بھیس
تو سے تو کوّا بھلو باہر بھیتر ایک

تو وہ کہتا ہے کہ تجھ سے تو کوّا بھلا ہے کہ وہ اندر باہر سے کالا تو ہے ناں، یہ نہیں

ہے کہ اس میں اندر اور باہر کا فرق ہے۔ وہ منافق نہیں ہے۔ تو یہ سارے قدرت کے واقعات ہیں' اللہ تعالیٰ کے جلوے ہیں اور انسان کو خدا کا راستہ دکھانے کے لیے ہیں۔ اگر انسان کو خدا کے راستے کی ضرورت ہو اور کسی وجہ سے پیغمبروں کا راستہ نہ ملے تو یہ پرندے خدا کا راستہ دکھا سکتے ہیں۔ They are the messengers from Allah کائنات کی جتنی بھی مخلوق ہے وہ سارے خداوند تعالیٰ کے پیغام بَر ہیں' توحید اور وحدت بیان کر رہے ہیں ۔

وحدت کے ہیں یہ جلوے نقش و نگار کثرت

اگر آپ کسی راستے پر چلیں تو وہ جو رات کو تنہائیوں میں' کائنات کی وسعتوں میں اور تاریکیوں میں پرندے کو اپنا آشیانہ' گھر بتاتا ہے وہ آپ کو راستہ نہیں بتائے گا کیا۔ وہ تو راستہ دکھاتا ہے۔ تو کائنات کی ہر مخلوق آپ کو راستہ دکھائے گی۔ ستاروں میں دیکھو تو وہاں ایک پول سٹار ہے' عین گنبد کی طرح ہے' قطب کی طرح ہے۔ نام ہی اس کا قطب ہے۔ تو وہ قطب کی طرح اپنی جگہ پر قائم ہے اور ساری کائنات تو گھومے گی' وہ واحد اپنی جگہ پر قائم ہے۔ یہ بھی آپ کو خداوند تعالیٰ کا راستہ دکھائے گا۔ کائنات کی ہر مخلوق' آپ کو راستہ دکھائے گی۔ گائے کے ساتھ بے شمار کہانیاں منسوب ہیں۔ اگر کبھی کسی چیز کا راز نہ ملے تو بچھڑی کے اندر' چھوٹی گائے کے اندر راز بتانے کی صلاحیت ہوتی ہے' ایک وقت آتا ہے کہ وہ راز بتا سکتی ہے' تو جو مخفی ہے اس کا یہ اعلان

کر سکتی ہے۔ پھر سورۂ بقرہ کا پورے کا پورا واقعہ ہوا۔ اگر کوئی مَر ڈر ہو جائے' قتل ہو جائے اور قاتل کا پتہ نہ چلے' ایک Generation بھی گزر جائے تو کوّا راز فاش کر دیتا ہے۔ کوّا جو ہے یہ مخفیات کا Messenger ہے' یہ چھپے ہوئے قتل فاش کر دیتا ہے۔ تو یہ بڑی سیریس چیز ہے۔ پھر شاہین تو بادشاہ ہے۔ شیر بھی بادشاہ ہے۔ بتایا یہ گیا ہے کہ بادشاہوں کی خوراک اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔ یہ ظالم نہیں ہوتے کہ شاہین نے کبوتر کھالیا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خوراک رکھی ہوئی ہے۔ اس کا مزاج دیکھو' جوں جوں اس کی بلند پرواز دیکھو گے' تم اس کے مزاج کو دیکھو گے تو اس کے مزاج پر چل سکتے ہو لیکن تمہیں بلند پرواز نہیں مل سکتی۔ یہ خاص واقعہ ہے کہ یہ سارے کے سارے علامتیں ہیں' Symbols ہیں' ان کو دیکھتے جاؤ تو تمہارے اندر بلندیاں پیدا ہوتی جائیں گی۔ اس لیے یہ کہتے ہیں کہ لومڑ نہ بننا' گیدڑ نہ ہونا' آستین کا سانپ نہ بننا۔ کہتے ہیں کہ وہ کیا نکلا؟ آستین کا سانپ ہی نکلا۔ وہ تو بندہ تھا' سانپ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہاں ایسا ہوتا ہے۔ اُن کی صفات لکھی ہوئی ہیں کہ یہ صفات ان کے اندر ہوتی ہیں۔ باقی کے سارے انسان انہی صفات کے اندر شامل ہیں۔ سسّی کے بارے میں خواجہ غلام فرید صاحبؒ لکھتے ہیں کہ سسّی کہتی ہے کہ میں نے ایک کام کیا ہے' ایک شِکرا میں نے دوست بنایا' یار بنایا اور پھر وہ ایسا اُڑا ہے کہ واپس ہی نہیں آیا۔ اب یہ جو محبت کا واقعہ

تھا وہ اس نے پرندے کے روپ میں بتایا۔ کہتی ہے کہ اس کو ہم نے گوشت بھی کھلایا' اس کو اپنے تن کا گوشت بھی کھلایا مگر وہ اتنا بے وفا نکلا کہ وہ اُڑ گیا اور پھر واپس نہیں آیا۔ اب اس کے اندر Love کا پورے کا پورا Symbolism ہے' یہ ساری داستان ہے۔ اس طرح کچھ پرندے اور جانور محبت کی علامتیں ہیں' کچھ توحید کی علامتیں ہیں' کچھ عبادت کی علامتیں ہیں' کچھ جانور مرنے کے بعد کام آتے ہیں' مردے کھاتے ہیں۔ ان سارے واقعات کا انسان کے ساتھ تعلق ہے۔ تو اس کائنات میں کوئی بھی چیز بے فائدہ یا بے مصرف نہیں ہے جس کا آپ کی ذات کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ تو کوئی ایسی مخلوق نہیں ہے جس کا حضرتِ انسان کے کسی شعبے کے ساتھ تعلق نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے اگر آپ کو یہ بات سمجھ آجائے تو۔ اگر اتنی سمجھ نہ آئے تو پھر آپ خالق کو سمجھ نہیں سکتے۔ تو یہ جو مخلوق ہے' یہ فطرت ہے' اگر فطرت کو سمجھو گے تو پھر فاطر کی بات سمجھ آئے گی۔ اس نے تمہاری سہولت کے لیے' تمہارے علم کے لیے' تمہارے علم کا ذخیرہ رکھنے کے لیے کیا کیا نشانی رکھی ہوئی ہے۔ ندی کے بارے میں مَیں نے آپ کو کتنے ہی واقعات سنائے ہیں۔ ندی ایک پریم کہانی ہے۔ دریاؤں کے کنارے محبت کے بے شمار واقعات ہوئے۔ مثلاً چناب کے کنارے سوہنی مہینوال کا واقعہ ہوا۔ ایک بزرگ کو پتہ چلا کہ چناب کے کنارے اکثر محبت پلتی ہے' تو انہوں نے کہا

کہ میں چناب کے کنارے جا کے بیٹھتا ہوں۔ وہاں جا کے چناب کا پانی پینا شروع کر دیا تا کہ مجھے بھی محبت مل جائے۔ ابھی وہ پنجند تک نہیں پہنچے تھے کہ ان کو مکمل محبت مل گئی۔ تو یہ عملی محبت پیدا ہوگئی۔ He was full Dervesh اللہ کی راہ میں اتنا چلنا بھی محبت پیدا کرتا ہے۔ مدعا یہ ہے کہ دریا کے کنارے بڑے بڑے واقعات ہوتے ہیں دریا کی اپنی وجہ سے۔ پہاڑ کی اپنی وجہ سے ایک واقعہ ہوتا ہے، یہ ہیبت طاری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہیبت کی تب تک سمجھ نہیں آتی جب تک آپ پُر جلال پہاڑوں کے پاس تنہا نہ ہوں۔ پھر پتہ چلتا ہے کہ ہیبت اور شکوہ ہوتی کیا ہے اور محبت ہوتی کیا ہے۔ پھر یہ سارے واقعات آپ کو سمجھ آتے ہیں۔ ورنہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات کے جو الفاظ ہیں وہ کائنات کے مشاہدے کے بغیر یا مخلوق سے رابطے کے بغیر سمجھ نہیں آتے۔ اس لیے اس کائنات کا آپ سے بڑا تعلق ہے، اس ساری مخلوق کا آپ سے بڑا تعلق ہے، اشرف المخلوقات سے بھی اور باقیوں سے بھی بڑا تعلق ہے۔ کیونکہ آپ کا شرف ان کے دم سے ہے۔ وہی آپ کو شرف دینے والی ہیں۔ تو جو چھوٹے چھوٹے Insect ہیں وہ بھی آپ کو ثبوت دے رہے ہیں کہ ان کے پیچھے کوئی بنانے والا ہے مگر آپ کے پاس غور کرنے کا ٹائم نہیں ہے۔ آپ کی شاعری گل وبُلبل کی کہانی ہے، پتنگا اور شمع کی کہانی ہے۔ صحرا میں یا شہر میں چھوٹی سی روشنی جلے تو کوئی نہ کوئی پروانہ آ جائے گا اور جل جائے گا۔

کینڈل لائٹ ہو یا دِیا ہو، وہ جل جائے گا۔ اسی طرح دل کے اندر ایک شمع جلتی ہے اور محبت کے خیال میں وہ پروانہ وار نثار ہو جاتا ہے۔ تو بات محسوس ہوتی ہے۔ تو اس کائنات کو آپ کبھی ایسا نہ سمجھو کہ یہ بے کار ہے، کوئی بھی مخلوق ہو۔ کتّا تو آپ کا روز کا مشاہدہ ہے، اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اِس کے اندر %90 فقر ہے اور باقی دس میں سے ایک حصہ اس کو فقیر نہیں ہونے دیتا اور اس لیے اس کو نجس بھی کہا گیا کیونکہ یہ اپنی جنس کا بیری ہے، اپنی جنس والے کو کھانے نہیں دے گا۔ اس لیے یہ غیر فقیر ہے۔ ورنہ اس کی وفا، اس کا اخلاص، اس کا صبر اور اس کا خلوص اتنا ہوتا ہے کہ یہ مالک کے مرنے کے بعد اس کی قبر پہ جا کے مرے گا۔ تو اس کو نجس کیوں کہا گیا؟ کیونکہ یہ اپنی جنس کا دشمن ہے، یہ ہڈی کو دریا میں پھینک دے گا مگر کسی اور کو چکھنے نہیں دے گا۔ تو اس کی یہ وجہ ہے۔ انسان کے غور کے لیے اس کے اندر بے شمار واقعات ہیں۔ جب اللہ کہہ رہا ہے کہ میری کائنات پر غور کرو تو یہ ایسے نہیں فرما رہے۔ یہ اللہ کا فرمان ہے کہ اس میں غور کرو، اس میں آیات اللہ ہیں، یہ نشانیاں ہیں تمہارے لیے۔ غور کرنے والوں کے لیے یہ بڑی وسیع کائنات ہے۔ میں آپ کو صرف امکانات بتا رہا ہوں، غور آپ نے خود کرنا ہے، غور کریں گے تو یہ کائنات آپ کو اپنی نظر آئے گی۔ یہ غور کرنے سے نظر آئے گی۔ وہ آپ کا مالک ہے، اس کو کوئی کمی نہیں کہ آپ ساتھ ہوں، اس کا کوئی

دشمن نہیں ہے کہ اس کو فوج چاہیے اور وہ تم لوگوں کو Defend کرنے کے لیے بلا رہا ہے۔ He has no enemy کہ جس کے خلاف اس نے فوج رکھنی ہو۔ اس کا فرمان ہے کہ لِلّٰہِ جنود السمٰوٰت والارض اس کے اپنے لشکروں سے زمین اور آسمان بھرے پڑے ہیں، کسی بات کی کمی نہیں ہے۔ تم سے کہا ہے کہ تم عبادت کرو تو کیا اُسے کوئی فرق پڑ جائے گا؟ نہیں، فرق نہیں پڑے گا۔ اگر تم اڑھائی پرسنٹ زکوٰۃ دے دو گے تو پھر بھی کسی انسان نے کھانا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کو صرف یہ بتا رہا ہے کہ میری جو Immensity of creativity ہے اس کا مشاہدہ کرو۔ اور اس کا لطف صرف انسان لے سکتا ہے اور کوئی نہیں لے سکتا، باقی تو بے چارے ہیں ہی گائے بکریاں۔ وہ کیا کہیں گے؟ یا اللہ یہ بہت اچھی بات ہے، یہ کائنات بہت اچھی ہے۔ وہ پوچھے گا کہ تمہیں یہ کائنات کیسی لگی ہے تو وہ کہے گا کہ یہ بہت اچھی ہے۔ انسان سے پوچھا جائے گا تو یہ کہے گا کہ کائنات اچھی تو نہیں ہے، اس میں یہ یہ خوبیاں بھی ہونی چاہییں تھیں۔ اگر انسان اللہ کی کائنات کی تفسیر کرتا تو اللہ اس کو پسند کرتا۔ آپ کو حسنِ بیان اس لیے عطا کیا گیا کہ آپ حسنِ تخلیق کے اُوپر حسنِ خیال کا اظہار کریں۔ پھر کائنات کا مالک آپ کو اور عطا فرماتا، خوش ہوتا۔ سیاہ تاریک رات میں سے روشن سورج کا نکلنا کمال کی بات ہے۔ دنیا میں کوئی رات ایسی نہیں آئی جس کے بعد صبح نہ ہوئی ہو۔

تم کس غم میں مبتلا ہو، کون سا غم ہے جس کی اتنی عزت افزائی کر رہے ہو، کون سا غم ہے، جو رہ جائے گا۔ کون سی رات ہے جس کے بعد صبح نہیں آئی ہے۔ کیا فکر کرتے جا رہے ہو؟ اور جو مغرور شخص ہے اس کو اللہ نے کہا کہ کون سا دن ہے جس کا انجام نہیں آیا ہے، کون سا ایسا وقت ہے جب سورج کی لاش نہ ڈوبی ہو، تم کس چیز میں مبتلا ہو۔ تو اس نے غرور والے کو شام دکھائی ہے اور مسکین کو صبح دکھائی ہے۔ یہ بڑی بات ہے۔ اس سارے واقعے پر غور کرو کہ کائنات کے اندر اللہ تعالیٰ کے کیا کیا جلوے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی کائنات کی سیر کرا دے اور باقی مخلوق سے رابطہ کرا دے تو پھر سمجھو کہ اس نے اپنے ساتھ رابطہ کرا دیا۔ وہ کہتا ہے کہ تم میرے ساتھ رابطہ نہیں کر سکتے کیونکہ تم اور جنس ہو۔ تو اللہ تعالیٰ انسان کی محبت کے لیے براہِ راست موجود نہیں ہے بلکہ آپ اس کے مظاہر سے محبت کریں گے۔ کہیں ایسا نہ کہنا کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں، اس طرح محبت نہیں کر سکتے۔ اللہ جو ہے وہ Direct نہ آپ کے Concept میں ہے اور نہ آپ کی نگاہ میں ہے۔ ہاں آپ اللہ کے محبوب ﷺ سے محبت کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں تو اس کا مطلب کیا ہے؟ کہ میں اللہ کے محبوب ﷺ سے محبت کرتا ہوں اور اللہ کی کائنات کے اندر افادیتوں کی تلاش کرنے کے سفر پر میں محبت سے کاربند ہوں۔ آپ بات

سمجھ رہے ہیں؟ تو یہ محبت ہے‘ یہ اللہ سے محبت ہے اور میں نے دشمن کو اس لیے چھوڑ دیا کہ یہ اللہ کا حکم تھا ورنہ تو میں نے شکار دبوچا ہوا تھا۔ حالانکہ اس نے بڑی مشکل سے شکار گرفتار کیا تھا‘ گردن پہ ہاتھ رکھا ہوا تھا‘ خنجر چلنے کا واقعہ ہونے لگا تھا مگر اللہ نے کہا کہ اسے چھوڑ دو تو چھوڑ دیا۔ تو یہ اللہ سے محبت ہے۔ محبت یہ ہے کہ اپنی اَنا قربان کر دو اور اُس کا حکم ہو تو اس کے کہنے پر اپنا سفر روک دو اور اگر خاموش بیٹھے ہو تو اللہ کے حکم پر چل پڑو۔ تو یہ اللہ کی محبت کا حصہ ہے۔ اب آپ تنہائی میں غور کرتے جائیں‘ کرتے جائیں تو باب وا ہوتے جائیں گے‘ دروازے میں سے دیوار نکل آئے گی‘ دیوار میں سے ایک اور دروازہ نکل آئے گا‘ پھر اس میں ایک اور کائنات آ جائے گی اور اس میں ایک اور دروازہ نکل آئے گا‘ مخفی کے اندر ایک اور خفی نکل آئے گا۔ چلتے چلتے Endless کائنات نظر آئے گی اور پھر جب آنکھ کھلے گی تو پتہ چلے گا کہ ؎

زیاں تھا نہ سُود تھا

پھر آپ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے اور کہیں گے کہ یا اللہ میں نہیں جان سکتا‘ میں انسان ہوں‘ عاجز ہوں۔ وہ جلوہ دکھاتا ہے اور جلوے کے بعد کیا ہو گا؟ آپ ایسے تو نہیں مان جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کا کمال تو یہ ہے کہ اس نے انسان کو تخلیق فرمایا۔ یہ انسان بڑا راز ہے۔ صرف تمہیں سمجھ نہیں آتا ورنہ راز تو

ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اللہ ہونے کے باوجود انسان کی ضرورت کو محسوس فرمایا۔ کیونکہ یہ مفسرِ کائنات ہے، مفسرِ تخلیق ہے۔ کوئی بیان کرنے والا تو ہونا چاہیے کہ تخلیق کیسا واقعہ ہے۔ انسان کائنات کا محدث اور کائنات کا مفسّر ہے اور پورے طریقے سے اسے بیان فرماتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے اپنا نائب بنایا اور کہا کہ یہ ہے میرا نائب زمین پر۔ کرتا کیا ہے؟ یہ صرف عبادت نہیں کرتا بلکہ یہ وہ بات بیان کرتا ہے جو میں چاہتا ہوں کہ اسے کوئی بیان کرنے والا ہو۔ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے سورج کی خیر، تیری زمین کی خیر، تیرے آسمانوں کی خیر اور تو نے جو مخلوق بنائی ہے وہ سبحان اللہ، سبحان اللہ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ باقی جو انسان Vs. انسان ہے، وہ آپ کو بعد میں بتائیں گے کہ انسان کا انسان سے کیا تعلق ہے۔ صرف ایک بات بتا دیتا ہوں کہ ایک وقت آتا ہے جب دنیا میں کہیں، کسی کونے میں ہونے والا کوئی جرم جو ہے وہ کہیں نہ کہیں سے تمہارے ذمے لگے گا۔ بس یہ بات یاد رکھ لو۔ دنیا میں کہیں نہ کہیں ہونے والا کسی نہ کسی ظلم کا کچھ نہ کچھ حصہ تمہارے حصے میں ضرور آئے گا کہ تمہاری غفلت کی وجہ سے دنیا کے کسی خطے میں ظلم ہوا۔ یعنی کہ آج سے پہلے کسی انسان کی غفلت تھی، کسی انسان پہ ظلم ہوا، اس پر ظلم توڑا گیا، تو دنیا میں ہونے والا ہر واقعہ کہیں نہ کہیں سے آپ سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ جو اور زبان بولتا ہے، عجیب وغریب

زبان بولتا ہے‘ وہ رشتے میں تمہارا بھائی نکلے گا۔ اتفاق سے اس پر زمان و مکان کے فاصلے آگئے ورنہ وہ تمہارا بھائی ہے۔ تم دونوں نے مل کے سفر کا آغاز کیا تھا‘ آج سے چار ہزار سال پہلے تم دنیا میں آئے تھے‘اس کو وجود کا پیکر مل گیا اور تمہاری روح ابھی پیکر کا انتظار کر رہی تھی‘ اُس نے اُس پیکر میں نہیں آنا تھا۔ اُسے پیکر پسند آگیا اور وہ چینی زبان بولتا بولتا رخصت ہو گیا‘ اس کی روح چلی گئی۔ اب وہ روح اپنے بھائی کا انتظار کر رہی ہے اور وہ بھائی چار ہزار سال بعد آیا اور اُردو بولتا ہے۔ پہلا بھائی دوسری زبان بول کے چلا گیا۔ اور اب اسے کہتا ہے کہ میں تیری زبان نہیں سمجھتا۔ جب اس پیکر سے وجود نکلے گا تو کہے گا کہ بھائی صاحب کیا حال چال ہے‘میں تو پھنس گیا تھا‘ تو بھی ادھر رہ گیا تھا‘ تمہارا مذہب اور تھا‘ ہمارا مذہب اور تھا۔ اصل میں یہ مخلوق اور ہے۔ محبت کا سفر اور ہے۔ عین ممکن ہے کہ محبوب چار ہزار سال پہلے آیا ہو اور محبّ اب آیا ہو۔ یہ روح کے اندر ہوتا ہے۔ بہت سارے محبت کے‘ محبّ اور محبوب کے Cases ضائع ہو گئے۔ کس لیے ضائع ہو گئے؟ کہ وہ Different regions میں ضائع ہو گئے‘ Different علاقے میں پیدا ہو گئے۔ بس یہ قدرت کا کھیل ہے۔ کبھی اتفاق سے درمیان میں ملاقات ہو گئی تو انہوں نے دریافت کر لیا اور پوچھا کہ تم کہاں رہے ہو‘ اب کہاں رہتے ہو؟ کہتا ہے میں ملائشیا میں رہتا ہوں۔ کہتا ہے ملائشیا تو پاس ہی تھا‘ ملاقات ہی

نہ ہو سکی۔ تو روح پہچان لیتی ہے۔ پہلی ملاقات میں محبت کا ہو جانا صرف پہچان ہی تو ہے کہ اس نے پہچان لیا حالانکہ پہلی ملاقات ہے' پتہ تو بعد میں چلے گا۔ تو پہچان ہو جاتی ہے۔ کیوں؟ کیونکہ پہلے ایک دوسرے کو دیکھا ہوا ہوتا ہے۔ تو انسانوں سے تعلق جو ہے یہ بڑی خوبصورت بات ہے۔ اس پہ ذرا غور کیا کرو۔

سوال:

سر! یہ جو تعلق ہے اس کی سمجھ نہیں آئی جب کہ دوسری باتیں تو سمجھ آ گئی ہیں۔

جواب:

میں نے کہا ہے کہ میں تفصیل سے پھر کسی وقت بتاؤں گا' فی الحال اتنا بتا رہا ہوں کہ ہر انسان کا ہر انسان سے رشتہ ہے۔

اِک جیسے آنسو ہیں سب کی آنکھوں میں
ہر انسان کا ہر انسان سے رشتہ ہے

تو ایک جیسے آنسو ہوں گے' ایک جیسی کہانی ہوگی' ایک ہی غم ہوگا' ایک ہی سفر ہوگا' ایک جیسی کیفیات ہوں گی۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں یہ پہچان نہیں سکا کہ وہ دُکھی تھا۔ دُکھی انسان جو ہے وہ دوسرے دُکھی کو ضرور پہچان لے گا۔ یہ ایک ہی کہانی ہے اور وہ تم ہی ہو۔ وہ جو مظلوم انسان تھا وہ کون تھا؟ وہ تم ہی

ہو۔ جب تیرا احساس مجروح ہو گیا تو تُو گھر کیسے آ گیا۔ وہ کون تھا جو دُکھی تھا؟ وہ آپ ہی تھے۔ کیا اتنی بات سمجھ آ رہی ہے؟ تو وہ آپ ہی تھے۔ جب یہ پتہ چل جائے گا کہ یہ آپ ہی تھے تو کچھ عرصہ بعد جب ایسا کوئی آئے گا تو وہ کہے گا کہ یہ بھی آپ ہی ہیں۔ کہتا ہے کہ ہم کہاں' تُو ہی تُو ہے اور کبھی کہتا ہے کہ تُو کہاں' میں ہی میں ہوں۔ بس اس کے اندر سارا کھیل ہے۔ کیا کھیل ہے؟ تُو کہاں ہے' میں ہی مَیں ہوں۔ جہاں تک انسان ہے وہاں تک اللہ ہے۔ اللہ کا ذکر انسانوں کے علاوہ تو ہے ہی نہیں۔ تیرا ذکر بھی مَیں ہی مَیں ہوں۔ اور سچ پوچھو تو میں کیا ہوں' تُو ہی تُو ہے' پچاس ساٹھ سال کا کھیل ہے' سب ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔ شکلیں بے شکل ہو جاتی ہیں' واقعہ جو ہے وہ بے واقعہ ہو جاتا ہے' Taste ضائع ہو جاتے ہیں' حالات بگڑ جاتے ہیں' اپنے بیگانے ہو جاتے ہیں' ہر شے ہاتھ میں مٹی ہو جاتی ہے' بڑے بڑے کھیل ختم ہو جاتے ہیں' سفر سورج کرتا ہے اور بوڑھے آپ ہو جاتے ہیں' کھیل ختم ہوتا جا رہا ہے _____ تو میں کیا ہوں' تُو ہی تُو ہے۔ عافیت صرف اس بات میں ہے کہ تُو ہی تُو ہے' ہم کیا ہیں؟ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ اس لیے یا تو یہ کہو کہ مَیں ہی مَیں ہوں' یا پھر کہو کہ تُو ہی تُو ہے' یا یہ کہو کہ تُو اور ہے اور میں اور ہوں۔ اور پھر عبادت کرتے جاؤ' وہ معبود ہے اور تُو عابد ہے' عبادت کرتا جا۔ وہ مسجود ہے اور تو ساجد ہے۔ بس پھر کھیل اور ہے۔ اس

لیے یا ''مَیں'' ہو کے چلو یا پھر ''تُو'' بن کے چلو۔ پھر آپ کو انسانوں کا رشتہ سمجھ آجائے گا۔ بس بات یہ ہے کہ آپ ''تُو'' کو تُو رہنے دو اور ''مَیں'' کو ''مَیں'' رہنے دو تا کہ کنفیوژن نہ ہو۔ اور اگر ہمت ہے تو پھر کر کے دیکھو کہ کبھی ''میں'' بن جاؤ' کبھی ''میں'' جو ہے ''تُو'' ہو جائے اور کبھی ''تُو'' ''میں'' ہو جائے۔ یہ سب کھیل کی حد تک ہو۔ پھر پچاس سال کے بعد اللہ مالک ہے کہ پھر کیا ہو جائے۔ یہ کھیل ہے' جلووں کا کھیل ہے' یہ اور کس قسم کا کھیل ہے۔ بات تو اتنی ساری ہے کہ اگر آپ کی نگاہ نہ ہو تو پھر محبت کس بات کی۔ وہ جو تھا جس نے تم سے محبت کی ہے وہ ہزار چہرے لیے پھرتا' جب تک تم دیکھنے والے نہ بنتے' تو کیا محبت ہو سکتی تھی؟ اس نے تمہیں چاہنے والا بنایا یا تو نے اُسے چاہا جانے والا بنایا' یہ دونوں کھیل برابر کے ہیں۔ کس نے کس کو کیا بنایا' یہ تو جاننے والا جانتا ہے۔ اُس نے تمہیں عشق عطا فرما دیا یا تو نے اس کو حسن عطا کر دیا' یہ الگ کھیل ہے۔ تو چاہنے والے کی نگاہِ لطف جو ہے وہ چاہے جانے والے کو حسین بناتی ہے ورنہ حسن کس بات کا۔ حسن تو یہ ہے جو اُسے آپ نے عطا کر دیا۔ چاہنے والے کا اندازِ نظر جو ہے اس کو خوبصورت بنا رہا ہے ورنہ وہ تو خوبصورت تھا ہی نہیں۔ خوبصورتی جو ہے وہ تمہارا دیکھنے کا انداز ہے۔ تو اس دنیا کے اندر یہ Relation ہے۔ آپ مسکین بنو تو اور دنیا ہے' ظالم بنو تو اور دنیا ہے' شکاری بن کے آؤ تو اور دنیا ہے' پجاری

بن کے دیکھو تو اور ہی دنیا ہے، نیک بن کے نکلو تو ساری کائنات نیک ہی نیک ہے، بَد ہے ہی کوئی نہیں، یہاں پھر اللہ ہی اللہ ہے، غیر اللہ تو نظر ہی نہیں آیا۔ ایک بار تم صحیح ہو جاؤ تو پھر یہ کائنات Is the best place to live in۔ صرف تم صحیح ہو جاؤ۔ اپنے آپ سے اُلجھنیں نکال دو "صحیح" سے کیا مراد ہے؟ کہ خدا کو نقلی نہ ماننا۔ جتنا پتہ ہے اتنا ہی کہو۔ کائنات کے اندر رہنے کا جلوہ یا لطف اس کو آئے گا جو مالک کی اجازت سے لطف لے گا۔

سوال:

اگر وہ ہی وہ ہے تو پھر ہم میں جو نقص ہیں وہ تو ہونے ہی نہیں چاہییں۔

جواب:

نقص تو کوئی نہیں ہے۔

سوال:

پھر ہم صحیح کیسے ہیں؟

جواب:

یہ "ہم" کی بات نہیں بلکہ یہ "مَیں" کا کھیل ہے۔

سوال:

پھر یہ طے ہو گیا کہ وہی وہ تو نہ ہوا، وہ وہ ہے اور ہم، ہم ہیں۔

جواب:

نہیں یہ طے نہیں ہوتا۔

سوال:

وہ وہ ہے اور ہم ہم ہیں۔

جواب:

یہاں ''ہم'' کا کھیل نہیں ہے بلکہ ''میں'' کی بات ہے۔ جب آپ ''مَیں'' میں داخل ہو جائیں گے تو پھر ''وہ ہی وہ'' ہے ''یہ'' بھی ''وہ'' ہے اور ''وہ'' بھی ''وہ'' ہے اور سچ پوچھو تو ''مَیں'' بھی وہ ہے۔ یہ ایک آدمی کی بات ہے، ایک کی بات ہے۔ اور جب ایک آدمی کہتا ہے کہ اصل میں ''مَیں'' ہی ''میں'' ہوں' جہاں تک میں پھیلتا جا رہا ہوں تیرا نام چلتا جا رہا ہے' تیری داستان جو ہے وہ میری داستان تک ہے۔

سوال:

اگر ہم یہ بات مان لیں جس کو لوگوں نے ''ہمہ اوست'' بھی کہا ہے تو پھر تو کسی چیز کو بُرا نہیں کہہ سکتے۔

جواب:

میں بالکل وہ بات نہیں کر رہا۔ ''ہمہ اوست'' جو ہے اس کے اندر غلطی یہ تھی کہ شیطان کو سمجھے بغیر یا نکالے بغیر اسے مانا گیا۔ شر کو نکالنا ہے۔

میں تو محبت کا کھیل بتا رہا ہوں۔ جب آپ ماننے والے بن جائیں گے تو پھر "مَیں ہی مَیں" رہے گا اور آپ کہو گے کہ تیرا بوجھ کوئی اُٹھاتا نہیں تھا اور یہ میں ہی تھا۔ یہ میں مظلوم، ظالم اور ناچیز تھا جو اس راز کو اُٹھانے والا تھا، وہ امانت میں نے ہی اُٹھائی تھی، اگر بفرض محال میں نہ اُٹھاتا تو پھر آپ کا راز کون اُٹھاتا؟

ہمارے دم سے تیری انجمن اب تک سلامت ہے
تمہارا تذکرہ باقی ہماری داستانوں تک ہے

بات تو یہ ہے کہ تیرا تمام تر ذکر میں نے کیا، انسان نے کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ خود تو اپنا ذکر نہیں کرے گا، اپنا بیان آپ تو نہیں کرے گا۔ تو کون بولے گا؟ "مَیں" بولے گا۔ "میں" ایک اکائی ہے۔ وہاں پر دو انسان نہیں ہیں۔ "میں" میں ایک انسان ہے۔ انسانوں کے Throughout اژدہام میں "مَیں ہی مَیں" ہے۔ کون ہے؟ میں ہی تو جلوہ گر تھا ہر جگہ۔ یہ کون کہتا ہے؟ یہ "مَیں" کہتا ہے۔ کبھی طُور پر وہ "مَیں" ہو سکتا ہے اور کبھی ماننے والوں میں آ گیا۔ خود ہی جلوہ دکھایا اور خود ہی بے ہوش ہو گیا، خود ہی "الست" کہہ لو اور خود ہی "بلیٰ" کہہ لو۔ یہ ایک راز ہے۔ یہ ہے محبت والوں کی بات جن کے دل کے اندر اَگنی لگی ہوتی ہے۔ "اَگنی دیوتا" کو پوجنے والے بغیر محبت کے نہیں پوجتے۔ اور اگر ذہن میں آگ ہو تو تسلیم کے علاوہ کوئی راستہ

نہیں ہے۔ تو پہلے آپ تسلیم میں آئیں۔ تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کچھ لوگوں نے ایسا کہا ہے کہ تُو ہی تو ہے، تجھے اندر سمجھوں تو باہر کون ہے اور باہر سمجھوں تو اندر کون ہے۔ زندگی میں ایسا ایک واقعہ ضرور آتا ہے۔ سچ پوچھو تو باہر بھی تُو ہے اور اندر بھی تو ہے، جب باہر بھی تو ہے اور اندر بھی تو ہے تو پھر بُلّھا کون ہے۔ بُلّھا بھی تُو ہی ہے۔ پھر کیا رہ گیا، جھگڑا کیا رہ گیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس کے راستے پر Committed ہیں۔ آپ لوگ تو بے شمار راستوں پر چلنے والے ہیں، اس لیے آپ کو یہ بات سمجھ نہیں آتی، آپ اس بات کو افکار بناتے ہیں، خیال بناتے ہیں اور پھر بات مشکل ہو جاتی ہے۔ اگر اُسے تسلیم بنا لو تو ایک ہی چیز ہے، پھر اللہ ہی اللہ ہے۔

سوال:

سر! یہ کہا جاتا ہے کہ کائنات کی تشکیل کی بِنا مٹی ہے اور جب ہندو لوگ مٹی کا بت بنا کے پوجتے ہیں تو وہ کائنات میں خدا کو چھوٹا سا روپ دے دیتے ہیں۔

جواب:

نہیں نہیں، یہ یوں نہیں ہے۔ کائنات کی تشکیل یوں نہیں ہے کہ مٹی سے ہے۔ مٹی ایک میڈیم ہے، ذریعہ ہے، کائنات کے بننے کا ذریعہ ہے، پانی بھی میڈیم ہے۔ تو مٹی بھی ہے اور پانی بھی ہے۔ اصل میں یہ ''ارادہ'' ہے،

کائنات بنانے والے کا ارادہ ہے۔ ہم فطرت کی بات نہیں کر رہے بلکہ فاطر کی بات کر رہے ہیں جس نے یہ سب بنایا۔ اُس نے آدم کو اپنی مرضی سے بنایا، جیسے بھی بنایا، پوری کائنات بھی بنائی۔ یہ ہندو کی بات نہیں ہو رہی، ہندو کا اور واقعہ ہے۔ ہندو اور مسلمان کا فیصلہ تو مذہب نے کرنا ہے، ہم نے نہیں کرنا۔ ہم تو آپ کو محبت کی بات بتا رہے ہیں۔ ہندو کو تم نے فتوے کے ساتھ سزا دینی ہے، مفتی صاحب یا قاضی صاحب کو کہو گے کہ فتویٰ نکالو۔ وہ قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھ دے گا کہ اس کی یہ سزا ہے، جس نے [illegible] کی ہے اس کی یہ سزا ہے۔

سوال:

یہ جو ثاقب صاحب نے مٹی والی بات فرمائی ہے تو آپ نے ایک Concept بیان فرمایا ہے کہ اللہ ہی اللہ ہے تو اللہ نے فرمایا کہ اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض۔ اب مٹی یا جو بھی Matter ہے اس کا جو لاسٹ ذرہ ہے اس کو جب چیرہ گیا ہے تو اس کے اندر سے نور نکل آیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ سائنس اور Mysticism دونوں میں ثابت ہو گیا ہے کہ جو بھی ہے وہ تو دراصل نور ہے اور نور اللہ ہے______

جواب:

دیکھیں آپ بات سمجھ نہیں رہے۔ وہ جو سائنس Prove کر رہی

ہے وہ بالکل بجا کر رہی ہے وہ ان کا شعبہ ہے۔ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والوں کو اس سفر کے اندر ایک ایسا مومنٹ مل سکتا ہے جب وہ ہر طرف ''تُو ہی تُو'' کہہ دیں یا ایک ایسا مومنٹ مل سکتا ہے جب وہ ہر طرف ''مَیں ہی مَیں'' کہہ دیں۔ تو وہ ایک مومنٹ مل سکتا ہے۔ یہ میں کوئی فلسفہ نہیں بتا رہا ہوں بلکہ اس محبت کی راہ میں ایک ایسا وقت آ سکتا ہے جب تمہیں ہر طرف ایک ہی جلوہ نظر آئے۔

سوال:

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو فلسفہ ہے اب ایک حقیقت بن گیا ہے کہ جو کچھ بھی ہے وہ نور ہے۔

جواب:

وہ تو بیان ہے۔

سوال:

وہ حقیقت ہے سر!

جواب:

حقیقت تو ہے لیکن واردات نہیں ہے۔

سوال:

جی ہاں، واردات تو دوسری سطح پر ہو گی۔

جواب:

واردات تو محبت میں ہو گی۔

سوال:

تو واردات اور حقیقت دونوں اکٹھے ہو گئے ہیں۔

جواب:

بے شک ہو جائیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ Unless you experience it اس کو بیان کرنے کا کیا فائدہ۔ میں آپ لوگوں سے یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ اسے Experience کر سکتے ہو' جب تک یہ Experience مشاہدے میں نہیں آئے گا تو پھر یہ علم کیا ہے۔ پھر تو مذہب کا علم کافی ہے۔ اس میں بحث کی کوئی بات نہیں ہے۔ مذہب کے مقابلے میں سائنس سے علم لے کر مذہب سے راستہ نکالنا ناممکن ہے۔ یہ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ حد کہاں لگی ہوئی ہے' آپ کو راستہ بتا رہا ہوں لیکن آپ کو بات سمجھ نہیں آ رہی۔ وہی راستہ جو آپ چاہتے ہیں اس راستے کے راستے میں مذہب رکاوٹ ہے۔ مذہب نے تو ایک بات بتا دی ہے اور وہ فائنل ہے۔ تو مذہب کے بغیر سماج یا سوسائٹی کے اندر' کائنات کے اندر' انسانوں کی دنیا میں آپ علم کا کوئی شعبہ بیان نہیں کر سکتے چاہے وہ سائنس ہو یا کچھ اور ہو' جب تک آپ اس واردات سے گزر کے نہ جائیں ______

سوال:

کائنات کی گفتگو کا اتنا وسیع احاطہ ہے تو مذہب بہت چھوٹا' Petty نظر آتا ہے' لگتا ہے جیسے ہمیں بہلایا جا رہا ہے۔

جواب:

آپ جب اس کیفیت میں آتے ہیں تو پھر بڑا جلوہ اور خیال کی اور تجربے کی وسعت جو ہے وہ چھین لی جاتی ہے۔ آپ سے زیادہ وسعت رکھنے والوں نے' کائنات کا زیادہ مشاہدہ کرنے والوں نے' کائنات کے خالق کے حکم کے مطابق آپ کو یہ مذہب دے دیا۔ اب چُپ کر جاؤ' یہ Petty لگتا ہے' یا کہ Pretty لگتا ہے' یہ Teeming Millions کے لیے ہے' اِسے ایسے رہنے دو۔ یہ آپ کے لیے ہے' اِسے رہنے دو' جو کچھ ہے یہ صحیح ہے۔ ذاتی طور پر جو مشاہدہ ہے وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ وہ جلوہ جو ہے وہ اور ہے۔ مذہب کو آپ مختصر نہ کرو' یہ صحیح ہے۔ جو خدا کو نہیں مانے گا وہ کافر کہلائے گا اور جو مانے گا وہ مومن کہلائے گا' جو اس راستے پر چلے گا وہ مسلمان کہلائے گا' عبادت کا یہ طریقہ ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں ادا ہوں۔ اب یہ نہ کہنا کہ پانچ وقت کی نمازیں یوں کیوں ہیں' ویسے کیوں نہیں ہیں' اس میں آپ نے بحث نہیں کرنی۔ بس یہ ٹھیک ہے۔ یہ نہ سوچنا کہ حج کرنے کا کیا فائدہ ہے' اس سے یہودی کو تو فائدہ نہیں ہوتا؟ کیا مسلمانوں کو فائدہ ہوتا ہے؟ اتنا ٹکٹ

خرچ ہوتا ہے‘ وہاں جا کے جو تھوڑا بہت Faith ہوتا ہے وہ بھی آگے پیچھے ہو جاتا ہے ____ تو مَت بحث کرو! یہ ایسے ہی ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ ایسے ہی ہے۔ درود شریف ایسے ہی پڑھتے ہیں‘ نماز میں یہی الفاظ کہتے ہیں ____ کہتا ہے کہ ہم دس سال سے نماز پڑھتے جا رہے ہیں‘ ایک ہی نماز پڑھتے جا رہے ہیں‘ وہی دُعا مانگتے جا رہے ہیں‘ کوئی نئی دُعا ہونی چاہیے ____ نہیں! ایک ہی دُعا ہوگی‘ ایک ہی Form ہوگی‘ پرانا مولوی رخصت ہو جائے گا‘ نیا مولوی آ جائے گا تو وہ بھی ویسے ہی پڑھتا جائے گا۔ یہ نہ کہنا کہ یہ کیا بات ہے‘ ایک Monotony ہے ____ خبردار یہ بات نہیں کہنی۔ یہ ایسے ہی ہے۔ آپ کے دادا حضور بھی یہی نماز پڑھتے تھے‘ پردادا جان بھی یہی پڑھتے تھے‘ پوتا بھی یہی پڑھے گا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ درمیان میں آپ کو جلوہ گاہ کے اندر سیر کرائی جا سکتی ہے۔ یہ نہ کرنا کہ جلوہ گاہ کی سیر کرتے ہوئے آپ مذہب کو بائی پاس کر جاؤ۔ پھر تو آپ کو سیر نہیں کرائی جائے گی۔ پھر یہ نہ کہنا کہ اگر میں جانتا کہ رَب یہ ہے تو میں عبادت نہ کرتا۔ اُسے کہتے ہیں کہ تُو بات نہیں سمجھا‘ تُو نے جو عبادت کی ہے اس کی وجہ سے تمہیں یہ اب نظر آیا ہے‘ یہ اللہ تھا۔ تو اللہ تو یہ تھا۔ ایک آدمی کا میں نے آپ کو واقعہ سنایا تھا۔ اس نے دریا میں کھڑے ہو کے چالیس سال عبادت کی۔ چالیس سال کے بعد اس کو Spontaneous کوئی Discovery ہو گئی‘ لائٹ مل گئی تو وہ

چلا اُٹھا کہ اگر میں جانتا کہ اللہ یہ تھا تو میں دریا میں چالیس سال ضائع نہ کرتا۔ اُن کا ایک مرید پاس کھڑا تھا' اُس نے کہا کہ بابا جی پھر ہمارے سال تو بچائیں' ہمیں ابھی سے بتا دیں تا کہ ہمارے سال تو ضائع نہ ہوں۔ کہنے لگے کہ کیا میں چالیس سال کی عبادت تمہیں مفت دے دوں۔ بات یہ ہے کہ اللہ کا پتہ اُس کو چلتا ہے جو مخلص ہو' Obedient ہو' فرماں بردار ہو اور اس کی زبان خاموش ہو۔ اور وہ یہ نہ کہہ دے کہ تمہیں بتا دیتا ہوں کہ اللہ نہیں ہے۔ اللہ تو ہے! بس وہ معصوموں کو ملتا ہے' بھولے بادشاہوں کو ملتا ہے' ''دانا'' کو تو اللہ نہیں ملتا' اس کا تو اللہ دشمن ہے۔ ہاں' ایسے دانا کو ملتا ہے جو عقلِ سلیم ہو۔ دانا کی بات یہ ہے کہ

تو نے بخشی مجھے یہ عقل سلیم
کیوں نہ ہوں تیرے فیصلے تسلیم

جب اس کے فیصلوں کو حماقت کی حد تک تسلیم کرنے لگ جائیں گے تو پھر آپ کو Awakening مل جائے گی۔ تو یہ بھی قبول کر لو۔ یہ نہ کہنا کہ یہ زیادتی ہو گئی ہے اور یہ کہ پوری کائنات خرچ کر کے ہم نے یہ بات خریدی ہے۔ بس یہ ٹھیک ہے۔ اگر ہر چیز ٹھیک ہے اور ایک آدھ چیز کی کسر رہ گئی ہے تو اسے بھی قبول کر۔ اپنا رُخ ادھر رکھ۔ پھر ایک وقت آئے گا؟ جب They shall all return یعنی اس راستے میں تم نے جو کچھ خرچ کیا ہے' Invest کیا

ہے، سب آجائیں گے' They shall all retrun گئے ہوئے بھی اور جن کا آنا ممکن نہیں ہے وہ بھی آجائیں گے ______ تو یہ ایسا کھیل ہے۔ لیکن تسلیم میں کمی نہ آئے۔ اپنا بن کے اگر اعتراض بھی کرو تو قبول ہے اور غیر بن کے اگر تسلیم بھی کرو گے تو بے کار ہے، تمہیں جلوہ نہیں ملے گا۔ غیر کو تو دروازے کے باہر ہی فارغ کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ غیر بن کے آیا اور پوچھا کہ کیا اللہ ہے تو وہ کہتا ہے کہ چلو بھاگ جاؤ، اللہ نہیں ہے۔ غیر کو یہ کہا جائے گا کہ کائنات کو دیکھو کہ یہ کس طرح ہے، اُسے الجھا کے رکھ دیا جاتا ہے۔ غیر کو یوں نہیں بتایا جاتا کہ یہ ہمارا جلوہ ہے، یہ کائنات ہے، یہ فلاں چیز ہے۔ تو اپنوں کو سیر کرائی جاتی ہے۔ اپنا بن کے جاؤ تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کائنات کی سیر کرائے گا، تھوڑا سا وقت ہے، اس میں تھوڑا سا جلوہ دیکھ لو۔ بس اعتراض کرنا چھوڑ دو، تسلیم کر لو، تھوڑے سے بھولے بن جاؤ۔ جب آپ ایسے بن جاؤ گے، صحیح بن جاؤ گے۔ تو پھر آپ کے اندر ایک Wisdom اور Fountain of Wisdom شروع ہو جائے گا۔ تھوڑا سا چپ رہ کے دیکھو۔

زمانہ ہوا ہم کو چپ رہتے ہوئے
کوئی نقش اور کوئی دیوار سمجھا

تو نقش بن جاؤ، دیوار بن جاؤ، پھر آپ کے لیے کائنات کی وسعتیں ہیں۔ اپنوں کو تو وہ مغموم ہونے نہیں دیتا۔ آپ اس لیے مغموم ہیں کہ آپ اپنے

نہیں ہیں۔ اگر اس کے اپنے بن جاؤ تو وہ مغموم نہیں ہونے دے گا، جلوہ فوراً آ جائے گا۔ ورنہ اس کے جلوے اور کس کے لیے ہیں؟

سوال:

یہ اللہ کے اپنے جلوے ہیں یا اپنے اپنے؟

جواب:

اللہ اور بندہ ایک ہی جماعت ہے، وہ خالق ہے اور یہ مخلوق ہے۔ تمہیں ذوقِ سجدہ پیدا ہو جائے گا تو وہ خود ہی مسجود ہے۔

سوال:

سر! آپ کی گفتگو میں بار بار دو لفظ آتے ہیں، راز اور کھیل۔ اللہ نے بندے تو سیدھے سادے بنا دیئے، پھر دین میں کھیل اور راز کہاں سے آ گئے؟

جواب:

دین واضح ہے، دین اور مذہب بالکل صاف ہیں۔

سوال:

پھر یہ کھیل اور راز کیا ہیں؟

جواب:

کھیل محبت کا ہے، یہ تمہارے اندر ایک شعلہ ہے، انسان میں بے تابی ہے، انسان محبت کرنے پر مجبور ہے۔ تم وجود کی محبت سے ذرا فارغ ہو

کے دیکھو تو وہ تمہارے اندر موجود ہے۔ اگر تمہیں پھولوں سے محبت ہے اور تم پھولوں کی محبت میں وارفتہ ہو جاؤ تو ایک وقت آئے گا کہ تم پھولوں کی زبان سنو گے۔ تو یہ ہے کھیل! وہ جو پھولوں کی زبان ہو گی درختوں سے محبت کے دَور میں بھی وہی زبان ہو گی۔ پھر تنہائیوں میں بھی وہی زبان ہو گی۔ حتیٰ کہ تم وہ زبان پہچان لو گے کہ وہ Dialect کیا ہے۔ وہ جو پھولوں نے آپ سے بولا تھا اگر کسی دن آپ کے اندر سے بول پڑے تو پھر راز اور کھیل کی سمجھ آجائے گی۔ تو وہ کھیل تھا اور یہ راز ہے۔ وہ باہر کی سیر تھی اور یہ اندر کی سیر ہے، کبھی ایک کرو، کبھی دوسری کرو۔ پوچھتا ہے کہ آج کل کس سیر میں ہو؟ کہتا ہے کہ آج کل فنافی اللہ کی سیر میں ہوں، یعنی اپنے آپ کی سیر میں ہوں۔ پھر اب کیا ہے؟ اب الّا اللہ کی سیر ہے، یعنی دنیا کی سیر ہو رہی ہے منظر نامے کی تلاش کر رہا ہوں۔ تو یہ گہرائی ہے، Meditation ہے۔ Meditation میں باہر سے کچھ نہیں لینا بلکہ اپنے آپ سے لینا ہے۔ اور کہنا ہے کہ بول میرے مسجود۔ تو وہ بولے گا۔ تو یہ ہے Meditation۔ پھر آپ کے اندر سے کوئی کہانی آئے گی ______

اور کوئی سوال ______ بولو ______ پوچھو

سوال:

حیرانی سی ہوتی ہے کہ یہ سب کیا ہے

جواب:

آپ نے کبھی Meditation کی ہے؟ Meditation کیا ہوتی ہے؟

سوال:

اپنے ذہن کو کچھ ساکت سا کر دینا۔

جواب:

اچھا تو ساکت کر دیتے ہیں، خاموش کر دیتے ہیں۔ فرض کرو پھر وہ ذہن معطل ہو گیا اور Sensibility بھی معطل ہو گئی، احساس بھی ختم ہو گیا تو پھر ہوا کیا؟

سوال:

پھر تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا ہوا۔

جواب:

آپ کہتے ہیں کہ پھر پتہ نہیں چلا کہ کیا ہوا اور جن لوگوں نے Meditation کو بیان کیا، راز کو بیان کیا، اُنہوں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ پتہ نہیں چلے گا۔ سب نے یہی کہا کہ پتہ چلے گا۔ آپ کو اس لیے پتہ نہیں چلتا کہ آپ پیچھے سے ایک ہاتھ قابو رکھتے ہیں کہ یہ میری دنیا غائب نہ ہو جائے، کہیں میں فنا فی اللہ نہ ہو جاؤں۔ ایسی Meditation کرنے والا ساتھ ایک بندہ بٹھا دیتا ہے کہ ساڑھے بارہ منٹ میں نے بیٹھنا ہے اور ساڑھے بارہ

منٹ کے بعد اگر مجھے جھونکا آ جائے تو مجھے اُٹھا دینا ورنہ کہیں میں غائب ہی نہ ہو جاؤں۔ اور جو اصل Meditation والا ہوتا ہے وہ سجدے میں پڑا رہتا ہے اور ایک دن کہتا ہے کہ آج ہم نے فیصلہ کر لیا کہ

شوق مِٹ جائے یا جبیں نہ رہے

یا اللہ ہے اور یا پھر میں ہی نہیں ہوں۔ اتنا والہانہ سجدہ ہو تو اللہ کیسے برداشت کر سکتا ہے، اگر بارہ گھنٹے سجدہ ہو گیا تو اللہ کہتا ہے کہ اے انسان میں نے تجھے دنیا میں بنا کے بھیجا ہے، اب کام کر، اب میری مخلوق کو ضائع تو نہ کر، تو میرا فرد ہے، تجھ پر میری بڑی Investment ہوئی ہے، کروڑ ہا سال کا منصوبہ ہے، اس لیے مسٹر So and So کو دنیا میں جانا چاہیے۔ تو وہ آواز آ جاتی ہے اور آپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ آپ کی سجدہ گاہ میں آپ کے علاوہ کوئی اور بھی ہے جب کہ تنہائی تھی۔

وہ کون تھا جو میرے ساتھ ہم کلام رہا
میرے سوا کوئی انسان تھا آس نہ پاس

تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ تیرے علاوہ کون تھا؟ یہ تو Meditation کا ضروری حصہ ہے کہ تمہارے ساتھ کوئی بولے گا۔ تمہارے ساتھ اگر کوئی نہ بولے تو پھر کیا تم پاگل ہو کہ Meditation کرو گے۔ اس طرح تو تم خالی بیٹھے رہو گے، یا تو کوئی نظر آئے یا پھر کوئی بولے۔ ورنہ تو وہ بیمار ہو جائے گا، بیٹھے بیٹھے

پریشر کم ہو جائے گا اور سب کہیں گے کہ اِسے اُٹھاؤ۔ تو جو Meditation کر رہا ہے وہ یا تو کچھ دیکھے یا اُس کے ساتھ کوئی بولے یا تو کانوں کے ذریعے آواز آئے گی کہ خبردار واپس چلا جا' یا پھر جلوہ آجائے گا کہ دیکھو' کیا چاہتے ہو۔ پھر اُٹھاؤ' یا نہ اُٹھاؤ' لو یا نہ لو' واپس آجاؤ ______ کہتا ہے کہ دوبارہ Meditation کیوں نہیں کی؟ کہتا ہے کہ ایک بار دیکھا تھا' کافی ہے۔ یہ تو اب سائنس نے بھی دریافت کرلیا ہے۔ یعنی جو Non-believer ہیں وہ بھی Meditation کو دریافت کر چکے ہیں۔ آپ کو عین حق نظر آ سکتا ہے بشرطیکہ اس نیت سے کرو کہ اللہ آپ کو ملے۔ یہ نہ کہنا کہ اللہ ملے تو اس سے دو چار Sign کرالوں' دو چار مرتبے لینے ہیں' بچے کو ملازم کرانا ہے ______ اس طرح اللہ نہیں ملے گا۔ یہ Meditation نہیں ہے بلکہ دھوکہ ہے۔ Meditation کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنی کائنات سے کٹ کے آگیا' اپنی ذاتی انسانی صفاتی کائنات سے کٹ کے آگیا' اب میں صرف اللہ کے لیے ہوں' میں نے اپنے آپ میں تنہائی کر دی' ہجرت کرلی' اپنے سارے رابطے کاٹ دیئے میں نے' نہ میں کسی کا ملنے والا ہوں اور نہ کسی کا چاہنے والا ہوں' نہ کسی کا باپ ہوں اور نہ کسی کا بیٹا ______ بس تیرے پاس آگیا ہوں' اب میں تیرے ساتھ براہِ راست محبت میں آگیا۔ اب کتنی دیر میں جواب آتا ہے؟ It depends upon the person جواب آواز سے بھی آ سکتا ہے

اور Sign سے بھی آ سکتا ہے، بعض اوقات لکھے ہوئے فقرے سے بھی آ سکتا ہے، کبھی کوئی چیز آپ کے اندر آجائے گی اور آپ کو بھولی ہوئی بات یاد آجائے گی کہ فلاں آدمی نے ایک بات کی تھی، اس نے کہا تھا کہ میں پھر دوبارہ آؤں گا، وہ آدمی مجھے کل نظر آیا تھا۔ اب یہ آپ کے لیے واقعہ بن گیا۔ تو Meditation کے اندر آپ کے ساتھ کون بولتا ہے؟ وہی بولتا ہے۔ خوابوں میں کون بولتا ہے؟ وہی بولتا ہے۔ صرف یہ کہ وہ خواب بیماری میں نہ ہوں، مجبوریوں کے نہ ہوں اور Overeating کے نہ ہوں۔ وہ خواب ہوں جو اصلی خواب ہوتے ہیں، نورانی خواب ______ تو یہ آسان بات ہے۔

سوال:

سر! اس راز اور کھیل کے لیے کچھ تو آپ کی دنیا ہے اور کچھ ہماری دنیا ہے اور آپ کی دنیا مختلف ہے اور ہماری دنیا مختلف ہے۔ تو ایسے راز اور کھیل کے لیے ہم جیسے لوگوں کا کیا حصہ ہے؟

جواب:

میں آپ کو وہ بتا رہا ہوں جو آپ کی دنیا میں ممکن ہے۔ میں آپ لوگوں کو جان کر یہ بات بتا رہا ہوں کہ آپ لوگ کون ہیں، آپ لوگوں کی ذاتی زندگی جانتے ہوئے میں یہ بتا رہا ہوں۔ آپ یہ دیکھیں کہ آپ کی چوبیس

گھنٹے کی زندگی میں کتنا رجوع الیٰ اللہ ہے۔ آپ کا رجوع الیٰ اللہ ٹھیک ہے۔ یہ اللہ کی مہربانی ہے اور اگر آپ کو کائنات اور اللہ میں سے کسی کو Prefer کرنا پڑ جائے تو آپ اللہ کو چنو گے۔ اب آپ اپنی مصروفیات سے کچھ وقت نکال کے تنہا بیٹھنا شروع کر دو

بیٹھ نویکلا خلق کولوں

تو آپ کبھی ''نویکلا'' بیٹھو، تنہا بیٹھو۔ پھر آپ Concentration کرو۔ یہ Concentration اور Meditation اس لیے نہیں ہوتی کہ صرف یہ کرو بلکہ اس لیے ہوتی ہے کہ اس سے آپ کا دنیا سے راستہ الگ ہو جائے اور آپ اللہ کی طرف رجوع کر جاؤ۔

سوال:

کیا یہ تھوڑے وقت کے لیے بھی کر سکتے ہیں؟

جواب:

بالکل تھوڑے وقت کے لیے۔ تھوڑے وقت کے لیے آپ بیٹھ جائیں گے، پہلے آپ کو دنیا کی آوازیں آئیں گی، دنیا کے کاروبار رہیں گے اور پھر وہ مخفی ہوتے جائیں گے، ختم ہوتے جائیں گے اور پھر آپ اللہ کی طرف رجوع کر جانا۔ پھر آپ دیکھو گے کہ

وہ خود ہی لیے بیٹھے ہیں آغوشِ توجہ میں

تو وہ خود ہی آغوشِ توجہ میں لے جائیں گے، آغوشِ تمنا میں لے جائیں گے۔ پھر آگے آپ کے بس کی بات ہے، آپ جو مرضی کریں اس میں مدد کون کرے گا؟ آپ کے ماں باپ مدد کریں گے، آپ کے گزرے ہوئے بزرگوں کی روحیں مدد کریں گی، آپ کی آنے والی نسلوں کی روحیں جو کہ گزر گئی ہیں وہ مدد کریں گی۔ یہ میں نے کیا کہا ہے؟

سوال:

آپ کی آنے والی نسلوں کی روحیں، وہ بھی جو گزر گئی ہیں۔

جواب:

یہ ساری روحیں ایک جگہ بیٹھی ہیں۔ دادا کی روح اور پوتے کی روح ایک جگہ بیٹھی ہے۔ جنہیں پیدا ہونا ہے ان کی روحیں بھی وہیں ہیں اور جو گزر گئے ہیں ان کی روحیں بھی وہیں ہیں۔ یہ سب ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اب کس کی باری ہے کہ وہ جائے۔ تو وہ ساری کی ساری روحیں ایک جگہ ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ تو اس کے لیے کیوں دُعا کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ تیرے وجود کا دادا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کی نسل میں جا کے پیدا ہونا ہے اس لیے میں زیادہ Interested ہوں کہ میرا دادا گمراہ نہ ہو جائے۔ دوسرے سے کہتا ہے کہ وہ اس کے لیے کیوں دعا کر رہا ہے؟ کہتا ہے کہ کہیں میرا پوتا گمراہ نہ ہو جائے۔ تو دونوں طرح کی روحیں دُعا کر رہی ہیں۔ پھر ان کے

حوالے سے روحوں کا تسلسل دُعا کر رہا ہے۔ تو آپ لوگ کسی کے دادا ہیں اور کسی کے پوتے ہیں، آپ کی تو موجیں لگی ہوئی ہیں۔ آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے لیے دُعا ہے۔ بس آپ پیسے کی گنتی میں بے وقوف نہ بن جاؤ ______

سوال:

سر! انسان کی کہانی کا پلاٹ کافی Intricate ہے۔

جواب:

بہت لطف دار ہے۔ آپ یا تو اس میں کردار بنو یا Spectator بنو۔ دونوں نہ بننا، یا پھر کریکٹر بنو۔ تو اس میں دو چیزیں ہیں، یا تو Spectator ہے یا پھر کریکٹر ہے۔

سوال:

آپ دُعا کریں کہ ہم Villain نہ بن جائیں

جواب:

آپ وِلین نہیں بن سکتے، وہ بہت چالاک ہوتا ہے، آپ وہ نہیں ہیں۔ وِلین جو ہے وہ Very wise man ہوتا ہے۔

سوال:

وہ Too Wise ہوتا ہے۔

جواب:

اُس نے ہیرو کو شکست دینی ہوتی ہے' اس نے ہیرو کو دُکھی کرنا ہے' وہ چھوٹی شے نہیں ہوتی' بڑی شے ہوتی ہے۔ آپ وہ نہیں بن سکتے۔ آپ ایسا کچھ نہیں بن سکتے۔

سوال:

یہ جو کہا جاتا ہے کہ سب اللہ کی عطا سے ہوتا ہے ______

جواب:

ہم یہ تو نہیں کہتے کہ یہ عطا سے نہیں ہے۔ یہ عطا ہی ہے کہ آپ کو اسلام ملا ہے' یہ آپ نے مانگا تو نہیں ہے اور نہ ہی یہ آپ کی Quest ہے' یہ اللہ کی مہربانی ہے۔ مہربانی جو ہے وہ نظر آتی ہے۔ میں آپ کو مہربانی ہونے والے شعبے میں داخل کرتا ہوں۔ تو یہ مہربانی ہوئی ہے۔ نسخہ بتا رہا ہوں کہ Willing suspension of investigation کرو۔ حالانکہ کائنات کے لیے Investigation بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان نہیں بنتا۔ آپ اپنی Willing کو Suspend کرو۔ کتنے عرصے کے لیے؟ حتیٰ کہ Investigation کے آداب آجائیں۔ پھر کھیل بن جاتا ہے۔ پھر کھیل سمجھ آتا ہے۔ آپ کو سمجھ آرہی ہے؟ آپ نے کیا سُنا ہے جو میں نے کہا ہے؟ میں نے کہا ہے کہ Investigation کو Suspend کرو اور Willingly کرو حتیٰ

کہ Till such time کہ آپ میں سوال کرنے کے آداب آ جائیں۔ میں آپ کو ذاتی بات بتاتا ہوں۔ مثلاً جو انسان یہ کہتا ہے کہ سوال کرو تو وہ آدمی باقیوں سے مختلف ہے۔ یہ کہہ دینا کہ مجھ سے سوال کرو' یہ بہت خطرے کا باعث ہے۔ کہیں کسی سے آپ یہ نہ کہہ دینا کہ سوال کرو کیونکہ آپ کو جواب دینا مشکل ہو سکتا ہے۔ میں جب کہتا ہوں کہ سوال کرو تو مجھے مشکل نہیں ہے۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ اس کی وجہ میں یہ نہیں بتانا چاہتا کہ میرے ساتھ مشکل کشاؑ ہیں یا کوئی اور فضل ہے۔ میرا مطلب ہے کہ بے شمار واقعات ہیں۔ میں یہ بات آج کہہ رہا ہوں کہ جو یہ کہتا ہے کہ مجھ سے سوال کرو تو اس کے بارے میں غور کرو کہ وہ باقیوں سے مختلف انسان ہے اور بہت زیادہ مختلف ہے۔ اس سماج میں اور اس دَور میں لوگوں کو عقیدے کی رُو سے جو دِقتیں ہیں اس زمانے میں یہ کہنا اور وہ بھی Intelligent لوگوں کو جو Elite of the society ہوں' اُنہیں کہنا کہ سوال کرو' تو اس میں دِقت ہو سکتی ہے۔ لیکن میں آپ کو تجربے کے حساب سے کہتا ہوں کہ جو شخص یہ کہے کہ سوال کرو' اگر اس کے پاس جواب کا شعبہ موجود ہے تو اُسے خوشی کب ہوتی ہے؟ جب کوئی زیادہ بمباسٹک سوال ہو۔ کیا کہا؟

سوال:

جس کے پاس جواب کا شعبہ ہے اس کو خوشی اُس وقت ہوتی ہے۔

جب زیادہ بمباسٹک سوال ہو۔

جواب:

جب بہت بڑا سوال ہو' جسے لوگ خطرناک کہتے ہیں۔ اس کو حل کرنے کا طریقہ بتاؤں آپ کو؟ حل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بے تعلق تبلیغ نہ کرنا یعنی جہاں تعلق نہ ہو وہاں تبلیغ مت کرو۔ میں نے اتنے سال آپ کے ساتھ لگائے ہیں' پہلے آپ کے ساتھ تعلق جوڑا ہے' اس حد تک میں نے آپ کے ساتھ تعلق بنایا ہے کہ اب آپ میرے ساتھ متعلق ہو گئے۔ میں کیا کرتا ہوں؟ میں تعلق ہی بناتا رہا۔ Shut up اور Get out تو میں عام طور پر کہتا رہا لیکن آپ ٹس سے مَس نہ ہوئے کیونکہ تعلق سے متعلق ہو گئے۔ اب سوال کے آداب سکھانے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ Frankness کو میں اب Invite کر رہا ہوں۔ باہر کا کوئی آدمی مجھ سے سوال کرے تو میں کہوں گا کہ مجھے پتہ نہیں ہے۔ میں کیا کہوں گا؟ مجھے پتہ نہیں ہے۔ وہاں میری تبلیغ نہیں ہے' مولوی فتح علی خاں کی مسجد میں میری تبلیغ نہیں ہے۔ میرا تعلق ہے۔ تعلق والوں کے ساتھ۔ مجھے میرے تعلق نے کان میں اس کھیل کا راز دیا اور میں آپ کو ابلاغ کر رہا ہوں اور کھیل کا راز بتا رہا ہوں۔ رہ گئی اسلام کے علم کی ایجوکیشن' تو اس پر تو بے شمار کتابیں لکھی ہوئی ہیں' وہ آپ خود پڑھ لو۔ سب واقعات کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ تو وہ تبلیغ جو ہے وہ ہماری نہیں

ہے۔اس لیے سوال اس وقت Invite کیا جاتا ہے جب تعلق ہو جائے۔تو آپ کو میں کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ Willing Suspension کر دو کی' تلاش کی' تحقیق کی' محققانہ ذہن کی ______ Investigation اور اس کو تسلیم کے باب میں چھوڑ دو تو پھر آپ کو آداب کے طریقے آ جائیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ کہتے ہیں کہ یا اللہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ مرنے کے بعد آپ زندگی کیسے پیدا کریں گے۔ یہ کب کہہ رہے ہیں؟ آگ کو گلزار کرنے کے بعد کہہ رہے ہیں' ماننے جاننے کے بعد کہہ رہے ہیں' نامزد پیغمبر ہیں بلکہ پیغمبروں کے ابا جان ہیں' مکمل طور پر Galaxy of Prophets کے فادر ہیں اور کہہ یہ رہے ہیں کہ یا اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد جیئیں گے کیسے؟ یہ کوئی گستاخی کی بات نہیں ہے کیونکہ انہوں نے بڑے ادب سے سوال کیا اور سوال بھی اتنا بڑا ہے۔ اللہ نے کہا کہ اس کو جلوہ دکھا دو۔ اور پھر فوراً جلوہ دکھایا۔انہوں نے یہ دیکھ کر کہا کہ اسلمت لرب العٰلمین گرچہ وہ پہلے بھی مسلمان تھے مگر اب کہا کہ میں سلامتی کے ساتھ مکمل تسلیم میں آیا۔تو پوچھنے کے یہ آداب ہیں اور آپ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد آدمی زندہ ہو جائے۔ایسے شخص کی زندگی جو ہے وہ موت ہے اور موت جو ہے وہ زندگی ہے۔اُس نے کہنا ہے کہ یہ کوئی سوال ہے' چل بھاگ جا۔اگر تم ذرا سا بھی Rude ہو جاؤ گے تو یہ سوال ہی تمہارا عذاب بن جائے گا اور اس

نے کوئی جواب نہیں دینا۔ اس لیے اتنے زیادہ سوال ہیں جو آج کے مومن کو Kill کر رہے ہیں۔ مسلمان جو ہے وہ سوالوں کی اذیت میں مبتلا ہے اور ان سے مرتا جا رہا ہے۔ اور یہاں پر ہم سوالوں کو Invite کر رہے ہیں، بس سوال بے تعلق نہیں ہونا چاہیے اور سوال بے ادب نہیں ہونا چاہیے بے شک وہ بے باک ہو، اتنا بے باک ہو کہ بہت بے باک ہو، اس سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ آپ کو میری بات سمجھ آئی۔ آپ اس Trend کو تھوڑا سا Change کر لو۔ یہ بھی نہ کرنا کہ چپ کر کے بیٹھ گئے، خموش ہو گئے۔ سوالوں کے جواب دینے کے لیے ہم اپنی غار سے باہر آئے تا کہ آپ لوگوں کے سوالوں کے جواب دیں اور اگر آپ کے جوابات پورے ہو گئے تو ہم پھر واپس چلے جائیں گے۔

سوال:

ہمیں بھی ساتھ لے کے جایئے گا۔

جواب:

میرا مطلب ہے کہ پھر تو آپ کو آپ کے راستے پر چلا دیا جائے گا۔ مدعا یہ ہے کہ سوال رہ نہ جائیں۔ اگر سوال نہیں رہ گئے تو پھر تو آپ سفر کے مسافر ہو گئے۔ سوال چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

سوال:

میرا خیال ہے کہ آج اس گفتگو میں یہ جو چند جملے آپ نے اب

فرمائے ہیں یہ حاصلِ کلام ہیں اور آپ کی اجازت سے میں یہ چاہتا ہوں کہ انہیں دُہرایا جائے۔ یہ کہ سوال بے تعلق نہیں ہونا چاہیے اور سوال بے ادب نہیں ہونا چاہیے بے شک وہ بے باک ہو' یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس محفل کے آداب میں بھی شامل ہے اور انسان اور اس کے رب کے تعلق میں بھی یہی بات بنیادی ہے۔ اس لیے میں نے ساتھیوں' دوستوں کے سامنے یہ دُہرایا ہے تا کہ اس بات کو واضح طور پر سمجھ لیں۔

جواب:

یہ Final Summit ہو رہا ہے اور بہت اہم بات ہے کہ چاہنے والا اور غیر آدمی ایک ہی سوال کرتا ہے۔ یہ کمال کی بات ہے کہ انسان بالکل ایک سوال کرتا ہے۔ بس ایک اپنا بن کے سوال کر رہا ہے اور دوسرا غیر بن کے سوال کر رہا ہے۔ پہلے کو جواب کے لطف سے سرفراز کر دیا جاتا ہے اور دوسرے کو سوال کی اذیت میں مبتلا کر دیا گیا۔ سوال دونوں کے ذہن میں ایک ہی تھا کہ اللہ ہے کہ نہیں ہے۔ ایک کو کہا کہ تجھے میرے سے کیا غرض ہے' تو آپ دیکھ کہ تو محبوب آدمی ہے اور دوسرے کو کہا کہ پہلے تو پتہ کر کہ تو ہے بھی کہ نہیں ہے۔ تو وہ بیچارہ ڈھونڈ ڈھونڈ کے مر گیا۔ آپ ایسا سوال کرو جب آپ نے تعلق بنا لیا ہو اور اگر Investigation جاری ہے تو اسے Willingly suspend کرو Till such time کہ ادب کے ساتھ آپ کی

آشنائی ہو جائے۔ اگر اللہ کی سمجھ نہ بھی آئے تو آپ کو ماننے میں دقت نہیں ہونی چاہیے' آپ کہیں کہ ہم آپ کی ہر چیز کو مان گئے۔ اس طرح آپ کی بات بن جائے گی۔

بات بنتی ہے میری تیرا بگڑتا کیا ہے

پھر وہ آپ کو دکھا دے گا۔ اس لیے یہ بڑے حساب کے ساتھ کی بات ہے۔ کھیل بدستور جاری رہتا ہے۔ راز بہر حال راز رہے گا' یہ افشا ہونے کے بعد بھی راز رہتا ہے' بیان ہوتا جائے گا مگر بیان نہیں ہو سکتا۔ اس میں کمال یہ ہے۔ چودہ سو سال سے یہ راز بیان ہوتا جا رہا ہے مگر یہ راز بیان نہیں ہوا' چلتا جا رہا ہے۔ کمال یہ ہے۔ اس لیے ہم سوال Invite کیا کرتے ہیں۔

اب بولو ______ سوال کرو ______

سوال:

انسان واردات کے بغیر تسلیم کیوں نہیں کرتا؟

جواب:

تسلیم کے بغیر واردات نہیں ہوتی۔ یہ Otherway round ہے۔ پہلے جو چیز آپ نے تسلیم کی ہے' آگے اُسے Verify کیا جائے گا۔ پھر ان کا ارادہ ہوا یا مرضی ہوئی تو واردات دے دیں گے۔ یہ جو معجزہ ہے وہ کافر کو اور زیادہ کافر بناتا ہے اور مومن کو اور زیادہ مومن بناتا ہے۔ کافروں نے

معجزے کے بعد توبہ نہیں کی ہے بلکہ انہوں نے ساحر اور مجنون کہا' کہ یہ تو کوئی جادوگر ہے۔اس لیے جو ماننے والے ہوتے ہیں وہ تو مانتے جاتے ہیں' زیادہ مان لیتے ہیں۔ معجزہ جو ہے وہ ماننے والوں کو مزید ماننے والا بناتا ہے اور کافروں کو مزید کفر دیتا ہے' وہ اور کفر میں آ جاتے ہیں۔اس لیے تسلیم پہلے ہے اور تسلیم ہی آخر ہے۔ تسلیم کے سلیس ہونے کا انعام ہے واردات۔ جب آپ یہ دیکھو کہ کسی شخص کے سامنے آپ کے مُلک کے نامور ادیب' خطیب' بادشاہ سلامت وغیرہ ادب سے جھکے ہوئے ہوں تو آپ کو سوچنے میں دقت نہیں ہوگی اور آپ بھی وہاں ادب سے بیٹھ جائیں گے۔ کہتا ہے کہ ابا جان بھی وہاں گئے ہوئے تھے' دادا حضور بھی وہاں پہنچے ہوئے تھے' بادشاہ سلامت بھی تھے' گورنر صاحب بھی تھے' چیف منسٹر بھی تھے اور علیٰ ہذا القیاس باقی لوگ بھی تھے' تو انہوں نے سند دے دی ہے' اس لیے ہم بھی وہاں چلے گئے۔آپ تسلیم کو صرف ایک صورت میں حاصل کر سکتے ہیں کہ آپ کا کسی سند الواصلین سے رابطہ ہو۔ جب تک کوئی سند دینے والا آپ کی نگاہ میں نہ ہو آپ تسلیم نہیں کر سکتے۔ اس لیے اپنے سے بہتر کی تلاش کر اور اس سے پوچھ کہ تو نے مانا ہے کہ نہیں مانا۔ وہ کہتا ہے کہ اگر میں مان گیا تو؟ یہ کہتا ہے کہ پھر میں بھی مان جاؤں گا۔اس سے پوچھو کہ تم نے کوئی وجہ ڈھونڈی ہے؟ کہتا ہے کہ مجھے ابا جان کہہ گئے تھے' ایک بابا جی نے کہا تھا۔ کہتا ہے کہ تو نے

باباجی کے کہنے پر اتنی بڑی بات مان لی تو یہ کہتا ہے کہ ہاں میں مان گیا' اگر تو اس آدمی کو سچا مانتا ہے تو تُو بھی مان جا۔ اور اگر سچا نہیں مانتا تو پھر تُو نئے سرے سے آدم بن اور نئے سرے سے تلاش کر کہ خدا ہے کہ نہیں ہے' اس طرح پورا سفر طے کر۔ تو یہ پوری سزا ہے کہ ایک زندگی میں اتنے واقعات سے گزرے۔ میری یہ بات لکھ لو کہ وہ گستاخ کو کبھی بھی واردات نہیں دے گا' گستاخ کو کبھی بھی عرفان نہیں ملے گا۔ واردات کا مطلب یہ ہے کہ اس سے محبت ہو جائے' اس سے والہانہ پن ہو جائے۔ گستاخ کو کبھی محبت نہیں ہو گی' بے باک کو ہو جائے گی۔ کہتا ہے کہ یہ کیا کرتے جا رہے ہو' اُدھر آپ یہ کہتے ہو' اِدھر آپ یہ کہتے ہو' کمال ہے' کبھی کہتے ہو کہ میں عطا کرتا ہوں' کبھی کہتے ہو کہ مجھے کرنا چاہیے۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کون ہیں' یہ آپ ہی تو ہیں! ۔

تو ہر دم می سرائی نغمہ و ہر بار می رقصم
بہر طرزِ کہ تو رقصانیم اے یار می رقصم

ہم سمجھ گئے کہ یہ تُو ہے' چاہے تو جس رنگ میں آئے۔ یہ جلوہ تسلیم والوں کے لیے ہے۔ آپ یوں سمجھ لو کہ محبوب اپنے نقش و نگار' اپنا حسن و زیور' اپنی آرائش و جمال سے اس وقت اپنے آپ کو خوبصورت بنائے گا جب اس کی تمنا کرنے والا آئے گا۔ جب وہ نہ رہا تو پھر آرائش خم کا کُل ختم ہو جاتا ہے۔

کیونکہ دیکھنے والے ہی نہ رہے، پھر تم کیا کر رہے ہو، پھر تم کون سا کا جل ڈال رہے ہو جب کہ تم نے اندھوں کے سامنے جانا ہے۔ تو جب وہ نہ رہے تو پھر یہ بھی نہیں رہے گا۔ یعنی جب دیکھنے والے نہ رہے تو پھر جلوہ نہیں رہتا۔ اس لیے جب تک وہ شخص دیکھنے والے طالب کی اور تسلیم والے کی آنکھ نہ بن جائے تب تک وہ جلوہ بے حجاب نہیں ہوتا۔ اس دنیا میں بھی آپ نے دیکھا ہو گا۔ کہتا ہے کہ آج آپ کیا کر رہے ہو، خوبصورت بنتے جا رہے ہو۔ کہتا ہے کہ آج انہوں نے آنا ہے، اُدھر سے چٹھی آئی ہے۔ اس دن جلوہ ہوتا ہے۔ آنے کے بغیر جلوہ نہیں ہو گا۔ تو حسنِ مجازی بھی جلوہ آرا نہیں ہوتا جب تک کہ محبّ نہ ہو۔ وہ تو پھر حسنِ حقیقی ہے۔ محبّ کون ہے؟ وارفتہ تسلیم کرنے والا، بے شرط تسلیم کرنے والا۔ اس کے لیے تو جلوہ ہے۔ یہ جلوے کا ایک شعبہ ہے، جلوہ کوئی خیال نہیں ہے اور یہ بڑا خوبصورت شعبہ ہے۔

سوال:

پھر تو فنا کا تصور ختم ہو گیا۔

جواب:

یہاں فنا کوئی نہیں ہوتی بلکہ یہاں صرف محبوب اور محبّ ہوتا ہے، یہاں چاہنے والا اور چاہے جانے والا ہوتا ہے۔ یہ الگ کھیل ہے۔ یہ بندے اور آقا کا بھی کھیل نہیں ہے۔

سرمد سگِ تو بندہِ تو عاشق تو

کبھی سگ بنالیا، کبھی طالب بنالیا اور پھر قریب کر کے مجذوب بنالیا۔ کبھی وہ چھپ گیا تو ہم نے ڈھونڈ نکالا اور اب ہم چھپتے ہیں تو تُو ڈھونڈ۔ تو وہ راضی بھی رکھتا ہے اور راضی بھی رہتا ہے۔ جس طرح تم کہتے ہو کہ یا اللہ تو راضی ہو جا تو کبھی کبھی اللہ بھی کہتا ہے کہ اے میرے بندے تو راضی ہو جا۔ جو اس بات کو نہیں مانتے وہ مولوی لوگ ہیں، وہ اس محفل سے باہر چلے جائیں۔ تو مولوی یہ نہیں مانتا۔ اللہ ہی بندے کو راضی کرتا ہے، تم بھی اس کو راضی کرتے ہو۔ مثلاً ''تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کرتا ہوں''۔ ذکر یہ ہے کہ یا اللہ تو راضی ہو جا، تو وہ کیا کہے گا؟ تو بھی راضی ہو جا۔ رضی اللّٰہ عنہ ورضوا عنہ وہ اللہ پر راضی ہو گئے اور اللہ ان پر راضی ہو گیا۔ اگر اللہ کہتا ہے کہ ہم راضی ہیں اور بندہ کہتا ہے کہ ہم ناراض ہیں تو پھر؟ اللہ کہتا ہے کہ بتاؤ تم کیوں ناراض ہو تو یہ کہتا ہے کہ مدت ہو گئی ہے، آپ کا ہمارے ہاں آنا جانا نہیں ہے۔ اللہ نے کہا کہ اچھا ہم آئیں گے۔ پھر وہ آ گیا۔ تو یہ بات بھی ہوتی ہے۔ اگر یہ اللہ ہے تو وہ اللہ کون ہے جس کا تم سوچتے جا رہے ہو۔ کیا وہ اور اللہ ہے؟ یہ ایک ہی اللہ ہے۔ دونوں کون ہیں؟ ایک ہی اللہ ہے کیوں دو نہیں ہو سکتے۔ وہ ایسا اللہ ہے جس کا قریب کے ساتھ بھی وہی تعلق ہے جو بعید کے ساتھ ہے، اس کے لیے بعید اور قریب کوئی نہیں ہے، اس کے لیے

ایک ہی ہے اور یہ اللہ ہی کر سکتا ہے۔ اگر کوئی انسان تخلیق کار ہو، رائٹر ہو، پینٹر ہو، آرٹسٹ ہو تو وہ یہ بات تھوڑی جان سکتا ہے کہ ایک ایسا وقت آ سکتا ہے کہ نقش بنانے والا کسی وقت اپنے نقش کے ساتھ محبت میں گرفتار ہو جائے۔ تو کیا ایسا وقت آ سکتا ہے کہ وہ خود ساختہ کے ساتھ بے ساختہ ہو جائے؟ اگر ایسا وقت آ سکتا ہے تو یہ اللہ کی محبت کا درجہ ہے۔

اب دعا کرو ______ اللہ سب پر رحم کرے اور کرم کرے۔

امین برحمتک یا ارحم الرحمین۔
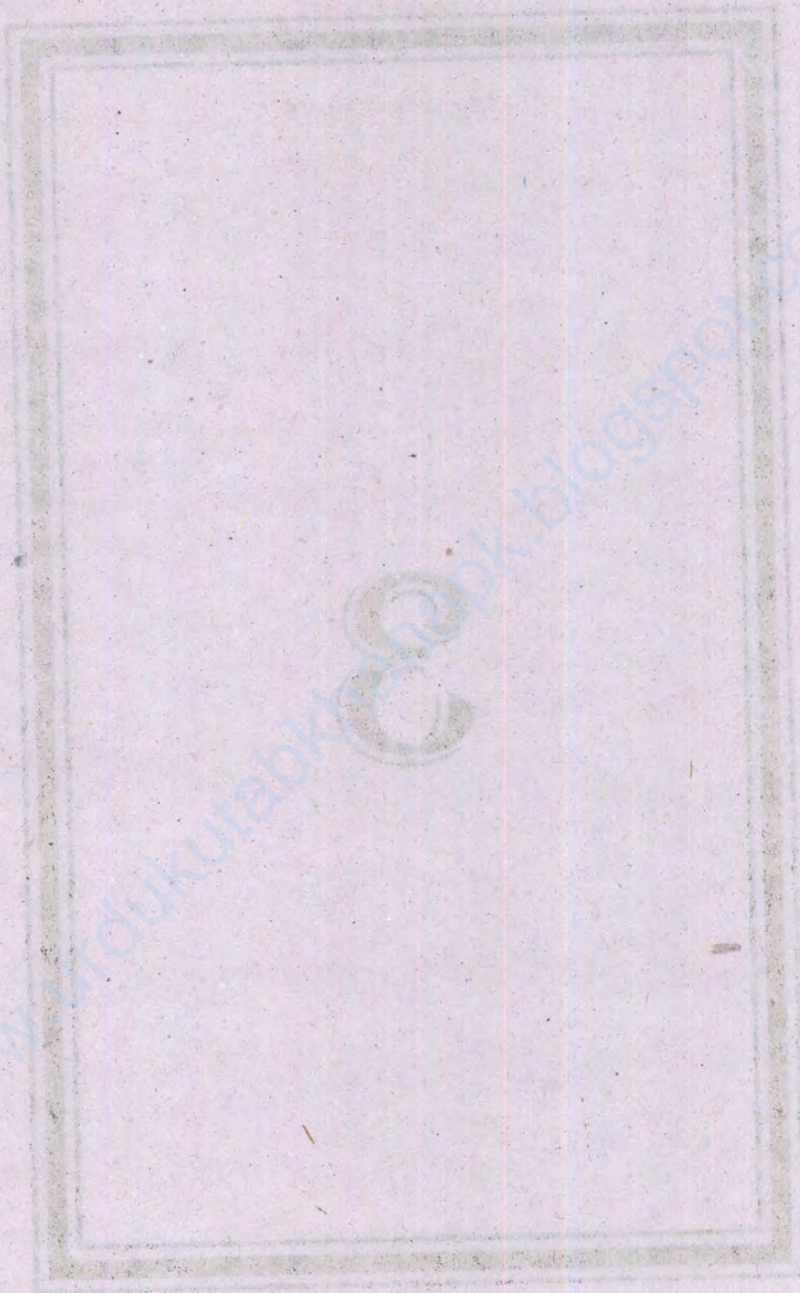
1 میرا ایک ذاتی پرابلم ہے کہ جب کسی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اور ابھی وہ کام پورا نہیں ہوتا تو یہ سوچنا شروع کر دیتا ہوں کہ غلط کر رہا ہوں۔ ایسا کیوں ہے اور اس کا کیا علاج ہے؟

2 جو کام ہم خود کرتے ہیں وہ جب ہو جائے تو ہم اسے مقدر کہتے ہیں۔ اس بات میں ذرا کنفیوژن ہے

3 بعض اوقات ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان خود جو عمل کرتا ہے اس کو بھی تقدیر کہتے ہیں یعنی انسان اپنے عمل کو بھی تقدیر کہتا ہے۔

4 آپ نے ابھی بتایا ہے کہ محنت نہ کی جائے اور سب کچھ اللہ کے حوالے سے کیا جائے۔ تو اس صورت میں سماج ڈسٹرب کرتا رہتا ہے کہ یہ کیا بندہ ہے؟

5 آپ جو ارشاد فرماتے ہیں ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس پر عمل بھی ہو۔ کیا ہم تبلیغ کیا کریں کیونکہ یہ بھی اُمت کی ذمہ داری ہے؟

6 رمضان شریف میں اگر کسی وقت آپ سے ملاقات کرنی ہو تو؟

سوال:

میرا ایک ذاتی پرابلم ہے کہ جب کسی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اور ابھی وہ کام پورا نہیں ہوتا تو یہ سوچنا شروع کر دیتا ہوں کہ غلط کر رہا ہوں۔ ایسا کیوں ہے اور اس کا کیا علاج ہے؟

جواب:

تو یہ دو سوال بن گئے۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم کوئی کام شروع کرتے ہیں اور ہم درمیان میں کچھ اور سوچنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ کیا تھا اور کیوں شروع کیا تھا۔ کبھی یہ سوچتے ہیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے اور اس کا حل کیا ہے۔ تو نمبر ایک یہ کہ ایسا کیوں ہوتا ہے اور نمبر دو یہ کہ اس کا کیا حل ہے کہ کام شروع کرنے کے بعد ہم کسی اور کام میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ کوئی ذاتی سوال تو نہیں ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ یہ سب کا سوال ہے۔ پہلے آپ انسانی فطرت کو پہچانیں۔ انسان کا عمل جو ہے اس میں بہت سارے محرکات کو اگر آپ سمیٹیں تو اس میں تین Activities ہیں، تین تحریکیں ہیں۔ ایک تو

آپ کا اپنا مزاج ہے، آپ اپنے آپ کو متحرک رکھتے ہیں کہ کچھ کریں، میں کچھ کر رہا ہوں، کرنے والا ہوں، کرتا رہا تھا، کر چکا ہوں گا ____ تو یہ ہے ''میں'' اور ''میرا عمل''۔ یعنی میں نے یہ کرلیا ہے، اب میں وہ کروں گا۔ تو ''مَیں'' سے شروع ہونے والے سارے فقرے آپ کا اپنا مزاج ہے۔ مثلاً میں کامیاب تھا یا میں کامیاب ہو گیا، ناکام ہونے کے اندیشے سے بچ گیا ____ تو یہ آپ کو کون حرکت دے رہا ہے؟ ''مَیں''۔ تو ''مَیں'' Driver ہے، ''مَیں'' ہی Driven ہے۔ تو ''مَیں'' کو Drive کون کرتا ہے؟ مَیں۔ اور Driven کون ہوتا ہے؟ میں۔ میں نے ''مَیں'' کو کہا اور ''میں'' چلا گیا،

مِرے جی میں آئی کہ گھر سے نکل
ٹہلتا، ٹہلتا ذرا باغ چل

تو یہ کس نے کہا؟ ''مَیں'' نے کہا۔ تو ''میں'' کو میں نے حکم دیا اور ''میں'' چل پڑا، پھر آکے میں نے روک دیا۔ یعنی کہ اپنے راستے میں ہی دیوار بن کے کھڑا ہو گیا اور پھر میں نے سیڑھی لگائی اور میں ہی پار ہو گیا۔ تو یہ تو ہو گئی ''مَیں'' کی کہانی۔ ''مَیں'' کی بڑی دلچسپ کہانی ہے۔ کہ میں نے بچپن سے خیال کیا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا، ایسا ہونا چاہیے، ایسا ہو گا اور چونکہ زندگی میں وہ وقت نہیں مِلا، لہٰذا وہ وقت نہیں آیا، اور اب چونکہ وہ وقت آ گیا

ہے لہٰذا وہ وقت آ گیا ہے۔ پھر میں نے رستے میں ایک اور بات سوچی تھی کہ ایسا ہونا چاہیے مگر پھر مجھے دوسرا خیال یاد آ گیا اور میرا پہلا خیال خراب ہو گیا۔ تو ''مَیں'' جو ہے یہ بدلتے منظر کا نام ہے۔ تو ''مَیں'' یعنی As a driver' اپنے آپ کو متحرک رکھنے والا ''مَیں عامل'' جو ہے وہ ''مَیں معمول'' کو بڑے ہی چر کے دیتا ہے۔ اگر آپ ہی عامل ہیں' آپ ہی معمول ہیں تو یہ آپ کا ہی عمل ہے۔ تو ''میں'' کتنے راستے بدلے گا؟ یہ بڑے رنگ بدلے گا۔ یہ خود خواہش کرے گا' خود حرکت کرنے لگ جائے گا اور خود ہی سوچنے لگ جائے گا کہ یہ کیا ہے' آخر اس کا فائدہ کیا ہے۔ ایک دفعہ دو پاگل تھے' دونوں ہسپتال میں یا پاگل خانے میں یا Lunatic Asylum میں داخل تھے۔ ایک دن دونوں نے سوچا کہ ہم بیڈمنٹن کھیلیں' گیم ہونی چاہیے۔ انہوں نے کورٹ بنائی' ریکٹ لیے اور وہ کھیلنے لگ گئے۔ جب انہوں نے نیٹ لگا لیا' ساری پیمائش ٹھیک ہو گئی تو کہتے ہیں کہ اب کھیلتے ہیں۔ ایک نے کہا کہ یہ جو ہم بیڈمنٹن کھیل رہے ہیں تو لوگ کہیں گے کہ کیا ہم پاگل ہیں' دفع کرو اس بات کو۔ وہ چھوڑ کے آ گئے۔ یہ اُن کے پاگل پن کا ثبوت تھا۔ آدھے لوگ اس لیے پاگل کہلاتے ہیں کہ وہ ڈرتے ہیں کہ یہاں پاگل نہ کہلائے جائیں۔ آپ کو بات سمجھ آئی؟ پاگل خانے میں ایک آدمی کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ یہ خطرناک پاگل ہے۔ اس کے پاس ایک آدمی گیا اور اس نے

دیکھا کہ اس میں تو خطرناک والی کوئی بات نہیں ہے' وہ بڑا ٹھیک ٹھاک بات کر رہا تھا۔ اس نے کہا یہ جو پاگل خانے والے ہیں انہوں نے مجھے خطرناک پاگل کہا ہوا ہے۔ پھر منسٹر اس کو دیکھنے کے لیے گیا کہ اس میں کیا خطرناک بات ہے۔ اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ مجھے خطرناک اس لیے کہہ رہے ہیں کہ میں Wise آدمی ہوں' دانا آدمی ہوں اور میں ان لوگوں کی حماقتوں کو بیان کرتا ہوں' وہ جو سپرنٹنڈنٹ ہے وہ یہاں کا سارا مال کھا جاتا ہے' میں آواز نکالتا ہوں تو مجھے پاگل کہہ دیتا ہے' محلے میں مَیں نے آواز نکالی تھی تو محلے والوں نے مجھے پاگل قرار دے دیا تھا______ تو اس نے ایسا علم بیان کیا کہ وہ منسٹر بڑا متاثر ہوا کہ یہ تو بڑا پڑھا لکھا بندہ لگتا ہے کیونکہ اس نے انگریزی بولی' فارسی بولی اور کچھ دوسری باتیں بھی کیں۔ کہتا ہے کہ یہ لوگ میری ایک خواہش پوری نہیں کرتے اور میری یہ خواہش ہے کہ مجھے ایک پان کھلا دو۔ اُس نے پان کھلا دیا اور اس میں تھوڑا سا تمبا کو بھی ڈال دیا۔ وہ منسٹر سے باتیں کرتا رہا۔ منسٹر سفید شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔ بات کرتے کرتے اس نے منسٹر پر تھوک دیا' پھر قہقہہ لگایا اور اس کے سارے کپڑے خراب کر دیے______ جیلر نے کہا کہ میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ یہ خطرناک ہے۔ ایک اور خطرناک پاگل کی بات بتاتا ہوں۔ میں یہ اس لیے بتا رہا ہوں کہ انسان کیوں خطرناک ہوتا ہے۔ ایک پاگل خانے

میں ڈاکٹر ایک پاگل کو چیک کرنے گیا کہ اس کو چھٹی ہونی چاہیے کہ نہیں۔ All the time وہ ٹھیک ٹھاک بیان دے رہا تھا کیونکہ اب وہ وہاں سے ریلیز ہونے والا تھا۔ ڈاکٹر نے پوچھا کہ نیند کیسی ہے' اس نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر نے پوچھا کہ کیا تمھیں یاد ہے کہ تمھارے کتنے بچے تھے؟ اس نے کہا کہ دو بچے تھے۔ تو اُسے ہر چیز یاد تھی' کمپیوٹر کی طرح۔ اُسے چیک کرتے کرتے ڈاکٹر نے گھنٹہ لگا دیا تا کہ اگر کوئی وجہ ہو تو اسے پاگل خانے میں رکھ دیا جائے یا پھر معاشرے میں چلا جائے۔ تو اُسے Ok کرنے سے پہلے جب فائنل چیک کیا تو پاگل نے اُسے زور سے تھپڑ لگا دیا ______ جب یہ دونوں لوگ بعد میں بالکل ٹھیک ہو گئے تو ان سے پوچھا گیا کہ وہ واقعہ تم نے کیوں کیا تھا۔ جس نے ڈاکٹر کو تھپڑ لگایا تھا اس نے کہا کہ He was all the time expecting something from me کہتا ہے کہ میں اُسے کہتا تھا کہ میں ٹھیک ٹھاک ہوں اور وہ میرا انٹرویو کرتا جا رہا تھا' چیک اپ کرتا جا رہا تھا' وہ چاہتا تھا کہ میں کچھ نہ کچھ کروں۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا آپ سے چاہتی ہے کہ آپ پاگلوں والی حرکت کرو اور پھر آپ پاگلوں کی طرح حرکت کرتے ہو۔ لوگ اس کو کہتے ہیں Suggestion۔ اور وہ جس نے منسٹر پر تھوکا تھا اس نے کہا کہ میں اچھی خاصی باتیں کر رہا تھا اور منسٹر سوچ رہا تھا کہ یہ خطرناک ہے تو مجھے خطرناک بات کرنی پڑ گئی تھی اور میں نے فیصلہ کیا کہ اس

بات پر عمل کروں ______ تو لوگ جو ہوتے ہیں وہ انسانوں کو پاگل بناتے ہیں۔ مثلاً آپ سے ملیں گے تو کہیں گے کہ حافظ صاحب آپ تو پریشان لگ رہے ہیں، وہ تو اچھا بھلا حافظ صاحب ہے، رمضان شریف آرہا ہے، آج کل ہر حافظ خوش ہوتا ہے کہ روزے آنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے جلوے اور مہربانیاں ہیں، رونق ہے۔ اور لوگ اُسے کہہ رہے ہیں کہ آپ تو ذرا پریشان سے لگ رہے ہیں، طبیعت ناساز لگتی ہے۔ دوسرا بندہ اس کے پاس جائے گا اور کہے گا کہ آپ گھر سے باہر نہ نکلا کرو، آپ کی وہ عمر نہیں رہ گئی۔ سارے بندے اس آدمی کو کچھ نہ کچھ ایسی باتیں بتائیں گے کہ وہ آدمی لوگوں کے رحم و کرم پہ ہوتا ہوا اپنا نام بھی بھول جائے گا۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ تو ''مَیں'' کو ''تُو'' خراب کرتا ہے ''میں'' کو ''وہ'' خراب کرتا ہے۔ اگر تمھاری زندگی ہو اور لوگوں کا فارمولا ہو تو یہاں سے بندہ خراب ہوتا ہے۔ یعنی زندگی آپ کی ہے تو آپ اس کا فارمولا کیوں استعمال کرتے ہیں۔ کیا آپ ڈاکٹر ہیں؟ اگر آپ ڈاکٹر ہیں تو لوگوں سے کیوں پوچھتے ہیں۔ ہر آدمی دوسروں کی زندگی کے فارمولے تجویز کرتا رہتا ہے اور دوسرا فارمولا قبول نہیں کر پاتا، اس طرح وہ دوسرا پریشان ہو جاتا ہے اور پاگل ہو جاتا ہے۔ تو لوگوں نے ہی لوگوں کو پاگل کیا۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ وہ بات یاد رکھنا جو میں بتا رہا تھا کہ زندگی میں آپ کو حرکت دینے والی تین چیزیں ہیں اور ابھی میں نے ایک

چیز کا بتایا ہے۔ دوسری دو چیزیں بعد میں بتاتا ہوں۔ اب یہ جو ''میں'' ہے' زندگی میں آپ کا عمل ہے کہ انسان ایک عمل کرتا ہے اور پھر اس عمل کے دوران اُسے خیال آتا ہے کہ مجھے کچھ اور عمل کرنا چاہیے تھا اور یہ عمل تو مجھ سے غلط ہو گیا' اس طرح ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا' تو سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے اور ایسا ہونے کا کیا علاج ہے؟ یہی بات ہے ناں _____ ہم نے کہا کہ انسان کو حرکت دینے کے لیے تین چیزیں ہیں۔ ایک تو اس کا اپنا آپ اس کو حرکت دیتا ہے۔ مثلاً ''میں'' نے تجویز کیا کہ مکان بناؤں اور ''میں'' نے اس کا نقشہ بدل دیا۔ ''میں'' نے نقشہ بدلنے کے بعد خیال کیا کہ یہ نقشہ بدلنا غلط تھا اور وہ پرانا نقشہ ٹھیک تھا۔ پھر ''مَیں'' نے سوچا کہ کہیں میں پاگل تو نہیں ہوں کہ نقشے بدلتا رہتا ہوں' تو پرانا نقشہ ہی چلنے دو۔ پھر سوچا کہ اس مکان کو نیا کر لینا چاہیے' اس کو بیس سال پہلے بنایا تھا' اب تو مکان کو بدلنا چاہیے۔ کہتا ہے کہ میرے مکان کا لیول سڑک سے نیچے ہو گیا ہے' اب فرش اونچے کر دو۔ پھر چھت نیچی ہو گئی۔ پھر مکان گرا دیا۔ تو ''مَیں'' نے مَیں کو بڑے بڑے چر کے دیے۔ ہر آدمی ساری زندگی' چاہے وہ زندگی پچاس سال کی ہو یا اسی سال کی ہو' چلو سو سال کی ہو' یہ ساری زندگی ہر آدمی ایک نام کے ماتحت گزارتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پوری زندگی اور صرف ایک نام' ساری زندگی اور صرف ایک باپ' ساری زندگی اور صرف ایک ماں'

زندگی تو اتنی وسیع ہے لیکن صرف ایک دوست آپ کو پورا جلوہ دکھا سکتا ہے' وہ ہنسا بھی سکتا ہے اور رُلا بھی سکتا ہے۔ ایک محبوب آپ کی زندگی تباہ بھی کر سکتا ہے اور آپ کی زندگی آباد بھی کر سکتا ہے۔ ایک دشمن ہو تو ساری زندگی کا گزارہ ہو سکتا ہے' چین سے نہیں بیٹھنے دے گا۔ اندازہ لگا لو کہ آپ لوگ کتنی وسیع کائنات میں رہتے ہو' چاند' ستارے' زمین' آسمان' سورج' دریا' نہریں' سارا کچھ آپ کا ہے۔ مگر ایک دوکان میں آپ کی زندگی بسر ہو جائے گی' دوکان یا دفتر میں۔ ایک دفتر کی ایک سیٹ میں آپ نے ساری عمر گزار دینی ہے۔ اور کہتے یہ ہیں کہ میں تو وسیع کائنات میں گیا تھا۔ ایک گھر میں رہتے رہتے آپ عمر گزار دیں گے۔ کچھ ایسے لوگ ہیں جو ایک شہر میں زندگی بسر کر دیتے ہیں اور انہوں نے دوسرے شہر نہیں دیکھے۔ اگر ٹوٹل انسانوں کو دیکھو تو انہوں نے گنتی کے شہر دیکھے ہوں گے۔ اور آپ نے جو اپنا شہر دیکھا ہوا ہے یہ بھی صرف سڑکیں دیکھی ہوئی ہیں۔ حالانکہ سڑکوں کے اندر شہر ہے۔ تو انسان ایک ہی جگہ پر گزارا کرتا ہے۔ ایک دفتر میں' ایک شہر میں' ایک نام پر' ایک دوست کافی ہے' ایک محبوب کافی ہے' ایک دشمن کافی ہے ______ تو انسان کی کل کائنات یہ ہے کہ وہ Ultimately ایک ہی قبر کے اندر گزارہ کر لیتا ہے ______ اندازہ لگا لو ______ تو جو انسان ایک راستے پر مقرر اور مقید کر دیا گیا ہے وہ انسان زیادہ سے زیادہ خواہشات رکھتا ہے۔ تو وہ فیل تو

ہوگا۔ مقصد یہ ہے کہ ساری زندگی' اس نے ایک چہرے میں عمر گزار دینی ہے اور وہ بھی تحلیل ہو جائے گا اور خواہشات وہ بہت ساری رکھتا ہے۔ تو نتیجہ یہ ہے کہ جو دو دوستوں کی خواہش رکھے گا وہ ڈسٹرب ہو جائے گا' جو دو محبوبوں کی خواہش کرے گا وہ پاگل ہو جائے گا۔ ایک محبوب آدھا فراق ہوگا اور آدھا وصال ہوگا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں جو بے وفا آدمی ہے وہ بھی اتنا ٹائم لیتا ہے جتنا آپ نے باوفا کو دیا تھا۔ کیا بات سمجھے؟ یعنی کہ جھوٹا آدمی بھی آپ کی زندگی میں اتنا وقت لے جاتا ہے جتنا سچے آدمی کے لیے آپ نے وقف کیا ہوا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ جھوٹا تھا۔ کون؟ جس نے آپ کی زندگی کے اتنے سال آپ کے ساتھ گزارے تھے۔ تو جھوٹے آدمی نے اتنا وقت لے لیا جتنا سچے نے لے لیا۔ دشمن بھی آپ کا اتنا وقت لے گیا جتنا آپ نے دوست کو دیا تھا۔ گویا کہ ناپسندیدہ اشیاء اور آدمی جو ہیں وہ بھی آپ کو اتنا مصروف رکھ لیتے ہیں جتنا کہ پسندیدہ آدمی۔ نتیجہ یہ ہے کہ آپ ایک خواہش پر نہیں چل سکتے' ایک عمل پر نہیں چل سکتے۔ آپ پسندیدہ عمل کر رہے ہیں اور ناپسندیدہ انسان ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ اُس نے ایک دوسرا وسوسہ ڈالنا ہے اور اُسی کا نام ہے ناپسندیدہ۔ آپ کے اوپر تحریک جو ہے یہ اللہ تعالیٰ نے مسلط کی ہے۔ کہاں سے آئی ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ کہ کائنات جو ہے یہ بلیک اینڈ وائٹ ہے۔ یعنی یہ جو کائنات آپ کے سامنے

ہے یہ بلیک اینڈ وائٹ ہے' ڈے اینڈ نائٹ ہے' اس میں دن بھی ہے اور رات بھی ہے' زندگی بھی ہے اور موت بھی ہے' ہونا بھی ہے اور نہ ہونا بھی ہے' ایمان بھی ہے اور بے ایمانی بھی ہے' کافر بھی ہے' مومن بھی ہے۔ تو آپ اللہ کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ ضرور پڑھو گے۔ تو ایک ابلیس بھی ہے اور ایک رحمٰن بھی ہے۔ تو یہ واقعہ جو ہے اب اس کے اندر انسان نے رہنا ہے۔ کبھی ہچکولہ اِدھر کھائے گا اور کبھی ہچکولہ اُدھر کھائے گا۔ اللہ کے کلام سے پہلے اعوذ باللہ پڑھ لینا چاہیے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ کلام تو اللہ کا پڑھنا ہے تو اعوذ باللہ کیوں پڑھنا چاہیے۔ تو اُسے کہو کہ یہ حکم ہے' دھیان کرو' یہ ضروری بات ہے' یہ پڑھنا چاہیے' اللہ کا کلام پڑھنا ہے اس لیے اس سے پہلے یہ پڑھ لینا چاہیے' اس سے بچنا چاہیے کیونکہ ابلیس نے اللہ کے کلام کے دوران وسوسہ ڈالنا ہے۔ لہٰذا شیطان سے وہ آدمی بچے جو رحمٰن کا سفر کر رہا ہے۔ یہ راز ہے۔ کہ رحمٰن کے سفر کے دوران شیطان سے خطرہ ہے۔ شیطان کے سفر میں تو کوئی خطرہ نہیں ہے' وہ تو آپ کا نام بن جاتا ہے اور وہ تو ساتھ چل رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا زندگی میں دوسرا سفر کس نے دیا ہے؟ وہ اللہ نے دیا ہے۔ آپ اپنی خواہش کے مطابق تو چل رہے ہیں۔ مثلاً آپ شیخوپورہ جا رہے ہیں تو مقدر کی جو چیز آپ نے لینی ہے وہ وہاں نہیں ہے' اس کا مقدر کہیں اور ہے۔ مثلاً شادی کا جو معاملہ ہے تو شادی کہیں طے ہونے لگی تھی

اور ہوئی کہیں اور پر۔ گویا کہ خواہش کا سفر ایک ایسی جگہ جارہا تھا جہاں شادی نہیں ہونی تھی اور مقدر کا سفر راستے میں آ گیا اور وہاں شادی ہوگئی۔ تو یہ جو اللہ کی طرف سے ہے یہ ہے مقدر۔ خواہشات کے سفر میں کبھی کبھی مقدر کا سفر آ جاتا ہے۔ وہ جو مقدر کا سفر ہے وہ پھر آپ کو پریشان کرتا ہے کہ میں نے چاہا تھا کچھ اور نکلی کچھ اور بات۔ تو یہ کیا بات ہے؟ یہ تیری Destiny ہے' یہ تیرا مقدر ہے۔ کہتا ہے آپ کہاں جارہے تھے؟ کہتا ہے میں وہاں جارہا تھا۔ پھر؟ کہتا ہے وہاں مجھے ٹکٹ ہی نہیں ملا۔ پھر پتہ چلا کہ وہ جہاز کریش ہوگیا۔ اور وہ یہاں رہ گیا۔ اس طرح وہ بچ گیا۔ یہ ہے مقدر۔ درمیان میں مقدر آپ کو بچاتا جارہا ہے۔ اور آپ کو پورا کرتا جارہا ہے' زندگی ختم بھی کرتا جارہا ہے۔ اگر یہ آپ ہی کی خواہشات کا نام ہوتا تو اصلاح ہوسکتی تھی۔ لیکن اصلاح کیوں نہیں ہوتی' اس کا آپ کو پتہ ہے؟ اصلاح اس لیے نہیں ہوتی کہ مقدر کی بات آپ کو سمجھ نہیں آتی۔ مقدر ہر بار آپ کے راستے میں دیوار کی طرح آجاتا ہے۔ یہ اس طرح ہے جیسے بچے کھیل کھیلتے ہیں کہ کبھی سانپ آ گیا اور کبھی سیڑھی آ گئی۔ کبھی آپ کو مقدر نے اچانک دور تک پہنچا دیا اور کبھی مقدر نے آپ کو وہاں پہنچا دیا جہاں آپ جارہے تھے۔ تو آپ کے ساتھ یہ ایک واقعہ چلتا رہتا ہے۔ اس کو آپ اتفاق کہتے ہیں' چانس کہتے ہیں۔ یہ اتفاق نہیں ہے بلکہ یہ مقدر ہے۔ تو آپ کی زندگی کی حرکات میں

کون سا دوسرا Element ہے؟ مقدر______ ہم اس کو اللہ اس لیے نہیں کہتے کہ اللہ عبادت کے لیے ہے۔ تو اسے مقدر کہو۔ گویا کہ دوسری حرکت دینے والا کون ہے؟ مقدر۔ کہتا ہے کہ کرموں کی بات دیکھو کہ میں تو چلا تھا بدنصیبی کی طرف اور راستے میں نصیب کی منزل آ گئی۔ تو بعض اوقات ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ ایک بُرے آدمی کو بُری سمت میں جاتے ہوئے راستے میں ایک اچھا آدمی مل گیا اور وہ آدمی اچھا ہو گیا' یعنی وہ برا آدمی بھی اچھا ہو گیا۔ ایسا ہوتا ہے کہ بہت ساری بُری جگہوں پر اچھے آدمی مل جاتے ہیں۔ اور وہ بُرے لوگوں کو بھی اچھا کر دیتے ہیں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بہت ساری تبلیغ جو ہے یہ بُری جگہ پر ہوئی ہے۔ یعنی جو جگہ بظاہر تبلیغ کے قابل نہیں تھی وہاں اس قسم کے لوگ گئے اور بُرے لوگوں کو اچھی بات بتانے کے لیے اچھا آدمی مقرر تھا اور اس نے ویسا کام کر دیا اور وہ برا آدمی ٹھیک ہو گیا۔ تو وہاں پر بھی ویسے آدمی کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ جگہ جہاں عام آدمی کو نہیں جانا چاہیے وہاں غلط آدمی چلا گیا تو غلط آدمی کو ٹھیک کرنے کے لیے ایک آدمی موجود ہوتا ہے' وہ کہتا ہے کہ یہاں سے مُڑ جا' بچ جا۔ اور وہ انسان اس موڑ سے بچ جاتا ہے۔ مقدر آپ کو بچا دیتا ہے۔ تو حرکت دینے والی کون سی چیز ہے؟ کبھی آپ کا ارادہ اور کبھی فطرت کا ارادہ۔ اور پھر سارا سماج ہے۔ اب آپ اُسے مقدر کہو کہ ذاتی مرضی کہو' جہاں سڑک بنی ہے وہیں گاڑی چلے گی۔ اللہ اللہ خیر

سلا۔ سماج ایک سڑک بنا کے چلا گیا۔ یہی آپ کی زندگی میں تضاد بن گیا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ انسان بنانے والا ہے وہ صرف ایک سماج کو دیکھ رہے ہیں کہ یہ سماج ہے' انہوں نے دیکھا نہیں ہے کہ کبھی کبھی کہیں سے شارٹ کٹ نکل آتا ہے۔ کچھ لوگ خدا کو نہیں مانتے اور طاقت کا سرچشمہ کس کو کہتے ہیں؟ عوام کو۔ مرنے والا طاقت کا سرچشمہ کہاں ہو سکتا ہے۔ عوام تو ضرورت کی ماری ہوئی ہے' عوام تو خواہشات کی ماری ہوئی ہے' رات کو پسماندہ حالات میں سوتا ہے اور صبح جاگتا ہے تو یہ پھر ترقی یافتہ بن جاتا ہے اور دن کے دوران یہ ترقی پذیر رہتا ہے اور شام کو پسماندہ ہو کے سو جاتا ہے یہ بیچارہ۔ عوام تو گھسا پٹا انسان ہے۔ تو عوام کو طاقت کا سرچشمہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ سپر طاقت تو اللہ کے پاس ہے۔ آپ کی زندگی کو بعض اوقات حرکت دینے والا' سماج ہے۔ اگر ایک دوکان پر ایک ایسی چیز دیکھو جو آپ نے آج تک استعمال نہیں کی تو آپ کہیں گے کہ اس نے دوکان میں عجیب وغریب چیز رکھی ہے' آپ جا کے دیکھتے ہیں کہ یہ عجیب سی چیز ہے' یہ تو کوئی اور ہی چیز ہے۔ دوسرے دن وہاں سے گزرے تو پھر کوئی اور چیز تھی' وہ بھی عجیب سی چیز تھی۔ آپ پوچھو کہ یہ کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ تمہیں نہیں پتہ کہ یہ کیا ہے' یہ تو گھروں میں لگانے والی چیز ہے۔ کہتا ہے کہ وہ کیا ہوتی ہے؟ کہتا ہے کہ یہ ڈیکوریشن ہوتی ہے۔ کہتا ہے کہ گھر میں تو آئینہ لگاتے ہیں۔ لیکن یہ تو

کوئی اور ہی چیز ہے۔اور پھر وہ چیز آہستہ آہستہ پورے سماج کی ضرورت بن جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سماج نے ایک چیز ایجاد کر کے آپ لوگوں کی ناجائز ضرورتوں میں ایک اور چیز ضرورت کے طور پر شامل کر دی۔ کہتا ہے کہ یہ تو بہت ضروری بات ہے۔ حالانکہ آپ اس چیز سے پہلے اتنے ہی کشادہ اور اتنے ہی خوش باش تھے۔آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ کل تک سر پر لگانے کے لیے لوگ سرسوں کا تیل استعمال کرتے تھے اور اب شیمپو لگاتے ہیں۔اب یہ سماج کی ضرورت ہو گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس سے بال گھنے اور لمبے ہو جائیں گے۔مگر پھر وہ سفید کے سفید رہ جاتے ہیں اور پھر تمہارے بال گرنا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر تم گنجے کے گنجے رہ جاؤ گے۔تو ضرورت اور طرح کی آ گئی، پھر دوسری ضرورت آ گئی۔ پھر ماڈرن ورلڈ کے اندر میوزک کی ضرورت کچھ اور آ گئی۔ بڑا شور مچ گیا۔مدعا یہ ہے کہ آہستہ آہستہ سماج آپ کی زندگی کے اندر ایک ایسی حرکت دیتا ہے کہ وہ آپ کی ضرورت بن کے رہ جاتا ہے۔ پھر تینوں Activities غلط ملط ہو جاتی ہیں۔اور آپ کبھی رُک جاتے ہیں کبھی چل پڑتے ہیں۔کبھی آپ کی خواہش ہوتی ہے کہ دوست کو چٹھی ڈالنے جا رہا ہوں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ جو یہاں موجود ہے یہ دوست نہیں ہے۔ یہ ہے مقدر، نصیب اور پھر درمیان میں نصیب کی کوئی اور کہانی نکل آئی کہ آپ کا چاہنا کچھ اور چاہنا نکل آیا۔آدھی کامیابیاں اتفاق

سے ایک شعبے میں ناکام ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ آدھے انسانوں کو' آدھے لوگوں کو جو کامیابی ملتی ہے وہ کسی اور شعبے میں ناکامی کی وجہ سے ملتی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ کامیاب اس لیے ہوا ہے کہ وہ کاروبار کرنے لگا تھا اور پھر کاروبار میں ناکام ہو گیا' اب اللہ نے اس کو یہاں کامیاب کیا ہے۔ کیونکہ اس نے یہاں کامیاب ہونا تھا۔ جس کو شہر میں ناکامی مل گئی اس کو پردیس میں جا کے کامیابی مل گئی۔ اور جس کا پردیس جانا بند ہو گیا اس کو شہر میں کامیابی مل گئی' جسے وہ دوست نہ ملا اُس کو اس شخص کے ساتھ کاروبار کرنے میں کامیابی مل گئی۔ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی کر دی کہ کاروبار کامیاب نہیں ہوا۔ پھر زندگی میں بے شمار کامیاب لوگ ہیں جو مَیتھ والے ہیں۔ بڑے بڑے رائٹر اور افلاطون قسم کے لوگ' ہزار بار ناکام ہوئے۔ نہرو کو آپ جانتے ہوں گے' ہندو قوم کے لیے گریٹ آدمی تھا اور ہمارا گریٹ مخالف تھا۔ جب وہ آئی سی ایس کر رہا تھا تو کامیاب نہیں ہوا۔ آئی سی ایس کیا ہوتی ہے؟ انڈین سول سروس۔ وہ اس کا پاس نہیں ہوا تھا۔ ورنہ تو وہ صرف ڈپٹی کمشنر ہوتا۔ تو وہ ڈپٹی کمشنر نہیں ہوا لیکن پرائم منسٹر بن گیا۔ تو ایک جگہ پر ناکامی ہو گئی۔ چرچل نے لکھا ہے کہ ایک امتحان میں اس کی کمپارٹمنٹ آ گئی تھی' ایک پیپر میں فیل ہو گیا تھا' شاید حساب میں ناکام ہو گیا۔ کبھی آپ نے چرچل کو پڑھا؟ تو وہ حساب میں فیل ہو جاتا تھا۔ بڑے بڑے لوگ جو ہیں بڑے

بڑے کاموں میں فیل ہو گئے مگر کئی اور بڑے بڑے کاموں میں کامیاب ہو گئے۔ تو بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ اچانک کوئی ایسا ٹرِک ہو جاتا ہے کہ وہ کچھ اور ہی سوچ رہے ہوتے ہیں مگر واقعہ کچھ اور ہو جاتا ہے۔ اس لیے آپ دنیا کے جتنے بھی بڑے واقعات دیکھ لیں درمیان میں کوئی نہ کوئی اور واقعہ نکل آئے گا' اور وہ کچھ اور بن جائے گا۔ سکندرِ اعظم آدھی دنیا فتح کر گیا اور آپ دیکھو کہ یہ کیا کامیابی ہے ______ اس کا جو گرو تھا اس نے کہا کہ یہ اپنا مُردہ پردیس میں دفن کرنے جا رہا ہے' یہاں کی زمین نے اس کے مُردے کو قبول نہیں کیا۔ اور لوگ کیا کہتے ہیں؟ کہ وہ فتوحات کر رہا تھا' زندہ باد ہے' گھوڑے پر سواری کر رہا ہے' ورلڈ کو Conquer کرنے والا ہے۔ اور جاننے والا کیا کہتا ہے؟ یہ اپنا مُردہ دفن کرنے کے لیے پردیس کے اندر جا رہا ہے۔ کبھی فتوحات بھی ایسے ہوتی ہیں کیا' فتوحات تو قلوب کی ہوتی ہیں۔ تو یہ کوئی فتوحات نہیں ہیں۔ کامیابی جو ہے یہ بڑی ناکامی نکل آتی ہے اور کبھی کبھی ناکامی جو ہے یہ بڑی کامیابی نکل آتی ہے۔ آپ غور کرو تو بے شمار Successful Failure ہوتی ہے اور بے شمار فیل ہونے والی Success ہوتی ہے۔ بے شمار لوگ کامیاب ہو گئے' مثلاً سیاست کا پچھلا دَور کسی کے لیے کامیاب ہو گیا' جن لوگوں کے لیے کامیاب ہو گیا تھا ان کے لیے بھی کیا کامیاب ہوا' اس سے پہلے کیا تھا۔ قائداعظمؒ کو چھوڑ کے باقی جتنے بھی ہیڈ

آف دی سٹیٹ ہیں وہ آسانی سے تو کوئی نہیں مرا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ سکندر مرزا کو دیکھ لو

مارا دیارِ غیر میں مجھ کو وطن سے دُور
رکھ لی میرے خدا نے میری بے کسی کی شرم

تو وہ یہاں تو نہیں مرا بلکہ کہیں اور جا کے مرا۔ اس کے بعد لیاقت علی خان کے ساتھ بھی کوئی اچھا واقعہ نہ ہوا۔ پھر ایوب خان کا زمانہ آ گیا' کامیابی کا زمانہ ہو گا مگر ان کا آخری زمانہ اچھا نہیں گزرا' ان پر کوئی افتاد پڑ گئی' جوان کو ڈیڈی کہنے والے لوگ تھے وہ ان کے دشمن ہو گئے۔ پھر بھٹو صاحب کے ساتھ بھی اچھا واقعہ نہ ہوا۔ ضیاء صاحب کے ساتھ بھی تلخ واقعہ ہو گیا۔ صحیح واقعات تو کہیں نہیں ہوئے۔ کیا وہ کامیابی کی زندگی تھی جب وہ حکومتیں کر رہے تھے یا ان کا یہ انجام تھا؟ اگر آپ کو یہ کہا جائے کہ تجھے پھانسی لگنی ہے' بادشاہ بن جاؤ تو تم کیا کرو گے؟ آپ کہو گے مہربانی کرو' ہمیں غریبی اچھی ہے۔ آپ میں سے کتنے آدمی ہوں گے جو یہ کہیں کہ مجھے پرائم منسٹر بنا دو' یہ مجھے قبول ہے' پھانسی ہے تو پھانسی ہی سہی۔ میرا خیال ہے کہ بہت کم لوگ ایسے ہوں گے۔ گاندھی کو دیکھ لو' اندرا گاندھی کو دیکھ لو۔ گاندھی اتنا بڑا بادشاہ تھا اور اس کے ساتھ کیا حشر ہو گیا' کیا انجام ہو گیا۔ یہ کامیابیاں ہیں کہ یہ ناکامیاں ہیں؟ یہ کیا ہے؟ یہ آپ کی سمجھ سے باہر ہے۔ تو یہ Greatness کا

سفر کدھر کدھر سے جاتا ہے' کامیابی کہاں کہاں سے ناکام ہوتی رہتی ہے' کیا آپ بات کو سمجھتے ہیں؟ آپ یہ دیکھو کہ مشکل کشاؑ کا نام آپ کو پتہ ہے' وہ ہیں مشکل کشا اور یقیناً ہیں' اب بھی ہیں' یہ ''تھے'' کی بات نہیں بلکہ اب بھی ''ہیں''۔ لیکن ان کے اپنے وجود کے اوپر مشکل ہے۔ آپ بات سمجھو۔ دنیا کو کھلانے والے آپ فاقے میں ہیں۔ نانِ جویں تو آپؑ سے منسوب ہے ناں اور زورِ حیدرؑ ہے کہ وہ بہادر ہیں اور کھاتے نانِ جویں ہیں یعنی جَو کی روٹی۔ آپ لوگ تو ڈبل روٹی کھانے والے ہیں' نفیس روٹی کھانے والے ہیں' لیکن بے چارے کمزور لوگ ہیں۔ مشکل کشائی کیا ہے؟ آپ کا اپنا بیٹا' میدانِ کربلا میں ہے' باپ مشکل کشا ہے اور تلوار یعنی ذوالفقار آپؑ کے پاس ہے' ذوالفقارِ علیؑ آپ کے پاس ہے لیکن کربلا ہوگئی۔ اب بتاؤ کہ یہ قصہ کیا ہے؟ اب یہ کامیابی ہے کہ ناکامی ہے؟ اگر کامیابی ہے تو پھر یہ کیا ہے؟ اگر یہ ہے تو پھر ناکامی کیوں ہے؟ آج بھی ان پر درود وسلام پڑھتے جارہے ہو۔ پھر یہ قصہ کیا ہے؟ اس لیے انسان کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ کامیابی کیا ہے اور ناکامی کیا ہے۔ وہ چُنتا جاتا ہے' ٹرائی کرتا جاتا ہے اور چھوڑتا جاتا ہے اور وہ ہمیشہ تک یہی کچھ کرتا جائے گا۔ اس سے وہ بچ نہیں سکتا۔ کبھی اللہ کے کہنے پہ چل پڑو گے' مقدر کے کہنے پر' کبھی اپنی مرضی کے کہنے پر چل پڑو گے اور کبھی زمانے کے کہنے پر چل پڑو گے۔ زمانہ تو وہی کام کرے گا جو اس نے باپ

بیٹے کے ساتھ کیا تھا جن کے پاس ایک گدھا تھا۔ گدھا اور باپ بیٹا سب کو
انہوں نے کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو کہ پہلے تو بیٹا سوار ہے اور پھر باپ سوار
ہے، شرم نہیں کرتے۔ پھر باپ بیٹا دونوں اس پر سوار ہو گئے ______
علیٰ ہذا القیاس۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہ ہے واقعہ۔ تو گدھا بھی آپ سے چلا جائے
گا۔ تو لوگ جو ہیں آپ کو چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ مقدر بھی آپ کو چین
سے نہیں بیٹھنے دے گا۔ مقدر کا کام یہ ہے کہ آپ کو چین سے نہ بیٹھنے دے،
چاہے وہ کامیابی کا ہو یا چاہے ناکامی کا ہو کیونکہ اس نے کچھ سال کے بعد
آپ کو قبرستان پہنچانا ہے اور آپ نے جانا نہیں ہے۔ تو یہ کھیل ہے۔ وہ
آپ کو کامیابیاں دکھا کے، ناکامیاں دکھا کے، کچھ آنسو دکھا کے، کچھ
مسکراہٹیں دکھا کے لے چلے گا۔ آپ کو کہے گا کہ آج کا دن پھر ایک اور گزر
گیا، مبارک ہو۔ یعنی کہ آپ قبر کے قریب پہنچ گئے۔ اس طرح وہ کھیل کرتا
کرتا آخر میں آپ کو وہاں پہنچائے گا کہ جہاں وسیع راستے تنگ ہوتے
ہوئے ایک چھوٹا سا راستہ آ گیا۔ تو مقدر وہاں پہنچا دے گا اور کہے گا کہ اچھا
ہم چلے ہیں اور تیرا یہی انجام ہے۔ کہتا ہے کہ اب میں کیا لکھوں، ہم تو بہت
کچھ لکھتے آ رہے ہیں، یعنی اپنا نام ظلِ الٰہ، مرکزِ نگاہ، آن جہانی، سبحانی، رحمانی،
اکبر ثانی، اور پتہ نہیں کیا کیا نام لکھتا جا رہا ہے۔ کہتا ہے کہ اب کیا ہے؟ کہتا
ہے کہ اب یہ میت ہے، اس میت کا جنازہ پڑھو۔ اب وہ آدمی میت بن گیا،

نام بھی رخصت ہو گیا۔ تو آپ کو مقدر نے وہاں پہنچانا ضرور ہے‘ اس نے صحت کو بیماری تک پہنچانا ضرور ہے‘ بینائی کو اس نے نابینائی ضرور کرنا ہے۔ تو یہ کھیل جو ہے یہ مقدر کرتا رہتا ہے۔ سماج کبھی جھوٹ نہیں بولے گا اور کبھی سچ بھی نہیں بولے گا۔ سماج سے آپ سرٹیفیکیٹ لو گے تو سچ ملے گا اور نہ جھوٹ ملے گا۔ سماج بدلتی ہوئی چیز کا نام ہے۔ سماج بدلتا چلا جائے گا۔ سماج کہے گا کہ یہاں پہ یہ ہونا چاہیے اور کچھ عرصہ بعد یہی سماج کہے گا کہ یہاں یہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں پر پہلے ایک سڑک بن جائے گی اور پھر کچھ اور چیز بن جائے گی‘ تو سماج یہ کرتا رہتا ہے۔ اور سماج چلتا رہتا ہے۔ سماج کسی خاص چیز کا نام نہیں ہے‘ یہ Total انسانوں کے Impact کا نام ہے۔ جو انسان آپ دیکھ رہے ہیں ان سب کا آپ پر جو مجموعی تاثر ہے یہ سماج کہلاتا ہے۔ آپ خود ہی سماج ہو اور سماج میں ہو اور اپنے علاوہ لوگوں کو آپ سماج کہتے ہو۔ حالانکہ تم میں سے سماج ہے اور تمہارے ساتھ سماج ہے‘ تم خود ہی سماج ہو۔ آپ کہو گے کہ یہ سماج کی مجبوری ہے‘ یہ کوئی پہننے والے کپڑے ہیں‘ لوگ کیا کہیں گے‘ یا تو دعا کرو کہ لوگ اندھے ہو جائیں یا میں یہ کپڑے نہیں پہن سکتا۔ لوگ اندھے کیوں ہو جائیں؟ کہتا ہے اس لیے کہ میں یہ کپڑے نہیں پہن سکتا۔ کیوں نہیں پہن سکتا بھائی‘ ان کپڑوں میں تو کوئی نقص نہیں ہے‘ یہ پاکیزہ ہیں ______ اب صاف ہونے اور پاکیزہ ہونے میں بڑا فرق

ہے۔اس لیے ماڈرن مین' جو آج کا انسان ہے' وہ صاف ہوگا' روشن ہوگا لیکن اس کا پاکیزہ ہونا مشکل ہے۔پرانے لوگ یا مذہب کا خیال کرنے والے جو لوگ ہیں وہ پاکیزگی کا خیال کرتے تھے۔اور آج کا جو انسان ہے' سماج ہے یہ صفائی کا خیال کرتا ہے۔اس لیے سماج سے نہ کبھی آپ سچ کی توقع کرو اور نہ جھوٹ کی توقع کرو۔سماج جو ہے تلوّن مزاجی کا نام ہے۔یہ چلتا جائے گا' کبھی اِدھر جائے گا اور کبھی اُدھر جائے گا' کبھی جلوس نکالے گا اور زندہ باد کہے گا اور پھر زندہ باد کہنے والے اسی آدمی کو مردہ باد کہے گا۔تو یہ سماج ہے۔تو یہ سارے تاثرات ایک انسان کی زندگی پر حاوی ہو جاتے ہیں۔اور وہ بے چارہ انسان یہ کوشش کرتا ہے کہ میں یہ کام کرلوں اور پھر تھوڑی دیر بعد کہتا ہے کہ یہ میں کیا بے وقوفی کر رہا ہوں' یہ کوئی کام ہے کرنے والا۔پھر واپس آجاتا ہے' پھر چلنا شروع کر دیتا ہے اور پھر دوبارہ واپس آجاتا ہے۔ اُس کو بدلنے پر کون مجبور کرتا ہے؟ اس کی ذات اور خواہش۔آپ کو یہ جو لوگ بھاگے دوڑے نظر آتے ہیں یہ ضرورت کے پیچھے جا رہے ہوتے ہیں۔ کبھی ان کو سماج نے کام پہ لگا دیا اور کبھی اللہ نے لگا دیا' مقدر نے لگا دیا۔کہتا ہے کہ تجھے کون مار رہا ہے' تو کیوں نہیں چین سے بیٹھتا؟ کہتا ہے کہ مجھے مقدر کی چابکیں لگ رہی ہیں' میں مجبور ہوں اور مجھے سماج نے برباد کر دیا ہے' مجھے تو میرے اپنے آپ نے برباد کر دیا ہے' میں تو چین سے رہ نہیں سکتا۔

حالانکہ اس کی زندگی کہاں گزرے گی؟ ایک دوکان میں، ایک دفتر میں، ایک مکان میں اور ایک بیوی کے ساتھ تم انا للہ ہو جاؤ گے، ایک گھر کے اندر سارے واقعات ہوں گے۔ چھوٹی سی زندگی ہے، ایک کمرے کی کہانی ہے، ایک انسان ہے اور ایک ہی نام ہے اس کا، لمبی چوڑی خواہشات کی بات کوئی نہیں ہے۔ آدھی سے زیادہ زندگی تو خیر سے گزر ہی گئی ہے، باقی بھی گزر جائے گی۔ تو خواہشات کو خواہشات نے مارا، بندے نے بندے کو جلایا، بندے کو بندے نے روکا، بندہ کامیاب ہو گیا اور بندہ ہی ناکام ہو گیا، تو یہ کامیابی ہے کہ پھانسی لگ جانا ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ لوگوں نے لگا دیا۔ لوگ تو لگاتے رہتے ہیں، ہمیشہ ہی کرتے رہتے ہیں، آپ کیوں لگتے ہو؟ لوگوں کو الزام نہ دو، زہر تو آپ نے پیا ہے۔ چاہے آپ سقراط ہی بن جاؤ، تو لوگوں کو موردِ الزام بے شک بنا لو لیکن جب تک سقراط جو ہے وہ سقراطی عمل نہیں چھوڑتا اس کو زہر تو پینا پڑتا ہے۔ یا تو عمل چھوڑ دے۔ لوگوں نے اس کو کہا کہ یہ شہر چھوڑ دے یعنی سقراط کو کہا کہ یا تو یہ شہر چھوڑ دے یا پھر یہ بات چھوڑ دے۔ اس نے کہا کہ میں نے اسی شہر میں علم حاصل کیا ہے تو میں کیسے شہر چھوڑوں اور میں یہ علم چھوڑ دوں تو میں سقراط کیسے بنوں۔ لہٰذا مجھے زہر پلا دو۔ وہ آرام آرام سے زہر پیتا رہا جیسے چائے پیتے ہیں۔ اس کے شاگردوں نے کہا کہ استادِ مکرم جی! یہ آپ کیا کر رہے ہیں، اس سے تو بڑی تکلیف ہوتی

ہے۔ کہتا ہے کہ تکلیف تو ہوگی ان لوگوں کو جو ہیں اور میں تو وجود ہی نہیں
ہوں، مجھے کیا تکلیف ہونی ہے۔ کہتا ہے کہ میرا نام ساری زندگیوں کو اور آنے
والے زمانوں کو یاد رہے گا اور جو لوگ مجھے زہر دے رہے ہیں ان کا تو نام و
نشان ہی نہیں رہے گا کہ یہ کون لوگ تھے، میں تو علم حقیقت ہوں اور علمِ
حقیقت جو ہے وہ قائم رہے گا۔ اس لیے ناکامیاں بھی بڑی کامیاب ہوتی
ہیں اور کامیابیاں بھی بڑی ناکام ہوتی ہیں۔ میرا عمل ''میں'' نے روکا، میرا
عمل سماج نے روکا، میرا عمل مقدر نے روکا، مجھے مقدر نے کامیاب کیا، مجھے
سماج نے کامیاب کر دیا۔ سماج یہ کرتا ہے کہ ہم بیٹھے ہیں اور کل صبح جو شخص
آئے گا اور جس کے سر پہ طوطا بیٹھے گا اُسے بادشاہ بنا دو۔ تو سماج یہ کرتا ہے۔
بعض اوقات کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ شخص کیا کرنے والا ہے ہمارے ساتھ
لیکن ہم کہتے ہیں کہ زندہ باد، ہم آپ کے لیے جان قربان کر دیں گے۔ اس
طرح لوگ اس کی گاڑیوں کے ساتھ بھاگتے چلے جاتے ہیں۔ آدھے آدمی
اِس کے ساتھ بھاگ رہے ہیں اور آدھے آدمی اُس کے ساتھ بھاگ رہے
ہیں اور دونوں کا گھر جو ہے وہ برباد اور پریشان حال ہے۔ ایک دفعہ ایک
جلسہ تھا، جلسے کے بعد گھر میں کام کرنے والا ایک نوکر آیا۔ اس سے پوچھا کہ
سناؤ بھئی تم کیا کر کے آئے ہو؟ کہتا ہے ہم مشورہ دے کے آئے ہیں اور
ہاتھ کھڑا کر کے آئے ہیں، بھٹو صاحب کو بتا دیا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ

ہیں۔ تو وہ بڑا خوش تھا۔ جلسے کے ریموٹ کارنر میں ایک شخص بیٹھا تھا اور اس نے ہاتھ کھڑا کر دیا۔ لیڈر نے پوچھا کہ کیا ہمارے ساتھ جیو گے؟ کہتا ہے جیئیں گے۔ پھر پوچھا کہ کیا مرو گے؟ کہتا ہے کہ مریں گے۔ اور اس طرح سب نے ہاتھ کھڑے کر دیئے کہ اس کو اپنی مرضی بتا کے آئے ہیں۔ تو وہ شخص بڑا خوش تھا۔ تو ہر آدمی اپنے آپ کو پورا سماج سمجھتا ہے، ہر آدمی اپنے آپ کو ہیڈ سمجھتا ہے۔ اُن کے ساتھ بھی وہی لوگ ہیں جو ہاتھ ہلاتے ہیں اور اِن کے ساتھ بھی وہی لوگ ہیں جو ہاتھ ہلاتے ہیں۔ کوئی وفادار ہو تو بتائیں۔ دونوں ہاتھ ہلاتے جائیں گے۔ پہاڑ پر ایک ڈرائیور کار بیک کر رہا تھا، کلینر نے کہا کہ اُستاد جی آنے دو۔ ڈرائیور نے آنے دیا اور پہیہ پہاڑ سے نیچے اُتر گیا۔ کلینر کہتا ہے کہ اُستاد جی اب جانے دو۔ تو سارے کے سارے آپ کو Receive کرنے والے Misguide کرتے رہتے ہیں اور Ultimately تباہ کر دیتے ہیں۔ یہ ہیں انسان کے حالات۔ اس لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ آپ اس وقت کامیاب ہو جائیں گے جب سماج کو چھوڑ دیں گے اور اپنی ذات کو چھوڑ دیں گے۔ پھر کامیابی ہوگی، ابتلا ہو تب بھی کامیاب ہے، مر جانا بھی کامیاب ہے اور نہ مرنا بھی کامیاب ہے۔ اب آپ کو پتہ چل جائے گا کہ جن لوگوں نے اللہ کے حوالے سے زندگی گزاری ہے ان کے لیے کربلا بڑی کامیابی ہے، جنہوں نے اپنے لیے زندگی گزاری ہے ان کے

لیے کربلا ناکامی ہوگی۔ اگر زندگی اپنے لیے نہیں ہے اور اللہ کے لیے ہے تو زندگی کامیابی ہی کامیابی ہے' کامرانی ہی کامرانی ہے' انعام ہی انعام ہے۔ کس کے لیے؟ ہم اس کے لیے ہیں' اس نے کہا کہ اس سے گزر جاؤ تو ہم گزر گئے۔ لہٰذا بہت مبارک ہے' بہت کامیابی ہے' بڑی بشارتیں ہیں ان کے لیے۔ کن کے لیے؟ جنہوں نے اللہ کے لیے زندگی گزاری اور اللہ کے لیے اِبتلا سے گزر گئے۔ تو اپنی زندگی کو اللہ کے حوالے سے گزاروگے تو راستہ نہیں رُکے گا۔ اس لیے اسے اپنی اَنا کے حوالے سے نہ گزارو۔ اَنا جو ہے یہ متذبذب رہے گی۔ سماج جو ہے یہ بدلتا رہے گا۔ اللہ کا فیصلہ جو ہے وہ فائنل ہے' وہ جہاں لے چلے وہاں چلتے جاؤ۔ اس میں کوئی دو خیال نہیں ہیں۔ اب آپ کے دونوں سوالوں کا جواب ہوگیا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لیے کہ رنگ برنگ دنیا میں ایک رنگ کا انسان پریشان نہیں ہوگا۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہے؟ نتیجہ یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو ایک شعبے کے حوالے کر دیں۔ اگر سماج کے حوالے کروگے تو بازاروں میں پھرتے رہوگے اور جو نئی چیز ملے گی وہ خریدتے جاؤگے اور پرانی چیز بیچتے جاؤگے۔ اس طرح سماج آپ کو خوش رکھے گا۔ اپنی مرضی کرتے جاؤ' آدھے لوگوں کو دوست کہتے جاؤ اور آدھے لوگوں کو دشمن کہتے جاؤ' حتیٰ کہ جو مرضی کرتے جاؤ۔ کہتا ہے کہ یہ ہم نے خود ہی انتظام کیا ہے۔ اگر اللہ کے حوالے سے چلوگے تو پھر کبھی ناکامی نہیں آئے

گی، کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، مزاج ہمیشہ خوش رہے گا۔ پھر آپ کہو گے کہ کوئی بات نہیں، اگر تکلیف آئی ہے تو اللہ بہتر کرے گا، خوشی آئی ہے تو اللہ بہتر کرے گا، یہ زمانے اللہ کی طرف سے ہیں، سارے زمانوں کا مالک ہی اللہ ہے، کوئی فکر کی بات نہیں، آپ الگ الگ شعبہ نہ رکھنا۔ یہ یاد رکھنا۔ پھر آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

آگے بولو______اور سوال کرو______سعید صاحب بولیں

______

سوال:

آج تو کوئی سوال نہیں ہے۔

جواب:

ضرور بولو______پوچھو______حافظ صاحب بولیں______

آخر میں جو جینٹل مین بیٹھا ہے وہ بولے______مسٹر علی بولیں______

سوال:

جو کام ہم خود کرتے ہیں وہ جب ہو جائے تو ہم اسے مقدر کہتے ہیں۔ اس بات میں ذرا کنفیوژن ہے۔

جواب:

میں نے یہ کہے بغیر آپ کو بتایا کہ مقدر اللہ اور دین ہے۔ آپ کو یہ

بتا دیا تھا۔ آپ کو بات سمجھ آئی؟ کہ ہم کس کو مقدر کہہ رہے ہیں؟ ہم رضائے الٰہی کو مقدر کہہ رہے ہیں۔ ہم اُسے کہہ رہے ہیں رضائے دین اور منشائے دین، جو آپ کا دین ہے۔ اس کے مطابق چلو۔ بات سمجھ آئی آپ کو؟ وہ مقدر نہیں ہے جو سیکولر ہے۔ بلکہ ہمارے ہاں مقدر یہ ہے کہ میری پیدائش سے پہلے میرے اللہ نے حکم نافذ کر رکھا تھا۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ آپ کی پیدائش سے پہلے سماج نے سڑک بنا رکھی تھی حکم نافذ کر رکھا تھا، کہ آپ اسی شہر کی ان گلیوں میں رہیں گے، چوہٹہ مفتی باقر میں پیدا ہوں گے جس کا پتہ نہیں ہے کہ وہ علاقہ کہاں ہے۔ اب جس شہر میں پیدا ہو گئے لازمی بات ہے کہ اس شہر کو Inherit کریں گے۔ وہاں سے کچھ نہ کچھ رنگ لیں گے۔ چونکہ وہ پیدا وہاں ہوا تو وہاں کا اس کو رنگ ملنا ہے۔ جس علاقے میں پیدا ہوا اُس کا رنگ ملے گا، جس مکان میں پیدا ہوا وہاں کا رنگ ملے گا، جو غریبی کے ماحول میں پیدا ہوا وہ پریشان ہوگا، اگر ان لوگوں کے ہاں پیدا ہوا جہاں پر فراوانی نہیں تھی تو بیچارہ پریشان ہوگا۔ اور اگر وہاں پر پیدا ہوا جہاں کہتے ہیں کہ Born with a silver spoon in his mouth امیر گھرانے میں پیدا ہوا، آسائشوں میں پیدا ہوا تو اب یہ بڑی بات ہے، یہ الگ بات ہے کہ پیدا ہوتے ہی اس کو آسائش ملنی شروع ہو گئی۔ وہ یہ سوچ نہیں سکتا کہ ایک بڑا رائٹر یہ کہتا ہے کہ ہم تو بڑے رائٹر ہیں، فی منٹ کے حساب سے کئی پاؤنڈ

ہمیں ملتے ہیں مگر سکول کے زمانے میں ہم بڑے غریب ہوا کرتے تھے اور جب گرمیوں سردیوں کی چھٹیاں ہوتی تھیں تو میں نے کتنی دفعہ آئس کریم کی دوکان کے باہر کھڑے ہو کے کئی کئی منٹ گزارے' اس انتظار میں کہ شاید میں کبھی آئس کریم کھا سکوں۔ کیا بات سمجھے؟ تو یہ ذائقہ جو ہے یہ غریبی کے علاوہ نہیں ملتا۔ کہتا ہے کہ اب میں کچھ اور سے اور ہوں۔ دنیا کا ایک مشہور خط آپ کو بتاتا ہوں۔ رائٹر کا نام تھا ڈاکٹر جانسن۔ کیا آپ نے یہ نام سُنا ہے؟ ڈاکٹر جانسن نے سب سے پہلے کیا کام کیا تھا؟ اس نے سب سے پہلے انگلش کی ڈکشنری کمپائل کی تھی۔ یہ اُس زمانے کے ایک لارڈ کے پاس لے گیا۔ اُس کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے ڈکشنری چھاپنی ہے' اس لیے میری کوئی سرپرستی کرو۔ اُس نے ڈرائنگ روم میں بٹھایا' کھانا کھلایا مگر سرپرستی نہ کی جو وہ مانگ رہا تھا۔ ڈاکٹر جانسن نے شیکسپیئر پر تنقید کے کچھ مضامین بھی لکھے اور پھر دوکانداروں سے پیسے لے کر اپنی ڈکشنری چھاپ لی۔ جب ڈکشنری چھپ گئی تو لازمی بات ہے کہ He was a great man وہ بڑا آدمی بن گیا تھا۔ ایک دن کسی اخبار میں اس کی تعریف کا خط لکھا ہوا تھا۔ یہ خط اسی لارڈ کا لکھا ہوا تھا جس نے سرپرستی نہیں کی تھی۔ اب یہ اس کو خط کا جواب اخبار کے ذریعے دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ مائی لارڈ' وہ زمانہ جب ہم آپ کے ڈرائنگ روم میں آپ کے انتظار میں بیٹھے رہتے تھے' سرپرستی حاصل کرنے کی تمنا ہوتی

تھی جو مجھے نہ ملی' اب تو نصیب نے مجھے آپ کے برابر کا انسان بنا دیا' اس خط سے تم ظاہر کر رہے ہو کہ تم نے سرپرستی کی ہے جبکہ تم نے سرپرستی نہیں کی ہے' اس لیے مجھے تمہارے خط کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ یہ ایک مزاج ہے اَنا کا۔ تو بڑی بڑی ناکامیاں اتفاق سے کدھر سے کدھر چلی جاتی ہیں' پتہ نہیں کہاں سے کہاں واقعہ بن جاتا ہے۔ تو یہ ہے انسان۔ انسان کبھی سائل بن جاتا ہے' کبھی مُراد بن جاتا ہے' کبھی نامُراد بن جاتا ہے' کبھی کچھ اور بن جاتا ہے۔ اس لیے ان باتوں پہ ذرا غور کرو تو پھر آپ کو یہ بات سمجھ آئے گی۔ کون سی بات؟ کہ انسان بدلتا کیوں ہے' انسان کا واقعہ کیا ہے۔ آپ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا واقعہ ہو رہا ہے۔ آپ اس چیز کو مقدر کہہ رہے ہیں جو یہ آپ کے اندر چھپی ہوئی کہانی ہے۔ یہ ہر انسان کے اندر ہوتی ہے۔ وہ کبھی کبھی اپنا جلوہ دکھاتی ہے' جو ہر دکھاتی ہے۔ بے شمار لوگ غریبی میں زیادہ چمکتے ہیں اور بے شمار لوگ جو ہیں وہ آسودگی میں چمکتے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہاں آپ کیا کرو گے کہ جب پیدا ہوتے ہی ایک آدمی الگ ہو گیا' امیر ہو گیا۔ ایک آدمی تو غریبی کے راستے سے امیر ہوا اور دوسرا آدمی غریبی کے راستے سے غریب ہی رہا۔ اب اس کی کہانی ہی کچھ اور ہے اور آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ اپنا شعبہ Change کر لیں تو کامیاب ہو جائیں گے۔ Whereas نام نہیں بدلتے'

باپ نہیں بدلتے' ماں نہیں بدلتی' شہر نہیں بدلتے' دوکان نہیں بدلتی' پیشہ نہیں بدلتا' کاروبار نہیں بدلتا ______ تو میری غریبی کو آپ کیا بدلیں گے۔ تمہارا دماغ نہیں بدلتا' تمہارا مزاج نہیں بدلتا' وہی تمہاری بہنیں' وہی تمہارے بھائی' ایک دوست' ایک دشمن' ایک محبوب' ایک شادی' ایک کہانی اور ایک شہر اور Ultimately ایک قبر۔ تو تم نے بدلنا کیا ہے۔ کہتا ہے کہ میں امیری غریبی بدل رہا ہوں۔ تو امیری غریبی تم کیا بدلو گے۔ تمہارا ایک مزاج ہے اور وہ مزاج چلتا جا رہا ہے۔ مقدر آپ پر حاوی رہے گا' سماج آپ پر حاوی رہے گا' آپ کی خواہشات آپ کو آزردہ کرتی رہیں گی۔ اس سے بچ نہیں سکتا انسان۔ کب تک؟ جب تک اپنے آپ کو اللہ کے حوالے نہ کر دے' اس کے سامنے نہ ڈال دے۔ جنہوں نے اللہ کے حوالے کر دیا پھر ان کو غم کوئی نہ رہا' خوشی کوئی نہ رہی۔ پھر غم بھی ختم ہو گیا اور خوشی بھی ختم ہو گئی۔ پھر اَمرِ الٰہی چل پڑا۔ پھر وہ آپ ہی مامورِ الٰہی ہو جاتے ہیں' مِنَ الٰہی ہو جاتے ہیں' مامورِ مِنَ اللہ کہلاتے ہیں وہ۔ یعنی وہ لوگ جو رضائے اللہ پر قائم ہوتے ہیں' رضائے الٰہی میں گم ہو جاتے ہیں۔ تو کامیابی کیسے ہوتی ہے؟ ایک راہ پر چلنے سے۔ اب اللہ میں کیسے کہہ رہا ہوں؟ مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ کا اللہ' کہ ان کی طرف سے یہ اسلام آپ کو ملا۔ حضور پاک ﷺ کی طرف سے جو اطلاع ہمیں ملی ہے وہ اللہ ہے۔ براہ راست تعلق یا کنکشن والا جو اللہ ہے وہ تمہارا اپنا

ہوگا' اس کو بھی میں مقدر کہہ رہا ہوں۔ مقدر میں کیسے کہہ رہا ہوں؟ مثلاً یہ جو رمضان شریف آ گیا ہے' روزے آ گئے ہیں' یہ آپ کے شعور سے پہلے آپ پر فرض ہوئے پڑے ہیں۔ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اب تو زمانہ ایڈوانس ہو گیا ہے' اس میں تو روزے نہیں ہونے چاہییں مگر کہتا ہے کہ تم تو کچھ بھی ایڈوانس نہیں ہوئے۔ یہ تم جو کچھ ہو تم پر روزے فرض ہوئے پڑے ہیں۔ ایڈوانس ہونے والا تم نے کوئی کام ہی نہیں کیا' ویسے ہی پیدا ہوئے' ویسے ہی مرنے کے قریب ہو' وہی کچھ کھاتے ہو' وہی کچھ دیکھتے ہو' وہی دو آنکھوں والے انسان ہو' وہی رونا ہے' سونا ہے اور وہی جاگنا ہے ______ تو سارے وہی واقعات ہیں۔ وہی غم' خوشی' شادی اور پیدا ہونا ______ وہی سارا کچھ کرتے رہتے ہو۔ اس لیے تمہارے اوپر وہی پابندیاں ہیں جو تم سے پہلے لوگوں پر تھیں۔ اور ان پر کتاب لکھی تھی کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم یہ روزے تم پر ایسے فرض ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے۔ تم بھی وہی لوگ ہو۔ تو تم پر بھی فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر۔ کیوں؟ کیونکہ تم وہی لوگ ہو' تمہارے اندر کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔ تم زمین کی کشش سے نہیں نکل سکتے ہو' مدار سے نہیں نکل سکتے ہو۔ تو تم نئے لوگ تو نہیں ہو۔ تم بالکل ویسے ہی انسان ہو۔ اور تم کشاں کشاں قبرستان میں جا پہنچو گے۔ تب انسان کہے گا کہ بڑی مشکل سے میں نے

منزلیں طے کی ہیں، ستر سال کی منزلیں طے کر کے آیا ہوں۔ تو انسان ستر سال کی منزلیں طے کر کے مشکل کے ساتھ قبرستان تک پہنچا ہے کہ یہ ستر سال کی منزل ہے۔ اس میں بے شمار رونا' دھونا' پریشانیاں' شب بیداریاں' بیماریاں' اوازاریاں' اور یہ سب کر کے پہنچا کہاں پر؟ جہاں ایک آدمی چپکے سے مر گیا۔ کہتا ہے کہ مجھے پتہ تھا کہ آنا یہاں پر ہے' تو میں پہلے ہی آ گیا اور مجھے تیرا پتہ ہے کہ تو لمبے روٹ سے آئے گا اور بڑا اوکھا ہو کے آئے گا' ستر سال کے بعد آئے گا۔ تو پہلے شارٹ کٹ ملا ہے' اس لیے یہاں سے آ گیا ہوں' کیونکہ جب وہاں جانا ہی ٹھہرا ہے تو بہتر ہے کہ جلدی چلے جاؤ۔ پوچھا کہ یہ گاڑی کہاں جا رہی ہے؟ کہتا ہے کہ اس میلے میں جہاں تم نے جانا ہے۔ کہتا ہے پھر تم بھیڑ والے راستے سے نہ جاؤ' وہ بڑا Congested ہے' بڑی مشکل سے راستہ ملے گا۔ میں تمہیں ایک راستہ بتاتا ہوں کہ یہاں سے وہاں پہنچ جاؤ گے۔ جو یہاں سے وہاں پہنچ گیا وہ بہتر رہا۔ کہتا ہے اس آسان راستے میں دھواں نہیں ہے' بھیڑ نہیں ہے' پریشانی نہیں ہے' خواہشات کا انبار نہیں ہے۔ If death is end of the life why life should all labour be. جب زندگی کا انجام یہی ہے تو پھر محنت کیا ہے۔ گلاب ایک پھول ہے' خوشبو والا ہے' لیکن محنت نہیں کرتا' ستارے اور چاند سب روشن ہیں لیکن کچھ محنت نہیں کرتے' ان کو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی یہ نصیب عطا کیا

ہے۔سورج کو بھی روشن رکھا ہوا ہے' اس میں محنت کی بات نہیں' جنگل میں ڈھور جانور دودھ سے بھرے ہوئے لبریز پیغام' کوئی لمبی چوڑی محنت نہیں۔ اورانسان پریشان ہو ہو کے جی رہا ہے' چلنا اس کا مقدر ہی ہے۔ یہ سوچتا ہے کہ میں لوگوں کے حالات درست کردوں' رات کو بیٹھا ہوا پریشان ہے' سوچتا ہے کہ ہم سب لوگوں کو پلاٹ الاٹ کردیں گے' اور فطرت اس کے خلاف ایک پلاٹ بنا رہی ہے اور وہ بندہ ہی غائب ہوگیا۔ کہتا ہے کہ اس کا پروگرام کامیاب تھا لیکن اس کا ہارٹ ہی فیل ہوگیا۔ یہ پروگرام خاک کامیاب ہے کہ پروگرام پاس ہوگیا اور بندہ فیل ہوگیا۔ تو یہ ہے تمہارا واقعہ۔ تم بے شمار کہانیاں بناتے ہو' علم کے ذخیروں کے انبار لگاتے ہو ذہن کے اندر اور نئے نئے خیال' رعنائیاں اور کوہ پیمائیاں کرتے رہتے ہو۔ لیکن Ultimately تم مردہ بن کے غائب ہو جاتے ہو۔ وہ پیسے کہاں چھوڑ گئے ہو؟ شاید ساتھ لے جانے کی کوشش کی تھی لیکن اپنوں نے راستے میں رکھ لیے تھے۔ وہاں پیسہ جانے نہیں دیتے' مردے کو بالکل صاف کرکے بھیجتے ہیں۔ کہتا ہے کہ بڑا افسوس ہے کہ پیسہ نہیں جانے دیتے۔ تو پیسہ یہاں رہ جاتا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ پیسہ ان لوگوں کو ملتا ہے جن سے تم نے بچا کے رکھا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کیونکہ پیسہ تو حق والے تک پہنچے گا۔ ایک امیر آدمی تھا' اس نے مشہور کردیا کہ میں مرنے لگا ہوں۔ سب رشتے دار اس کے پاس آتے

رہے۔ وہ تھوڑی سی آنکھ کھول کے دیکھتا رہتا کہ یہ میری خدمت کرتے ہیں، ادب کرتے ہیں، ساتھ ساتھ وہ اس صندوق پر بھی نگاہ رکھتے تھے جس میں پیسے پڑے تھے اور آپس میں کہتے تھے کہ اس کو ہم نے تقسیم کرنا ہے۔ بعد میں اس شخص نے کہانی لکھی کہ میں مرا تو نہیں لیکن میں نے دیکھا ہے کہ لوگ خدمت اس وقت کرتے لگتے ہیں جب ابا جان کا وصال، انتقالِ پُر ملال عنقریب ہونے والا ہو۔ کیونکہ انہیں انتقال کا افسوس نہیں ہو رہا ہوتا بلکہ وہ اس Cascade کو دیکھتے ہیں، پیسے والے ڈبے کو دیکھتے ہیں کہ وہ کب ہمارے مقدر میں آتا ہے۔ اور وہ تو بڑا سیانا ہوتا ہے، وہ مرتا نہیں ہے۔ لیکن جن کے حصے کا پیسہ اُس نے Detain کیا ہوتا ہے لینا انہوں نے ہے۔ اس لیے مرنے والا اُس کو دے جاتا ہے جس کو اس نے زندگی میں نہیں دیا یعنی وارث۔ یعنی کہ انسان وارثوں سے چھپا کے مرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آپ کا مقدر Ultimately یہ ہوتا ہے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ اتنی تگ ودَو کیا ہے جب کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ انجام ہونا ہے۔ ذہن کا انجام یہ ہے کہ کچھ عرصے کے بعد یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ تو بے شمار لوگوں کی یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ مثلاً وہ ڈاک خانے میں اپنی ڈاک لینے کے لیے گیا تو انہوں نے پوچھا کہ سرکار کیا نام ہے آپ کا؟ تو نام یاد نہ رہا۔ تو تاریخ میں یہ پورا ریکارڈڈ واقعہ ہے کہ نام ہی یاد نہیں۔ جب کوئی دوست آیا تو اُسے اس کے

نام سے پکارا تو پھر کہا کہ اوہو _____ تو انسان کو اپنا نام یاد نہیں رہتا۔ آپ کو بات سمجھ ہی نہیں آتی۔ کیا آپ کو سارے دوستوں کے نام یاد ہیں۔ بچپن میں آپ کی جو کلاس تھی' جب آپ پڑھتے تھے تو سکول میں آپ کے ساتھ کتنے بچے تھے' تیس چالیس ہوں گے۔ اب ان کے نام بتاؤ۔ یہ نام کب یاد رہتے ہیں۔ چلو بڑی کلاسوں کے نام یاد کر لو' کالج کے نام بتا دو' رشتے داروں کے نام بتا دو جن کو آپ نے سپردِ خاک کیا۔ آہستہ آہستہ کچھ عرصے کے بعد ان کی یاد کم ہوتی جائے گی۔ جو موجود رشتے دار ہیں ان کے بچوں کے نام بتاؤ _____ بھول گئے ناں۔ اپنے شہر کی ساری گلیوں کے نام بتاؤ۔ جو پروگرام آپ نے سوچے تھے ان سب کے نام بتاؤ۔ زندگی میں جو منصوبے سوچے تھے ان کے نام بتاؤ۔ اب یاد نہیں کہ کیا کیا سوچا تھا۔ جتنے شعر یاد کیے تھے وہ سناؤ _____ تو یادداشت جو ہے یہ تحلیل ہونے کا نام ہے۔ کل تک کوئی اور پریشانی تھی' آج کوئی اور پریشانی ہے۔ نتیجہ کیا ہے؟ کل بھی تو پریشان تھا اور آج بھی پریشان ہے حالانکہ پریشانی کی وجہ بدل گئی ہے۔ بات سمجھ آئی ہے آپ کو؟ کل رو رہا تھا کیونکہ کل کوئی اور غم تھا اور آج تم نے نیا غم بنا لیا ہے۔ تو رونا تیرا مقدر ہے۔ غم مقدر نہیں ہے بلکہ رونا مقدر ہے کیونکہ کل والا غم تو ختم ہو گیا' اب تم نے اور ہی غم بنا لیا ہے۔ کہتا ہے اب میں کسی اور کے لیے رو رہا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ اس کو رونا مل گیا ہے۔ تو جن

لوگوں کو رونا ملتا ہے وہ روتے چلے جاتے ہیں، جن کو مہکنا ملتا ہے وہ مہکتے ہی چلے جاتے ہیں، جن کو چہکنا ملتا ہے وہ چہکتے چلے جاتے ہیں۔ گلاب کو خوشبو کا مقدر ملا ہے، وہ رویا نہیں ہے، اس نے محنت نہیں کی ہے۔ روشنی کو مقدر ملا ہے چمکنے کا، اس نے کوئی محنت نہیں کی ہے۔ تم بھی محنت نہ کرو تو تمہارا مقدر بالکل بنتا چلا جائے گا اور یہ جو محنت کر رہے ہو یہ اپنے آپ پہ ظلم کر رہے ہو، اس میں سکون نہیں ہے۔ سکون کہاں ہو گا؟ یادِ الٰہی میں ''خبردار تم کو نہیں ملے گا سکون مگر یادِ اللہ میں'' اَلا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب تو اللہ کے ذکر کے بغیر اطمینانِ قلب نہیں ملے گا۔ تو اطمینانِ قلب اس کا نام ہے۔ ورنہ کیا ہو گا؟ کہ خواہشاتِ دنیا کرتے جاؤ، کرتے جاؤ۔ ابھی ابھی آپ کے ساتھ بڑا افسوس والا واقعہ ہوا کہ پریذیڈنٹ کا جہاز کریش ہو گیا۔ تو بے شمار لوگوں کا پروگرام غلط ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے تو انتقام لینا تھا مگر یہ تو جہاز ہی کریش ہو گیا۔ تو حادثے کے بعد بے شمار لوگوں کا پروگرام بدل گیا۔ تو ہوتا یہ ہے کہ بعض اوقات تمہارے پروگرام بدل جاتے ہیں۔ جس کو خوش کرنے کے لیے تم نے اپنی آنکھوں میں سُرمہ ڈالا، سُنا ہے کہ اس کی بینائی ہی چلی گئی ہے۔ اب تم آنکھوں میں کیا سُرمہ ڈالو گے کیونکہ جس کو یہ سُرمہ ڈال کر دکھانا تھا اس کی آنکھیں ہی چلی گئیں۔ اب وہ سُرمہ نکال کے دریا میں پھینک آئے گا۔ کہتا ہے کہ جس کو آپ نے دکھانا تھا، یہ عینک لگا کے شہر کی سیر کرانی تھی وہ بندہ ہی

نہیں رہا۔ جس شخص کے لیے یہ کامیابی مانگی تھی، وہ شخص ہی نہ رہا۔ اگر وہ شخص نہ رہ جائے تو یہ کامیابی بے کار ہو جاتی ہے حالانکہ کامیابی مل گئی ہے۔ جس مریض کا علاج کرنے کے لیے ڈاکٹر بنے وہ مریض اس کے ڈاکٹر بننے سے پہلے چلا گیا۔ یعنی جو ڈاکٹر بننے کا محرک تھا' وہ ایک محبوب مریض تھا جس کے علاج کے لیے تم نے ڈاکٹری سیکھی ہے۔ تو ڈاکٹری تو مل گئی ہے مگر مریض مر چکا ہے۔ اب ڈاکٹری گلے کا پھندا بن گیا ہے' اس ڈاکٹری کو کیا کرنا ہے ـــــــ اب تو یہ پیشہ بن گیا ہے۔ پہلے کیا تھا؟ پہلے محبت تھی لیکن اب ایک پیشہ بن گیا ہے' مجبوری بن گیا ہے۔ میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جو آپ کرتے رہتے ہو ذرا غور کیا کرو کہ کیا کرتے رہتے ہو' خوشیوں کے اندر غم اور غم کے اندر خوشیاں تم خود ہی بناتے رہتے ہو' اپنی آسائشوں میں خود زہر ملاتے رہتے ہو۔ آپ پروگرام بناتے ہو کہ ایک مکان بنالوں' تو بنالو۔ مکان ہونا چاہیے؟ ہونا چاہیے۔ پہلے تو پیسے جمع کرتے ہو کہ پلاٹ لینا ہے۔ پھر مکان کیسے بنے گا؟ کہتا ہے کہ جس طرح سب نے بنایا ہے' ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے۔ تو سود در سود' کہانی در کہانی' بینک والے بیٹھ کے لکھتے رہتے ہیں۔ کہتا ہے کہ پھر ساری عمر کا مقدر ہی خراب کر دیا۔ مکان خوشی کے لیے بنایا اور اندر سے کیا نکل آیا؟ پریشانی' اذیت' تکلیف اور ڈسٹربنس۔ پھر باہر کے ملک چلا گیا اور؟ پریشانی کی ایک نئی کہانی شروع ہو گئی۔ تو بے شمار

لوگ ہیں جنہوں نے ایسے واقعات کیے۔ تم نے جو کچھ سوچا جو کچھ کیا اور جو حاصل ہوا وہ سب تمہاری سوچ کے برعکس تھا، حالانکہ وہ حاصل ہو گیا۔ کیونکہ تم دور سے فیصلہ کر رہے ہو کہ چار سال بعد یہ چیز ملے گی، پیسے ملیں گے، بڑے خوش ہوں گے ہم، بچے کھائیں گے۔ چار سال بعد پتہ نہیں کہ بچے کہاں ہوں گے اور آپ کہاں ہوں گے، کیا واقعہ ہو گا، کچھ سمجھ نہیں آتی۔ جس طرح لوگوں نے کہا تھا کہ پاکستان بنے گا تو سب لوگ خوش ہوں گے۔ کسی کو پتہ ہی نہیں چلا کہ درمیان میں کئی لاکھ آدمی غائب ہو جائیں گے، پھر ایسٹ اور ویسٹ پاکستان الگ الگ ہو جائیں گے۔ پہلے ہی تم نے پاکستان کے دو نام رکھ دیئے، ایک کا ایسٹ اور دوسرے کا ویسٹ۔ تو ایک ہی نام رکھنا تھا، یہ ایسٹ اور ویسٹ کیا ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اس طرح کی بے شمار باتیں ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور یہ بات یاد رکھو کہ یہاں کے سفر سے جانا ضرور ہے۔ اپنے آپ کو زیادہ دقت میں نہ ڈالنا۔ اتنا علم حاصل کرو جس سے تمہیں آسانی ہو جائے۔ اتنی دوستی کرو جو ایک آدمی تک محدود ہو۔ اتنی دشمنی کرو کہ جتنا گزارہ ہو سکے۔ وہیں تک مکان بناؤ جہاں تک گزارہ ہو سکے۔ اتنی زندگی گزارو کہ قبر تک جانا آسان ہو۔ زیادہ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ اتنا ہنگامہ کرو کہ جس کے بعد تمہارا ذہن معطل نہ ہو۔ پھر سب کام آسان ہو جائے گا۔ اس طرح سماج بھی راضی، اللہ بھی راضی اور تم بھی

راضی۔

اور کچھ پوچھو ______ کوئی سوال ______

سوال:

بعض اوقات ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان خود جو عمل کرتا ہے اس کو بھی تقدیر کہتے ہیں۔ یعنی انسان اپنے عمل کو بھی تقدیر کہتا ہے۔

جواب:

جب تم اپنے آپ کو اللہ کی طرف منسوب کر دو گے تو تمہارا عمل بھی تقدیر ہے، اور تم بھی تقدیر ہو بلکہ تم خود ہی مقدر ہو، بلکہ مقدر ساز ہی ہو۔ یہ سب ہے اگر اللہ سے منسوب ہیں۔ اگر اللہ سے منسوب نہ ہوں تو خدا سے آنے والی چیز کو بھی تم سمجھو گے کہ وہ تمہاری غلطی تھی۔ اس لیے یہ خیال کا نام ہے کہ اگر تم اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دو تو تمہارا عمل جو ہے یہ بھی اللہ کا عمل ہے۔ جب اللہ کے حوالے کر دیا تو تمہارا عمل اللہ ہی کا عمل ہے۔ تمہارا خیال بھی اُدھر سے آیا ہوا ہے، کہ ہم ادھر سے آئے ہوئے ہیں۔

سی مُرغ کوہ قافم از لامکاں پریدہ

یعنی ہم سی مُرغ ہیں کوہ قاف کے اور آئے ہیں لامکاں سے اور اُدھر ہی ہم اُڑ جائیں گے۔ اس لیے آپ کہاں سے آئے ہوئے ہو؟ کہتا ہے کہ ہم لامکاں سے آئے ہوئے ہیں اور پھر وہاں واپس چلے جائیں گے، یہاں پر اللہ کی

طرف سے عمل کرنے کے لیے آئے ہیں۔ کچھ ڈیوٹی دینی ہے۔ اور یہ کر کرا کے ہم واپس چلے جائیں گے۔ اس لیے انسان جو ہے یہ اللہ کے حوالے ہو۔ راستے میں بدلنا نہیں ہے۔ یہ نہ ہو کہ اللہ کے حوالے سے سفر کرو اور سماج کے حوالے سے پریشان ہو جاؤ۔ میں اس آدمی کی نشان دہی کر رہا ہوں اور یہ خطرناک بات ہے' کون؟ جو کہتا ہے کہ میں اللہ کے لیے چلا ہوں۔ پھر چل پڑے' بسم اللہ! اب کیا ہوا؟ کہتا ہے کہ راستے میں لوگوں نے ہمیں ڈرا دیا۔ یہ آدمی جھوٹا ہے کہ اللہ کے حوالے سے نکلا' اللہ کے نام پر نکلا اور اب کہتا ہے کہ لوگوں نے ہمیں ڈرا دیا تھا۔ اب کہتا ہے کہ میں اللہ کے نام پر نکلا تھا مگر کیا نکلنا ہے' بس چھوڑو' آرام سے بیٹھو۔ تو یہ جھوٹا ہو گیا۔ اس لیے Change کون کر رہا ہے؟ یہ سارا راستہ۔ اس طرح عزم کی کمی ہو جاتی ہے۔ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے سے In Tune رکھو اور مذہب کے حوالے سے بھی۔ پھر ہر شے ٹھیک ہے۔ گھبراؤ ناں۔ غم اور خوشی سب ٹھیک ہے۔

اور بولو ______ کوئی اور سوال ______ سوچو

سوال:

آپ نے ابھی بتایا ہے کہ محنت نہ کی جائے اور سب کچھ اللہ کے حوالے سے کیا جائے۔ تو اس صورت میں سماج ڈسٹرب کرتا رہتا ہے کہ یہ کیا بندہ ہے؟

جواب:

سماج کمزور آدمی کو ڈسٹرب کرے گا اور طاقت ور کے ساتھ تعاون کرے گا یعنی جس کا خیال سٹرانگ ہے۔ جس طرح غم ہے کہ وہ کمزور آدمی کو کھا جائے گا اور طاقت ور آدمی خود غم کو کھا جائے گا۔ تو سماج تو بناتا ہے آپ کو۔ کس کو بناتا ہے؟ جس کے پاس پاور ہو۔ پاور خیال کی ہوتی ہے اور Consume کیسے کرتا ہے سماج؟ جس کے پاس پاور نہیں ہے۔ مثلاً آپ کے گھر میں کوئی آدمی آ جائے اور یہ کہے کہ یہ کوئی کمرہ ہے' یہ کیا گھر بنایا ہوا ہے' تم اس میں رہتے ہو' میں تو سمجھا تھا کہ آپ بہت اچھے آدمی ہیں۔ اس میں کیسے وقت گزرتا ہے ______ اگر تم طاقت ور ہو تو کہو کہ یہ ہمارا مکان ہے اس طرح جس طرح ہمارے بچے ہمارے بچے ہیں' ہمارے ماں باپ ہمارے ماں باپ ہیں' ہمارا مزاج ہمارا مزاج ہے' ہمارا چہرہ ہمارا چہرہ ہے' تو یہ ہمارا مکان ہمارا مکان ہے' تم کون ہو کہنے والے' تمہاری پسند کے پیدا ہونے سے پہلے ہم نے اپنی پسند بنالی تھی اور ہم تمہاری پسند سے بے نیاز ہیں ______ تم ایک بار یہ کہو گے تو تمہیں دنیا میں کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا۔ ورنہ اگر تم یہ کہو گے کہ بس مجبوری تھی' میرا خیال ہے کہ میں مکان کو Change کر دوں گا' اس دفعہ آپ ہمیں معاف ہی کر دیں۔ اب تم ڈسٹرب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ سماج کو تم راستہ دے رہے ہو۔ راستہ اپنے آپ کو دو۔ سماج

تو سڑک ہے، اس کو کیا راستہ دینا ہے۔ راستہ تو دینا ہے مسافر کو اور مسافر تم خود ہو اور سماج سڑک ہے۔ اس پر گاڑی چلاتے جاؤ اور پرواہ نہ کرو۔ سماج بے شک بولتا جائے، چیختا جائے، جو مرضی کرتا جائے، تم اپنا ارادہ پورا کرو۔ بات سمجھ آئی؟ کبھی اپنے آپ کو سماج کے حوالے نہ کرنا۔ سماج اُلٹا کے رکھ دیتا ہے، تابوت نکال کے رکھ دیتا ہے، کہتا ہے کہ اب ٹھیک ہے، اب یہ پھانسی تمہارے لیے موزوں ہے۔ سماج تو بے رحم ہے، ظالم ہے۔ سماج پورے لوگوں کا ایک Impact ہے ______

ہاں جی ______ بولیں ______ سعید صاحب بولیں۔

سوال:

آپ جو ارشاد فرماتے ہیں ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس پر عمل بھی ہو۔ کیا ہم تبلیغ کیا کریں کیونکہ یہ بھی اُمت کی ذمہ داری ہے۔

جواب:

آپ یہ تبلیغ کرو کہ کسی انسان کی کوئی تکلیف دُور کر دو۔ یہ کافی ہے۔ اور جب وہ انسان تمہارا شکریہ ادا کرے تو اُسے کہو کہ اللہ کا شکریہ ادا کر۔ اس کے علاوہ تبلیغ نہ کرنا۔ یہ منع ہے۔ تبلیغ بند ہو گئی ہے۔ کسی انسان کی خدمت کرو اور اس حد تک خدمت کرو کہ وہ ممنون ہو جائے۔ جب وہ تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہے تو اُسے کہو کہ اللہ کا شکریہ ادا کر اور میرے حق میں دُعا کرو۔

بس ______ کسی کو یہ نہ کہنا کہ اب تو یہ عبادت کر۔ نمازیں پڑھنے کا حکم دینے کی بجائے کسی انسان سے وعدہ لے لو کہ تم آج جا کے عشاء ضرور پڑھو' آج عشاء کا وعدہ کرو۔ تو یہ ٹرائی کر کے دیکھ لو کہ آج کی نماز' عشاء کی نماز جا کے پڑھو۔ تو میں نے یہ بتا دیا ہے کہ سب لوگ پڑھیں گے۔ تو میں نے کیا بتایا؟ عشاء کی نماز جا کے پڑھنی ہے۔ پھر آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ فجر کی نماز پڑھنی ہے۔ ہر نماز کے بعد اگلی نماز کا فیصلہ کرو۔ نمازی ہونے کے پروگرام میں انسان آج کی نماز چھوڑ دیتا ہے کہ ہم عنقریب نمازی ہونے والے ہیں۔ تو عنقریب نمازی ہونے کی بجائے یہ کرو کہ آج کی جا کے نماز پڑھ لو۔ تو بات آسان ہوگئی ناں؟ عشاء کے بعد فیصلہ کرنا کہ فجر پڑھنی ہے۔ یہ نہ کہنا کہ من چاہے تو' من کیوں نہ چاہے' یہ اللہ کا حکم ہے۔ میں آپ کو کوئی نئی بات نہیں بتا رہا۔ نہ میں آپ کو نماز کی رعایت بتا رہا ہوں' نہ میں یہ کہوں گا کہ روزہ چھوڑنے سے آپ کے لیے آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔ عین ممکن ہے کہ وہ چھڑی جو اللہ بے روزہ کو مارے گا وہ آپ کو بھی لگ جائے' بے نماز کے ساتھ جو ہونا ہے وہ آپ کے ساتھ بھی ہو جائے' اس لیے اپنے دین پر کاربند رہو۔ ہم مسلمانوں کو دین کی بات نہیں بتا رہے بلکہ ہم مسلمانوں کو آسانی کی بات بتا رہے ہیں کہ دین پہ چلتے جاؤ اور آسانی کے راستے پر بھی چلتے جاؤ تا کہ دل' من شانتی میں رہے۔ دین کون سا ہے؟ دین وہی ہے اللہ' اللہ کے

محبوب ﷺ' اللہ کے فرشتے' کتاب' روزہ' حج' زکوٰۃ اور کلمہ شریف۔ تو توحید اور رسالت کی جو یہ بات موجود ہے وہی آپ کرتے جائیں۔ دین کے اندر کوئی نئی بات ابھی تک نہیں آئی اور نہ آنی ہے۔ دین وہی ہے جو آپ کے پاس ہے۔ قرآن شریف پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو پڑھو' بحث نہ کرو۔ قرآن پڑھنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟ اس کو پڑھتے جاؤ۔ اس کے معنوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس کے معانی بھی حاصل کرتے جاؤ' ایک معنیٰ آج حاصل کرلو اور دوسرا کل کرلو۔ آسان بات ہے اور آسانی سے چلتے جاؤ۔ کہتا ہے کہ ایک ایک کر کے قرآن کیسے ختم ہوگا؟ تم ایک سانس میں زندگی ختم کر بیٹھے ہو' قرآن کیوں نہیں ختم ہوگا۔ زندگی تو خیر سے ایک ایک سانس میں ختم ہوئی ہے' ایک ایک لفظ میں قرآن بھی ختم ہوجائے گا۔ بس پڑھنے کی بات کرو' یہ ہوجائے گا ______ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامتی دے ______ حافظ صاحب دورد شریف سنا دیں ______

صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه و نور عرشه سید نا و مولٰنا حبیبنا و شفیعنا افضل الانبیاء و المرسلین محمد و اله و اصحابه اجمعین ______ آمین ______ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

پھر دعا مانگ لو۔ سب کے لیے دعا ہے۔ رمضان شریف کا کیا پروگرام ہے؟

اپنی اپنی عبادت گاہوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس مہینے میں ہماری چار دفعہ میٹنگ ہونی تھی، آرام سے گھر پہ ٹائم لگاؤ، پھر عید کے بعد جو پہلی جمعرات ہے تب آجانا۔ جمعرات کو عید ہوئی تو پھر اگلی جمعرات کو۔ شاید نہ ہو، پھر بھی عید کے بعد جو فرسٹ جمعرات ہوگی تب ملاقات ہوگی اپنے اسی ٹائم پر۔

سوال:

رمضان شریف میں اگر کسی وقت آپ سے ملاقات کرنی ہو تو؟

جواب:

میں یہیں پر ہوں گا ملاقات کے لیے جمعہ کو صبح 9 بجے سے ایک بجے تک۔ آگے پیچھے ملاقات کا میرا ٹائم وہی ہوگا یعنی مغرب کے بعد یہیں ملاقات کریں گے۔ صبح کو بھی ہو سکتی ہے۔ پہلے ٹیلیفون کر لو، پھر آجاؤ۔ اس طرح آسانی ہو جائے گی۔ ٹیلی فون کا نمبر آپ سب کے پاس ہے، رمضان شریف میں جس وقت کوئی خیال آجائے آپ فوراً آجاؤ۔ میں فرداً فرداً ذاتی ملاقات کے لیے انتظار کروں گا۔ رمضان شریف میں آپ آسکتے ہیں۔

سب لوگوں پہ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے۔

ہم سب لوگ مل کے پچھلے واقعات کی زندگی پر توبہ کرتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں۔ یارب العالمین ہمیں معاف فرما۔

استغفر اللّٰہ تعالیٰ ربی من کل ذنب اذنبتہ، عمداً او خطا سراً

اَوعَلانیۃً و اتوب الیہ ولا حول ولا قوۃ الاّ باللّٰہ العلی العظیم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم _______ لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ _______

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ معافی کرے! یا اللہ توفیق عطا فرما! یا اللہ استقامت دے!

1 اگر انسان کا ماضی اچھا ہو، حال اچھا ہو، پھر بھی مستقبل کا خوف رہتا ہو تو ایسا کیوں ہے؟

2 جن کو نظر مل جاتی ہے، آنکھ مل جاتی ہے، جو آنے والے واقعات کو دیکھ سکتے ہیں، ان کو پھر پریشانی نہیں رہتی۔

3 سر! بے ادبی معاف۔ ایک ڈر لگا رہتا ہے کہ جو رحمانیت میں ہے یا اس کے تقرب میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا تو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اگر آج وہ رحمٰن ہے تو کسی بھی معمولی بات پر وہ ناراض ہو سکتا ہے۔ اس سے انسان کو اندیشہ بھی لگا رہتا ہے۔ اور ڈر بھی لگا رہتا ہے۔

4 سر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو اللہ کی مہربانی ہے وہ آخری دم تک رہے۔

5 کیا زمانے بھی اپنا اپنا مزاج رکھتے ہیں؟ جس زمانے میں ہم جی رہے ہیں کیا اس زمانے کا کوئی مخصوص مزاج ہے؟

6 سر! آج کل کے زمانے کو ہم اللہ تعالیٰ کے کس شخص سے منسوب کریں؟

7 اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ میں اور میرے فرشتے درود بھیجتے ہیں

اور اے ایمان والو تم بھی آپ ؐ پر درود و سلام بھیجا کرو اور ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اے اللہ تو صلوٰۃ بھیج۔

8 انسان سے ایسی غلطیاں کیوں ہو جاتی ہیں جو وہ نہیں کرنا چاہتا؟

9 مَیں نے ایک مَنت مانی تھی اور وہ پوری ہو گئی مگر میں وہ نہیں کر سکا جس کا عہد کیا تھا ______

سوال:

اگر انسان کا ماضی اچھا ہو، حال اچھا ہو، پھر بھی مستقبل کا خوف رہتا ہو تو ایسا کیوں ہے؟

جواب:

ہر انسان کا آپ کو کیسے پتہ ہے؟ ہر انسان کی یہ خوبی ہے کہ وہ ہر انسان کی طرف سے بات کرتا ہے۔ اور ہر انسان کی یہی خامی ہے کہ اپنے خیال کو ہر انسان کا خیال سمجھتا ہے۔ کہتا ہے کہ آج کل سب لوگ پریشان ہیں۔ تو یہ سب لوگوں کے بارے میں کہہ دینا کہ سب لوگ پریشان ہیں، یہ تو کوئی صحیح بات نہیں ہے۔ سب لوگوں کے بارے میں فیصلہ کرنا آپ کا کام تو نہیں ہے۔ تو آپ Pure اپنی ذات تک رہیں اور تھوڑا سا پھیل جائیں۔ سوال کو Amend کر لو کہ کچھ لوگ پریشان ہیں۔ اب سوال کیا ہوا؟ کہ اگر ماضی صحیح ہو، حال بھی تکلیف دہ نہ ہو پھر بھی مستقبل کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس کو نیت کی اصلاح چاہیے۔ مستقبل کا تعلق یا تو باخبری سے ہے یا نیت سے

ہے۔ باخبر ہونے والا جانتا ہے کہ یہ چیز آ رہی ہے۔ باخبر آدمی کون ہوتا ہے؟ جس کو یہ پتہ ہو کہ ایسا وقت آ رہا ہے اور اگر اس کو اللہ تعالیٰ کے حوالے سے پتہ ہے کہ آ رہا ہے تو یہ لوگ تو آنے والے طوفان کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور پریشان نہیں ہوتے۔ مثلاً کوئی کہے کہ ہمالہ چل کے آ رہا ہے اور دھرتی پر آکاش گرنے والا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ گرے۔ وہ پریشان نہیں ہوتے۔ باخبر آدمی پریشان نہیں ہوتا۔ باخبر کی خوبی یہی ہے۔ اس کے لیے' Genius کے لیے' جس آدمی کی نگاہ کھلی ہوئی ہو' یعنی جاننے والا' اس کے لیے کوئی چیز بصیغہء Wonders نہیں رہتی یعنی جس پہ وہ حیران ہو۔ تو جو ہونے والا ہے وہ ہونے والا ہے۔ یہ تو سب کو پتہ ہے کہ سب لوگ سب سے جدا ہو جائیں گے۔ اب یہ کوئی مفروضہ بھی نہیں ہے بلکہ یہ عین حقیقت ہے۔ آج سے پہلے بھی بہت سے لوگ بہت سی دفعہ اکٹھے ہوئے اور بہت سی دفعہ الگ ہو گئے اور بہت عرصے تک نہیں ملے بلکہ پھر کبھی نہیں ملے۔ اس کو شاعروں نے کہا کہ کشتی کے مسافر' دریا پر کشتی کی سنگتیں اور ترنجن کی لڑکیاں کبھی مل کے نہیں بیٹھتے۔ تو ''بیڑی دا پور اور ترنجن دی کڑیاں'' پھر کب ملیں گے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی آدمی کو دوبارہ نہیں ملتا۔ اور جب دوبارہ ملتا ہے تب بھی وہ آدمی نہیں ہوتا جو کل ملا تھا۔ اور اپنے آپ سے اپنا آپ بھی دوبارہ نہیں ملتا' کچھ نہ کچھ چیز نکل چکی ہوتی ہے' کوئی نیا پرابلم آ چکا ہوتا ہے' زمین

سے کوئی وزن جا چکا ہوتا ہے اور زمین پر کوئی نیا وزن آ چکا ہوتا ہے' کوئی ذمہ داری اس کے اوپر آ چکی ہوتی ہے' کوئی فرض کوتاہی بن چکا ہوتا ہے' کہیں نماز رہ گئی ہوتی ہے' اعمال نامہ یا اِدھر ہو جاتا ہے یا پھر اُدھر ہو جاتا ہے' کچھ نہ کچھ ہو چکا ہوتا ہے۔ زندگی کا قانون یہی ہے کہ دو لمحات دو Consecutive Moments آپ کبھی ایک حالت میں رہ نہیں سکتے' کچھ نہ کچھ ہو جاتا ہے' کہیں نہ کہیں واقعہ ہو چکا ہوتا ہے' ستاروں کی سنگت بدل جاتی ہے' آپ کے سیارگان بدل جاتے ہیں اور دوسرے کا سیارہ آپ کے پاس سے گزر جاتا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ کو سمجھ آنی چاہیے کہ کوئی سنگت زندگی نے ہمیشہ کے لیے مل بیٹھنے کو Available نہیں کی۔ زندگی میں اتنی گنجائش نہیں ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی Jealous ہے اور جب دو آدمی اکٹھے بیٹھے ہوں تو یہ گھبرا جاتی ہے اور کہیں نہ کہیں انتشار پیدا کر دیتی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ موت Jealous ہے' جہاں دو آدمی محبت کرنا شروع کر دیں تو یہ درمیان میں سے گزر جاتی ہے اور اگر نہ گزرے تو اپنا سایہ گزار دیتی ہے۔ یہ واقعہ ہم اکثر دیکھتے آرہے ہیں۔ میری بات پہ غور کیا آپ نے؟ مضمون پہ غور کیا؟ کیا ہاتھ سے نکل تو نہیں گیا؟ ______ مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں کو آنے والے وقت کا علم ہو جاتا ہے انہیں پریشانی نہیں ہوتی۔ یہ تو ہر باشعور آدمی کو پتہ ہے کہ ہر چیز جو

ہے یہ نہیں ہوگی۔ اسے ہم مشاہدے کا علم نہیں کہیں گے بلکہ یہ تجربے کا علم ہے۔ ہر چیز جو ہے وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ اور ہر سنگت جدا ہوتی ہے۔ تو یہ بھی مشاہدہ ہی ہے اور یہ تجربے کا مشاہدہ ہے۔ وہ جس کو ہم Vision کہتے ہیں۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اور یہ کہ

گاہ میری نگاہِ تیز چیر گئی دلِ وجود
گاہ اُلجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں

یعنی جو میں دیکھ رہا ہوں وہ کیسے بیان کیا کروں؟ جن لوگوں کو یہ "دیکھنا" ملا ان لوگوں کو پریشان کن واقعات دیکھنے کے باوجود پریشانی کوئی نہیں کیونکہ یہ اس آنکھ سے ملا جو اس وقت ملتی ہے جب دل اس کی مرضی کے تابع ہو جاتا ہے۔ تب پریشانی نہیں رہتی۔ یعنی جب دل اس کی مرضی کے تابع ہو گیا تو پھر پریشانی کس بات کی؟ بات سمجھ آئی؟ کیا سمجھے ہو، بتاؤ!

سوال:

جو آپ نے فرمایا ہے وہ سمجھ آ گیا ہے۔

جواب:

کیا کہا ہے؟

سوال:

جن کو نظر مل جاتی ہے، آنکھ مل جاتی ہے، جو آنے والے واقعات کو دیکھ سکتے ہیں، ان کو پھر پریشانی نہیں رہتی۔

جواب:

آنکھ ملتی ہی ان لوگوں کو ہے جن میں وہ پریشانی نہیں ہوتی۔ مطلب یہ کہ اگر آپ یہ دعا مانگو کہ

خدا سے چشم بینا بھی طلب کر
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اگر وہ اللہ تعالیٰ سے چشم بینا مانگ لیتا ہے اور اس نگاہ کے بعد اسے محسوس ہوتا ہے کہ جن کو وہ دوست سمجھ رہا تھا وہ دوست نہیں ہیں تو اب اس نگاہ کے حاصل ہونے کے بعد اس کا Reaction کرنا ناممکن ہے۔ وہ یہ نہیں کہے گا کہ میں نے تمہیں کیا سمجھا تھا اور تم کیا نکل آئے ہو۔ تو اس نگاہ کے بعد یہ Reaction ناممکن ہے۔ اس بات پہ ذرا غور کر لو تو پھر اگلی بات کرتے ہیں۔ اگر آپ نے اپنی سوچ سے، اپنے تجربے سے محسوس کر لیا کہ یہ آدمی میرے ساتھ Dishonest ہے تو اُسے آپ ابلاغ کرو، اُسے بتاؤ کہ تیرا کل Behaviour تیرے پرسوں کے Behaviour سے تھوڑا سا جدا تھا، مجھے Evidence ملے ہیں کہ تم نے میرے ساتھ ناانصافی کی ہے، تم اچھے

آدمی نہیں ہو، تم بہت بُرے ہو۔ تو وہ آگے سے جواب دے یا نہ دے۔ جب آپ کو بالیقین مشاہدہ مل جائے کہ یہ آدمی میرے لیے تلوار لے کے آیا ہے تو پھر اس آدمی کے ساتھ آپ ذاتی طور پر Reaction نہیں کر سکتے، اپنے آپ کو بچا سکتے ہو لیکن Reaction نہیں کر سکتے۔ آنکھ دینے والے نے یہ شرط پہلے لگا رکھی ہے کہ ہم آنکھ اس کو دیتے ہیں جس کے پاس یہ قوت ہو، اتنی ہی قوتِ برداشت ہو، تب جا کے یہ آنکھ ملتی ہے۔ لہٰذا وہ لوگ تو پریشان نہیں ہوتے جن کو مستقبل کی خبر ہو جائے کہ میرے لیے مستقبل مشکل آ رہا ہے۔ اس کو خبر کہاں سے ہوئی، کس ایجنسی سے ہوئی۔ خداداد ایجنسی سے۔ اللہ نے جس کو مستقبل دکھا دیا وہ کبھی پریشان نہیں ہوگا۔ دوسرے کو حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ مستقبل کے لیے پریشان ہو جب تک کہ اس کی نیت خراب نہ ہو۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ کیونکہ آج کی نیت کل کا منظر ہوگا۔ اگر اس کو اپنی امیدوں پر بھروسہ نہیں ہے تو اُسے اپنے خدشات پر کیوں بھروسہ ہے۔ کہتا ہے کہ امیدیں دھوکا دے جاتی ہیں۔ اس سے پوچھو کہ آج تک تیرے خدشے کب پورے ہوئے۔ مثلاً سڑکوں پر خدانخواستہ حادثے ہوتے رہتے ہیں، اس لیے وہ کہتا ہے کہ ہم سڑک کے ذریعے نہیں جانا چاہتے۔ حادثے جو ہوتے رہتے ہیں وہ حادثے اس بات کا ثبوت ہیں کہ حادثے کے باوجود سفر جاری رہتا ہے۔ جہاں ایک حادثہ ہوتا ہے وہاں نو سو سفر درست بھی

گزرتے رہتے ہیں۔ حادثہ تو ایک آدھ ہوتا ہے۔ لہٰذا حادثے کے باوجود، گاڑی کے حادثے کے بعد حادثے سے متاثر لوگوں کو دوسری گاڑی میں لے گئے۔ مطلب یہ ہوا کہ اندیشے کا جواز نہیں ہے۔ اور آپ کے پاس اُمید کا موقع نہیں ہے۔ اب درمیان میں کیا چیز ہے جس سے آپ کو مستقبل کا خدشہ پیدا ہو رہا ہے؟ ایک تو آپ کے اپنے حق میں نیت اچھی نہ ہونا اور دوسرا یہ کہ اپنے Behaviour کی استقامت کا فیصلہ نہ ہوسکنا اور اپنے آپ کو محسوس کرنا کہ میں اتنا طاقت ور نہیں ہوں کہ میں اس مسجد میں دیر تک بیٹھ سکوں گا۔ تو وہ آدمی اب اندیشہ کرے گا جس کو اپنے ایمان اور اپنے دین پر اتنا بھروسہ نہیں جتنا اس کو ہونا چاہیے۔ تو اس کو مستقبل سے اندیشہ ہوگا۔ مستقبل کے اندیشے کی ایک اور وجہ ہے ______ کبھی کبھی ماضی میں ایک عمل انسان سے ایسا سرزد ہو جاتا ہے جس کو اس نے چھپا کے رکھ دیا اور زندگی میں کسی سٹیج پر اس کے ظاہر ہونے کا موقع مل گیا یا ملنے کا اندیشہ ہو گیا کہ کہیں Concealed جو ہے وہ Revealed نہ ہو جائے۔ اب اگر اپنے آپ پر یا اپنے اللہ پر بھروسہ ہو تو دعا مانگتے ہیں کہ وہ Concealed رہے، یا اللہ چھپی ہوئی خامیوں کو چھپا کے رکھنا۔ اسے ستار العیوبی کہتے ہیں۔ یا اللہ تو ستار العیوب ہے، ہمارے عیب کو چھپائے رکھنا۔ عیب کا ظاہر نہ ہونا اللہ کے فضل کا ایک بہت بڑا انداز ہے۔ بخشنے والے کا آپ کے ساتھ بخشنے کے

عمل کا یہاں سے بھی اظہار ہوتا ہے کہ آپ کی چھپی ہوئی کوتاہیوں کو اس نے چھپا رہنے دیا۔ آپ یہ سمجھو کہ آپ کے لیے اس کا فضل مائل ہے۔ یعنی کہ جب اس نے آپ کی چھپی ہوئی غفلتوں کو چھپا رہنے دیا اور ستار العیوبی کی۔ جب کسی پرانی حماقت کے ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے آپ استغفار پڑھیں کہ یا رب العالمین رحم فرما۔ اس کی عملی شکل کیا ہے؟ کسی کی خامی کو کسی اور پر آپ ظاہر نہ کرنا۔ جب آپ کے پاس کسی کی خامی کا اظہار آئے تو آپ ستار العیوبی کیا کرو۔ میری بات سمجھ آ رہی ہے؟ ستار العیوبی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ انسان کو یہ کرنا چاہیے کہ آپ کسی کے عیب کو چھپاؤ۔ تو لوگ جب آپ میں Confide کریں تو ان کے Confidence کو دھوکا نہ دو۔ اسے کہتے ہیں ستار العیوبی۔ ستار العیوب انسان جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ تو اے خدا کے بندے! تو انسانوں کی خامیاں نہ ظاہر کیا کر۔

تو یہ ہے مستقبل کے اندیشے سے بچنے کا طریقہ۔ اس شخص کے لیے جس کا ماضی بے داغ ہو، حال بھی ٹھیک ہو لیکن مستقبل کے لیے ذہن میں کچھ اٹک لگی رہتی ہے، پریشانی رہتی ہے کہ نجانے کل کیا ہو جائے، ایسے آدمی کے لیے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس آدمی پر لازم ہے کہ وہ اپنی نیت کی اصلاح کرے۔ نیت کے اندر جو انتشار ہے وہ مستقبل کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔

نیت کیا ہوتی ہے؟ کسی انسان کو سزا دینے کی خواہش یا عمل۔ یعنی کسی انسان کو اس کی بُرائی کے بدلے اگر سزا دینے کی خواہش پیدا ہو جائے تو اپنی چھوڑی ہوئی برائیوں کا ممکن اثر ہو سکتا ہے۔ جب تک تم نے دوسروں کی خامیوں کو سزا سے آزاد نہیں کیا تب تک تمہاری خامی پوری طرح سزا سے آزاد نہیں گنی جائے گی۔ عین ممکن ہے کہ کوئی چھپی ہوئی چیز ظاہر ہو جائے یا اندیشہ بن جائے۔ مستقبل کا اندیشہ کن کو نہیں ہوتا؟ اس کو نہیں ہوتا جو اللہ پر راضی ہو گیا اور وہ کہتا ہے کہ جو ہو رہا ہے وہ ٹھیک ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ جو آپ کی پسند کی بات ہے وہ نہیں ہو گی لیکن اللہ کی پسند کی بات تو ہو گی۔ تو جو اللہ کی رضا پر چلنے والا ہو اس کو کوئی اندیشے نہیں ہوتے۔ جو شخص لوگوں کے عیب کو چھپاتا ہے وہ بڑا انسان ہونے کی بات ہوتی ہے۔ اگر کوئی آپ کو اعتماد میں لے کہ یہ ہماری غلطی ہے تو آپ اس کا اعتماد پورا کرو۔ یا تو آپ اسے کہو کہ مجھ پر اعتماد نہ کرو' میں اور طرح کا آدمی ہوں' میں دل میں بات رکھ ہی نہیں سکتا۔ اور اگر آپ کسی سے وعدہ کر لو تو ستار العیوب اللہ کا کام ہے اور یہ ستار العیوبی آپ کا کام ہونا چاہیے۔ آدھے سے زیادہ لوگ اس لیے پریشان ہیں کہ وہ اپنی خامیوں کا پراپیگنڈہ کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں مصیبت آ گئی۔ اگر مصیبت آ گئی ہے تو بیان کیوں آیا ہے۔ اب لوگوں کا یہ ایک قسم کا رواج بن گیا ہے کہ اپنی خامیوں کا یا اپنی

پریشانیوں کا دوسرے کے سامنے اتنا بر ملا اظہار کرتے ہیں کہ وہ خامی Manyfold ہو جاتی ہے۔ اس کا جتنا بیان ہوگا یہ اتنی بڑھ جائے گی۔ خامی، اذیت اور پریشانی اس آدمی کے سامنے بیان نہ کرنا جس پر تمہارا اعتماد نہیں ہے۔ مگر آپ بیان کرتے چلے گئے، اس طرح یہ ایک عادت سی بن جاتی ہے۔ جو شخص اپنے مسائل کو چھپا نہیں سکتا، اپنی خامیوں کو چھپا نہیں سکتا، وہ دوسروں کی ستار العیوبی کیا کرے گا۔ اس لیے یہاں آ کے انسان کو پریشانی کا سامان کرنا پڑتا ہے اور مستقبل کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ مستقبل کا اندیشہ کس کو پیدا ہوگا؟ جو اپنی خامی نہ چھپا سکے اور دوسرے کی خامی کا اشتہار لگا دے۔ مستقبل کا اندیشہ اس کو ہوگا جس کی نیت میں اچھائی نہ ہو بلکہ نیت کی برائی ہو۔ مستقبل کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک اندیشہ Dawn کرتا ہے، یہ پورا Vision نہیں ہوتا بلکہ اشارہ ہوتا ہے کہ مجھے لگ رہا ہے، اچانک میرے جی میں بات آئی ہے کہ کل کا دن بھاری ہوگا، یہ مجھے بوجھل لگتا ہے۔ تو یہ بلا سبب اندیشہ ہوتا ہے۔ جب ایسا وقت آ جائے کہ مستقبل کا خطرہ Knock کرے مگر اپنا نام نہ بتائے تو اس وقت آپ بکرے کی قربانی کرو، گائے کی کرو یا اُونٹ کی کرو۔ That is the proper time۔ یعنی صدقہ دیا کرو۔ تو جب آپ یہ محسوس کرو کہ کوئی خطرہ Knock کر رہا ہے، اُداسی لگ رہی ہے، طبیعت بوجھل لگ رہی ہے، کوئی Vacuum سا ہو گیا ہے، ہر چیز موجود ہے،

چیزیں گنو تو پوری ہیں، پیسے بھی ہیں، بینک اکاؤنٹ بھی ٹھیک ہے، اس میں بھی دقت نہیں ہے۔ پھر ہے کیا؟ فون کرو کہ خیریت سے ہو؟ تو وہ بھی خیریت سے ہیں، مگر کوئی Weight سا آ رہا ہے، وزن آ رہا ہے۔ یہ وقت ہے کہ آپ نماز اور خیرات سے مدد مانگو۔ اس وقت کو آپ یوں ٹالو۔ کیسے؟ صدقے اور نماز کے ساتھ اور اعتماد کے ساتھ۔ اگر ایسا وقت آ رہا ہے اور آپ کو محسوس ہو رہا ہے تو یہ نماز کا وقت ہے۔ جب وہ خطرہ Knock کر رہا ہے، گمنام خطرہ، بے نام ہوا سرد ی میں روشن دان سے آ رہی ہے تو ضروری ہے کہ آپ خدا کے قریب ہونے کی کوشش کرو۔ جس شخص کو خدا پر پورا بھروسہ نہ ہو اور خطرے کا احساس ہو تو وہ شخص بہت دقت میں ہوتا ہے۔ اب آپ کو میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں کہ شروع شروع میں فقراء یا علماء سب کو بلاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جیسا بھی کچا پکا ہے اس کو آنے دو، ٹھیک ہے، اس کو ایسے ہی آنے دو۔ وہ کہتا ہے کہ سرکار اس وقت تو جوتے اتارنا مشکل ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ اس سمیت ہی آجا۔ اس طرح بلا لیا، مانوس کر لیا، وابستہ کر لیا اور پھر بعد میں ایک بات بتاتے ہیں کہ اگر تیری طبیعت میں جھوٹ تھا تو اللہ کے دربار میں کیوں آیا، اگر تیری طبیعت میں جھوٹ ہے تو اس دربار سے باہر نکل، اللہ کے گھر میں آ کے تیری نیت ابھی تک اچھی نہیں ہو رہی ہے تو اب اس کی سزا ہوگی۔ پہلے کیا کہا تھا اس کو؟ جیسا ہے، کچا پکا ہے، اس کو کہا کہ اسلام کو قبول

کر لو‘ کلمہ پڑھنے سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اب کیا کہا؟ اگر اللہ کے سامنے آ کے تمہارے اندر سے بدی نہیں جاتی یا بدنیتی نہیں جاتی تو تمہیں سزا ہو گی۔ تو اس وقت اسے کہتے ہیں کہ دین میں مکمل داخل ہو جاؤ۔ آپ کو بات سمجھ آ رہی ہے؟ کہ اب آپ لوگ مسجد میں آ گئے‘ اللہ کے قریب آ گئے‘ اب دل سے ہر طرح کا خیال نکال دو۔ گویا کہ اللہ کو کہنا پڑا کہ اے ماننے والو مان لو یاایھا الذین ا منو ا امنو ا یعنی اے ایمان والو‘ ایمان لے آؤ۔ یعنی اے ایمان والو دل میں بے ایمانی چھوڑ دو‘ Real ایمان لاؤ۔ گویا کہ ایمان لانے والا ممکن ہے کہ ایمان نہ لائے اور مومنوں میں شامل ہو لیکن اس کو اپنے چھوٹے سے ایمان کا یقین تو ہو مگر یقین بھی پورا نہ ہو۔ یقین بڑی چیز ہوتا ہے۔ اگر فلاح کا یقین ہو تو پھر ایمان قائم رہ جاتا ہے۔ اگر فلاح کا یقین نہ ہو تو ایمان میں اندیشہ پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے مستقبل کے ممکن خطرے سے بچنے کا چارہ نمبر ون یہ ہے کہ دعا لو‘ نمبر دو یہ کہ صدقات دو‘ نمبر تین یہ کہ نماز کی عبادت کرو اور نمبر چار یہ کہ چھپی ہوئی غلطیوں پر پوری معافی مانگ لو اور جیسا ہو سکتا ہے اس کو ٹھیک کر لو۔ لوگوں کی غلطیوں کا اظہار کرنا بند کر و تا کہ تمہاری غلطیوں کو چھپا دیا جائے‘ اپنی زبان سے کسی کی خامی بیان نہ کرو۔ اگر ایک آدمی کافر ہے اور آپ کہتے ہیں کہ یہ بڑا کافر ہے‘ اگر کل وہ آدمی اللہ کے حکم سے اسلام میں داخل کر لیا جائے تو آپ کا آج کا بیان کس کام کا۔ جب تک

آدمی آخری سانس میں نہ پہنچے اس کے بارے میں رائے کا اظہار کرنے سے پہلے غور کرلیا کرو۔ آج کا مسلمان پتہ نہیں کل کدھر جائے گا اور آج کا کافر پتہ نہیں کل کیسے ہو جائے گا۔ پبلک کے اندر رائے دینے سے پہلے آپ احتیاط کیا کرو کیونکہ یہ حدیث شریف ہے کہ عین ممکن ہے کہ ایک آدمی اور جنت کے مابین ایک بالشت کا فاصلہ ہو اور وہ آدمی دوزخ میں جا گرے اور عین ممکن ہے کہ دوزخ اور بندے کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہو اور وہ آدمی جنت میں چلا جائے۔ یہ ہو سکتا ہے ناں۔ گویا کہ Last moment بھی سفر کا راستہ بدل سکتا ہے۔ ایک آدمی جو ماننے والا ہو اگر وہ آخری وقت میں گلہ کر دے کہ یا اللہ یہ کیا ہے تو وہ گلہ کرنے سے کافر ہو جائے گا۔ اس لیے اپنے ایمان کا احترام کیا کرو' اس کا شکر ادا کیا کرو' یہ تم سمجھ رہے ہو کہ یہ تم نے حاصل کیا لیکن ایمان اللہ نے عطا کیا ہے۔ اگر کبھی ایمان مل جائے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور یہ ہے نیاز۔ جب ایمان مل جائے' پتہ چل جائے' یقین ہو جائے تو اس کا دوسرا شکر کرو اور وہ کیا ہے؟ نیاز۔ اُسے نیاز کہتے ہیں کہ یہ اس کے نام کی نیاز ہے' شکر کی بات ہے کہ اس نے مجھے میرے مانگے بغیر وہ اعتماد دیا جسے کہتے ہیں یقین بے گماں' ایسا یقین جس میں شک کا شائبہ ہی نہ ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اللہ ہے؟ تو کہو کہ ہے۔ تم نے دیکھا ہے؟ نہیں۔ پھر کیسے ہے؟ تم کہو کہ وہ ہے۔ تو ایسا یقین ہو جس میں شک کا موقع ہی نہ

ہو۔ اس لیے مستقبل کے اندیشے کو حال میں مصروفیت اختیار کر کے ٹال دیا کرو۔ آپ کیا کرو؟ حال میں اتنے مشغول ہو جاؤ، مگن ہو جاؤ کہ مستقبل اللہ کے حوالے رہنے دو۔ پھر جو کچھ آئے گا بہتر آئے گا' آج کا دن اچھا گزرا' کل بھی انشاء اللہ تعالیٰ اچھا ہو جائے گا۔ بس یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو ہوا اچھا ہوا اور جو ہو رہا ہے وہ بہتر ہو رہا ہے اور جو ہو گا وہ اور بہتر ہو گا۔ اس اعتماد کے ساتھ مستقبل کا خطرہ ٹل جاتا ہے۔ مستقبل کے بارے میں کبھی بدگمانیاں اور بدشگونیاں نہ کیا کرو۔ مستقبل بڑی Sacred چیز ہے' اس کا اندیشہ نہ کیا کرو۔

اب آپ اپنے دوسرے سوالوں پہ غور کریں ______ پوچھیں ______ آج سب لوگوں نے ایک ایک سوال کرنا ہے ______ کیا لکھ کے لائے ہو؟ ______ بولو ______

سوال:

کیا کچھ مزاج ہی قنوطیت پسند ہوتے ہیں؟

جواب:

مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ ''قنوطیت'' لفظ کیا ہوتا ہے۔

سوال:

Pessimistic

جواب:

سوال:

جو آگے کے بارے میں مایوس ہو۔

جواب:

یہ آپ نے کس کے بارے میں پوچھا ہے؟

سوال:

In General کیا کچھ ایسے مزاج بھی ہو سکتے ہیں؟

جواب:

آپ نے جہاں سے یہ لفظ پڑھا ہے کیا وہاں نہیں لکھا ہوا تھا کہ ایسے مزاج ہوتے ہیں۔ وہ سوال کرو جس کا آپ کے ساتھ تعلق ہو یا آپ کے ایمان کے ساتھ تعلق ہو۔

دوسرا شخص:

بعض سوال ہم سے تعلق نہیں رکھتے لیکن وہ سوال تو ہیں۔

جواب:

جو آپ سے تعلق نہیں رکھتے تو ان سوالوں کا جس چیز کے ساتھ تعلق ہے وہاں ان کا جواب موجود ہوتا ہے۔

تیسرا شخص:

جب جواب نہیں ملتا تو آپ سے پوچھتے ہیں۔

جواب:

مثلاً یہ جو سوال ہے کہ بعض لوگ قنوطیت پسند ہوتے ہیں کہ نہیں ہوتے، تو آپ کو پتہ ہے کہ وہ ہوتے ہیں، Pessimist بھی ہوتے ہیں اور Optimist بھی ہوتے ہیں، دونوں غلط فہمی میں ہوتے ہیں لیکن Optimist بہتری میں ہوتا ہے کیونکہ He has hope with him اور Pesssimist بلا سبب ہی اندیشے میں مبتلا ہوتا ہے، اُس نے آگے جا کے مار تو کھانی ہے مگر ابھی سے رو رہا ہے، اس کو درد آج ہی سے شروع ہو گیا، وہ دوہرے عذاب میں ہوتا ہے۔

سوال:

کیا وہ لوگ ایسا مزاج لے کے آتے ہیں؟

جواب:

کہاں سے لے کے آتے ہیں؟

سوال:

پیدائشی؟

جواب:

جب وہ ہوتے ہیں تو پھر مزاج کیا ہے۔ پھر تو مزاج ہی ہوگا۔ کچھ لوگ دلیر مزاج ہوتے ہیں۔ اگر آپ سوال کریں کہ یہ پیدائش سے ہیں یا پیدائش سے پہلے یہ مزاج لائے ہیں تو میں اس کا کیا جواب دوں۔ آپ ہی

بتائیں۔

سوال:

آپ جواب دے دیں تو ______

جواب:

وہ پیدائش سے یہ مزاج نہیں لائے بلکہ یہ پیدائش سے پہلے کا ہے۔ دلیر جو ہے وہ دلیر ہوگا اور بزدل جو ہے وہ بزدل ہوگا ______ آپ کا سوال کیا ہے؟ مجھے آپ کا سوال سمجھ نہیں آیا۔

چوتھا شخص:

مثلاً ایک شخص کا ایک مزاج ہوتا ہے، وہ پیدائش سے پہلے متعین ہو گیا ہے تو کیا اس کا مزاج بدل سکتا ہے؟

جواب:

نہیں نہیں۔

سوال:

پھر آپ کی یا کسی اور کی تعلیم اس شخص پر کیا اثر کرے گی؟

جواب:

بنانے والے نے ایسا انسان بنایا کہ اس کے اندر پیغمبر بھیجے۔

سوال:

فائدہ کس کا ہوا؟

جواب:

فائدہ وہ جن کا فائدہ ہوا۔ باقی لوگ جو ہیں یہ اندر سے گلہ ہی کرتے رہیں گے کہ آپ نے ہم سے صحیح بات نہیں کی۔ کسی ایک بندے کی بات پر اعتماد کرنے والا کفر سے نکل جائے گا۔ اللہ نے آدمی کو بنانے سے پہلے بہشت اور دوزخ کو بنالیا۔ اب آپ بچ جائیں۔ دوسرے کے ساتھ اللہ جو بھی ہے آپ یہ دیکھو کہ آپ کے ساتھ وہ کیا ہے؟ وہ رحمٰن ہے۔ اب اس کی قہاریت کو مت بیان کر۔ تو جان بچانے کا یہ طریقہ ہے۔ اگر آپ اسلام کے راستے پر' اللہ کے راستے پر اور تقرب کے راستے پر جا رہے ہیں تو یہ نہ کہنا کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کیوں چھوڑ دیا۔ یہ اللہ کی کائنات ہے' اگر آپ کو یہ سمجھ آئی تب بھی کچھ سمجھ نہیں آئے گا۔

سوال:

سر! بے ادبی معاف۔ ایک ڈر لگا رہتا ہے کہ جو رحمانیت میں ہے یا اس کے تقرب میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا تو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اگر آج وہ رحمٰن ہے تو کسی بھی معمولی بات پر وہ ناراض ہو سکتا ہے۔ اس سے انسان کو اندیشہ بھی لگا رہتا ہے۔ اور ڈر بھی لگا رہتا ہے۔

جواب:

یہ جو اس کی بے نیازی کا اندیشہ ہے یہ اندیشہ تو رہنا چاہیے۔ اسے

کیوں ختم کرتے ہو۔

سوال:

اس سے ڈر بہت لگتا ہے۔

جواب:

ڈر لگنے سے ہم نے آپ کو کب منع کیا ہے۔ڈر تو لگنا چاہیے۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ ایمان نہ چھوڑ جانا۔ڈر جو ہے یہ دو چیزیں پیدا کرتا ہے' ایک تو یہ کہ آپ مایوس ہو کے دین چھوڑ جائیں اور دوسرا یہ ہے کہ آپ خوف زدہ ہو کے دین میں اور داخل ہو جائیں۔ جس آدمی کے مزاج میں زسی تڑانے کی صِفت ہے اس کے لیے ڈر جو ہے اُسے کفر کی طرف لے جائے گا۔تو وہ آدمی جو دین کو سرسری طور پر اختیار کرنے والا ہے اگر وہ ڈر میں داخل ہو گیا تو دین چھوڑ جائے گا۔میری بات سمجھ آئی آپ کو؟ کیا سمجھ آئی؟

سوال:

یہی کہ ڈر کے مارے وہ دین سے دور ہو جائے گا۔

جواب:

اگر اللہ کے ساتھ تمہارا تعلق قائم ہے تو ڈر جو ہے وہ اور قریب کرے گا۔ مالک کا ڈر جس کو زیادہ ہوتا ہے مثلاً کوئی نوکر ہو تو وہ زیادہ ڈر کے چوری کر کے چھوڑ جاتا ہے۔اور محبت سے ڈرنے والا ڈرتا بھی رہتا ہے اور محبت بھی کرتا رہتا ہے۔تو ڈر جو ہے اگر وہ محبت کے بغیر ہے تو عین ممکن ہے کہ تم

دین چھوڑ جاؤ۔ ڈر کو محبت کے ساتھ رکھو اور پھر آپ دین میں داخل ہوتے جاؤ گے یعنی ڈر بھی ہے اور محبت بھی ہے' تیرا بندہ بھی ہوں اور تیرا طالب بھی ہوں۔ آپ دیکھو کہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پیغمبروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محبت نامے جاری کیے اور سلام و درود بھیجا۔ لوگوں نے حضور پاک ﷺ سے پوچھا کہ آپؐ تو اللہ کے محبوب ہیں' باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں' آپؐ اتنی عبادت کیوں فرماتے ہیں' ساری ساری رات جاگتے رہتے ہیں' اللہ نے خود کہا ہے کہ آپ تھوڑا جاگا کریں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ اللہ ہے' بادشاہ ہے' مالک ہے' جو اس نے مجھ پر نوازشیں کی ہیں کیا تم چاہتے نہیں کہ میں اس کا شکر گزار بندہ بنوں۔ آپ لوگوں کا سوال شکر گزاری کے علاوہ ہے۔ بات سمجھ آئی؟ آپ نہ شکر کرتے ہو اور نہ وابستگی کرتے ہو' پھر تو یہ سوال آپ کو کفرستان میں لے جائے گا۔

اب اس کا بندہ ہو کے سوال کرو۔ اس نے آپ پر رحم کیا اور آپ پر مہربانی کی۔ اب آپ کا سوال کیا ہے؟

سوال:

سر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو اللہ کی مہربانی ہے وہ آخری دم تک رہے۔

جواب:

تم آخری دم تک اس کے رحم کو پکارتے رہو اور انسانوں کو اپنے ہاتھ کی زد سے بچاتے رہو' لوگوں کے لیے رحم بن جاؤ۔ اگر آپ نے لوگوں پر رحم

کرنا شروع کر دیا تو اللہ کی مہربانی آپ کے ساتھ ہے۔ اگر حضور پاک ﷺ کے ساتھ آپ کی محبت اور ادب جاری رہے تو اللہ کی مہربانی آپ کے ساتھ ہے۔ میں بشارتیں اس لیے نہیں دینا چاہتا کہ آپ ابھی تک سماج کے لیے بے ضرر نہیں ہوئے۔ کوئی آدمی ہو جو ہاتھ کھڑا کر کے یہ کہے کہ میں ہر ایک کے لیے بے ضرر ہو گیا ______ پھر آپ کے لیے امید کا پیغام یہ ہے کہ جس دل کے اندر حضور پاک ﷺ کی محبت ہے وہ دل جو ہے اس کو اللہ تعالیٰ کسی قیمت پر دوزخ میں بھیجنا Afford نہیں کرتا۔ اللہ کے لیے Afford کا لفظ نہیں کہنا چاہیے لیکن محبوب ﷺ کا چاہنے والا دوزخ میں نہیں جا سکتا' وہ جا سکتا ہی نہیں۔ آپ کو بات سمجھ آئی؟ اب اللہ سے کون ڈر رہا ہے؟ بدنیت ڈر رہا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ میں نے تمہیں مسلمان بنا دیا ہے اور تمہارے مانگنے سے پہلے اسلام دے دیا ہے' انسان بھی بنا دیا۔ حالانکہ میں چمگادڑیں بناتا ہوں' چھپکلیاں میں نے بنائی ہیں ______ چھپکلیاں بنانے والا' چمگادڑ بنانے والا' اُلو' شیر' گدھ سارے بنانے والا جو ہے اس نے تمہیں انسان بنایا ہے تو اب ڈرنے والی کیا بات ہے بلکہ یہ تو شکر والی بات ہے۔ اس نے کافر بنائے اور یہودی بنائے لیکن تمہیں اس نے مسلمان بنایا اور تمہارے مانگنے سے پہلے بنایا۔ تو یہ شکر والی بات ہے۔ اب اندیشہ کیا ہے بدنیتی کے علاوہ۔ تو یہ نکال دو۔ جب تم نفلی نمازیں پڑھتے ہو تو تمہیں اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ

شخص اندیشے سے بچ نہیں سکتا جو اللہ کے ساتھ Fair نہیں ہے۔ جو شخص عبادت نہیں کر سکا اگر وہ اللہ سے کہے کہ تیری مہربانی ہے، معاف فرما دے تو اس کو اندیشہ نہیں ہوگا۔ اندیشہ کس کو ہوگا؟ جو عابد مشہور ہونا چاہتا ہے مگر عبادت میں داخل نہیں ہوتا تو اُسے اندیشہ ہوگا۔ جو فقیر کہلاتا ہے اور فقر سے آشنا نہیں ہے اُسے اندیشہ رہے گا۔ جو کہتا ہے اور جانتا نہیں ہے اُسے اندیشہ رہے گا۔ جس کی شہرت اور اصل میں فرق ہے اُسے اندیشہ رہے گا۔ جس کے بیان اور جس کے عمل میں فرق ہے اُسے اندیشہ رہے گا۔ تو آپ اندیشہ نکال دو، ضرور نکالو۔ اپنے بیان کو اپنے اصل سے کم کرو، Have more than you show اور Speak less than you know۔ اگر اپنے آپ کو بہت نمایاں کرنے کی خواہش بند کر دو تو اندیشہ نکل جائے گا۔ اندیشہ جو ہے وہ مبالغے کی پیداوار ہے۔ یہ کس کی پیداوار ہے؟ یہ مبالغے کی پیداوار ہے۔ اور اندیشہ جو ہے یہ دعوے کا نتیجہ ہے۔ تو آپ دعویٰ نہ کرو، مبالغہ نہ کرو، لوگوں کو ان کی برائیوں کی وجہ سے رُسوا نہ کرو، تو اندیشہ نکل جائے گا۔ یہ میں اندیشہ نکالنے کی بات کر رہا ہوں۔ اگر اللہ کی بات سمجھ نہیں آتی تو اللہ کے حبیب پاک ﷺ کی بات کو سمجھو اور ان کے قریب رہو تو اندیشہ نکل جائے گا۔ پھر اندیشہ کس بات کا؟ پھر اندیشہ کوئی نہیں ہے۔ آپ کی توقعات تو لوگوں سے منسوب ہیں۔

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نومیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

تو کافری کی اتنی سی بات ہے کہ انسانوں سے توقعات ہوگئی ہیں اور اس طرح انسان مایوس ہوتا جا رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ پھر وہ کافری میں داخل ہو جاتا ہے۔

اب آپ اپنا سوال دُہرائیں۔

سوال:

میرا سوال یہ تھا کہ کیا قنوطیت مزاج کا نام ہے؟

جواب:

میں شروع سے یہ بتا رہا ہوں کہ وہ سوال پوچھو جس کا پتہ نہ ہو۔ آپ کا سوال یہ ہے کہ قنوطیت مزاج میں ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی۔

سوال:

مزاج سے میری مراد یہ ہے کہ کیا یہ کوئی فطری ودیعت کوئی چیز ہوتی ہے جس کو بدلا نہیں جا سکتا؟

جواب:

میں آپ کی سائیکالوجی اور فلسفے جانتا ہوں۔ اس کا جواب آپ خود بتائیں کہ کیا ہے؟

دوسرا شخص:

میرا خیال ہے کہ ان کا مطلب ہے کہ بعض لوگ اندیشہ کرتے ہی کرتے ہیں۔

جواب:

ان سے پوچھو کہ یہ ایمان داری سے بتائیں کہ کیا اس سوال کے جواب کا ان کو پتہ ہے کہ نہیں ہے۔

سوال:

میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ اٹل چیز ہے جو بدلی نہیں جاسکتی یا جو بدلی جاسکتی ہے۔

جواب:

آپ کا اپنا کیا خیال ہے؟

سوال:

میرا خیال ہے کہ یہ بدلی نہیں جاسکتی۔ اگر کسی کی عطا ہو یا نظر ہو تو یہ بدلی جاسکتی ہے۔

جواب:

پھر سوال کیا ہے؟

دوسرا شخص:

یہ ان کے ذہن میں اپنا خیال ہے۔

جواب:

پھر تو یہ بیان ہے' اب بتاؤ کہ سوال کیا ہے؟

تیسرا شخص:

ان کا سوال یہ تھا کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے مزاج میں فطری طور پر اندیشہ ہوتا ہے۔ تو کیا ان لوگوں کو کسی تعلیم کے ذریعے سے' کسی اور طریقے سے' ان کی ذات سے نکال کر اُمید کے دائرے میں لایا جا سکتا ہے؟

چوتھا شخص:

اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ کیا فطرت Change ہو سکتی ہے؟

جواب:

یہ تو اور سوال ہے ______ ان کا یہ سوال غلط ہے۔ یہ ساری کی ساری جو بحث پہلے سوال کے جواب میں ہوئی تھی' جو سوال بلال صاحب نے پوچھا تھا تو ان کے ذہن میں آ گیا ہے کہ یہ قنوطیت ہے۔ وہ قنوطیت نہیں تھی۔ بلکہ مستقبل کے بارے میں ایک بات تھی۔

پانچواں شخص:

سر! ہمیں سائیکالوجی میں مصیبت پڑی ہوتی ہے Hope, Fear, Depression اور اس طرح کی چیزیں پڑھ پڑھ کے۔ ان کا سوال اس سلسلے سے Related تھا۔

جواب:

نہیں، انہوں نے یہ اطلاع دی ہے کہ اس آدمی کے اندر قنوطیت ہے جس نے وہ سوال کیا تھا۔ یہ سوال Genuine نہیں تھا۔ سوال یہ تھا کہ اگر میرا ماضی درست ہو حال درست ہو تو پھر مستقبل کا اندیشہ کیوں ہوتا ہے؟ ایسی طبیعت جو ہے یہ قنوطیت آشنا نہیں ہے بلکہ اس کی اور وجوہات ہیں۔ سوال کرنے والے کا مزاج بھی دیکھو اور اس کو ویسے بھی پہچانو۔ اب اگر یہ General سوال ہے تو جواب یہ ہے کہ قنوطیت ہوتی ہے، یہ دور ہو سکتی ہے۔ آپ کو اپنے علاوہ کوئی آدمی مل جائے تو وہ قنوطیت کو دور کر سکتا ہے، کوئی ساتھ مل جائے تو یہ دور ہو سکتی ہے۔ تو مزاج بدلتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ایمان ہے کیا؟ اس کیفیت سے دوری۔ سوال Genuine وہ ہوتا ہے جو Genuinely پیدا ہو۔ تو قنوطیت ہوتی ہے اور یہ دور ہو جاتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اپنا ذاتی سوال، Genuine سوال دریافت کریں اور مذاکرہ کو Lead نہ کریں۔ جس کا جو مطلب ہے اسے خود بیان کرنے دو، وہ سمجھتا ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں ____ اب آپ اور سوال کریں۔ ہم تو ایک بات کر رہے تھے اور اللہ کے فضل کی بات کر رہے تھے اور ایک دم اس میں کہیں سے قنوطیت کا لفظ آ گیا۔ تو یہ کوئی لفظ نہیں ہے ____ اب آپ اپنا سوال بتائیں۔ مجھے قنوطیت والا یہ سوال پسند نہیں آیا۔ اب آپ بتائیں

کہ یہ سوال کیسے ذہن میں آیا؟

سوال:

بس آ گیا تھا' مجھے کیا پتہ کہ کیسے آیا تھا۔ وہ خود آیا تھا مگر مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیوں آیا تھا۔ مجھے بالکل ہی نہیں پتہ چلا کہ سوال کیسے آ گیا اور چونکہ آپ کا ارشاد تھا کہ سوال کرو تو میں نے سوال کر دیا ______ بہت سے مواقع پر ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو مایوس کر دیتے ہیں مگر میں نے مایوسی محسوس نہیں کی۔

جواب:

اب سوال یہ بنا کہ اگر کسی میں قنوطیت ہو تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ کچھ لوگ مایوس ہوتے ہیں اور کچھ لوگ مایوس نہیں ہوتے' کچھ متاثر ہوتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتے ______ پھر سوال کیا بنا؟

سوال:

سوال یہ ہے کہ اس سے کیسے بچا جائے؟

جواب:

جس طرح آپ پہلے بچتے ہیں۔ آپ نے ابھی کہا ہے کہ آپ اثر نہیں لیتے۔

سوال:

کبھی کبھی اثر ہو بھی جاتا ہے۔

جواب:

آپ کے لیے Hope کا راستہ ہونا چاہیے ______ اس سوال کو آپ Withdraw کر لیں۔ آپ سے اتنے سالوں کے تعلق میں یہ ناپسندیدہ سوال تھا۔ یہ سوال مجھے بالکل پسند نہیں آیا ______ اور سوال پوچھیں۔

سوال:

کیا زمانے بھی اپنا اپنا مزاج رکھتے ہیں؟ جس زمانے میں ہم جی رہے ہیں کیا اس زمانے کا کوئی مخصوص مزاج ہے؟

جواب:

یہ پھر ایک بنیادی سوال آ گیا۔ زمانوں کا مزاج ہوتا ہے۔ یہ دنیا جو ہے اس میں اسلام کے علاوہ دنیا میں جو علوم موجود ہیں ان کو بھی آپ اپنے علوم سمجھو۔ یہ دنیا جو ہے، مسلمانوں کے قبضے کے علاوہ جو دنیا ہے، اس کو بھی آپ اپنی دنیا سمجھو۔ دنیا میں جس طرح Ages بنی ہیں، زمانے بنے ہیں، کہ کون سا زمانہ کیا ہوگا، اگر انگریزوں نے کچھ بتایا ہے تو وہ بھی آپ ہی کا علم ہے۔ ایک زمانہ تھا جب یہاں پر ایک بہت بڑا بادشاہ تھا یعنی ہندوستان میں، اس زمانے میں ایران میں بھی ایک بہت بڑا بادشاہ تھا، افغانستان میں بھی ایک بڑا بادشاہ تھا، انگلستان میں بھی ایک بہت بڑا بادشاہ تھا، سپین میں بھی ایک بہت بڑا بادشاہ تھا اور فرانس میں بھی ایک بہت بڑا بادشاہ

تھا ــــــــ ایسا زمانہ آپ کی نگاہ میں آیا؟ تاریخ جاننے والے ان میں سے کسی ایک بادشاہ کا نام لے سکتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں کہ وہ Great Rulers کا زمانہ تھا' وہ زمانہ آیا عظیم بادشاہوں کا۔ پھر زمانہ آیا سیر کرنے والوں کا' تحقیق کرنے والے اور پیدل جانے والے سیاحوں کا زمانہ۔ پھر تحقیقات کا زمانہ آیا۔ پھر علوم وفنون کا زمانہ آیا' پھر Social Sciences کا زمانہ آیا' پھر انقلاب کا زمانہ آیا' پھر عذاب کا زمانہ آیا' پھر حکمت کے عروج کا زمانہ آیا کہ افلاطونانِ وقت پیدا ہوئے ــــــــ تو زمانے ہوتے ہیں۔ یہ جو جڑی بوٹیوں کا علم ہے یہ سارا تجربے سے حاصل نہیں ہو سکا' لیبارٹری تو انسان نے آج بنائی ہے' یہ بوٹیاں خود بولتی رہی ہیں اور ان لوگوں کو بتاتی رہی ہیں کہ میں یہ صفت رکھتی ہوں۔ تو ان لوگوں نے ان کو اس طرح شامل کر لیا۔ یہ تجربے کی بات نہیں ہے' قطعاً نہیں ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ تو یہ Age بھی آئی کہ جڑی بوٹیوں سے بات کرنے والے آئے' ستاروں سے بات کرنے والے آئے' سیارگان سے باتیں کرنے والے آئے۔ پھر فتوحات کے زمانے آئے۔ تو زمانہ دراصل یا تو انسان کی کسی صفت کے اظہار کا زمانہ ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی صفت کے اظہار کا۔ اگر وہ کہہ رہا ہے تو اللہ کی صفت کا اظہار ہو رہا ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا کہ ایک آواز آئی اور ہم نے بستی کو غرق کرنے کا حکم دے دیا۔ کسی بستی پر ایسا ایندھن

گرایا گیا کہ اُسے جلا کے راکھ کردیا گیا۔ عجیب قسم کے عذاب نازل ہوئے‘ مثلاً آواز کا عذاب۔ ایک آواز آئی اور شامتِ اعمال وہ لوگ نہیں اُٹھے۔ تو یہ عذاب آتے رہے اور یہ Ages ہیں۔ ہر آواز جس سے اللہ تعالیٰ نے پوری بستی کو غرق کیا وہ ایک پورا زمانہ کہلاتا ہے۔ تو زمانے ہوتے ہیں‘ صفات والے زمانے ہوتے ہیں‘ نیکی والے زمانے ہوتے ہیں‘ متبرک زمانے ہوتے ہیں‘ Inquisitive زمانے ہوتے ہیں‘ Elected زمانے ہوتے ہیں‘ مال کے زمانے‘ خزانوں کے زمانے‘ عروج کے زمانے اور Space کی Discoveries کے زمانے۔ تو یہ سارے زمانے ہوتے ہیں۔ ہر زمانے کا اثر ہوتا ہے اور زمانے کا مزاج ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ زمانہ اللہ ہی ہے۔ ایک مقام پر کہا گیا کہ زمانہ اللہ ہے اور اسے بُرا نہ کہو۔ اور زمانہ ماسوا اللہ بھی ہے‘ اسے اچھا بھی نہ سمجھو۔ تو اس کے درمیان بات ہے۔ تو زمانے کی بہت پوجا نہ کرو کیونکہ یہ اللہ کا غیر ہے اور زمانے کو بُرا نہ کہو کیونکہ یہ ہم خود ہی ہیں۔ تو ایک مقام یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اظہار کا زمانہ ہے اور جب انسان کہتا ہے کہ یہ میرے اظہار کا وقت ہے تو یہ غیر اللہ ہے۔ اس لیے زمانے ہمیشہ اپنا اپنا رنگ لاتے رہے۔ آپ ساری تاریخ دیکھو تو زمانوں کا رنگ ہے۔ تو یہ آپ کے سوال کا آدھا جواب ہو گیا کہ زمانے اپنا رنگ رکھتے ہیں‘ اپنا مزاج رکھتے ہیں اور ان کے اندر وہ صفات جلوہ گر ہوتی ہیں۔ ہندو کے گھر سے بھی

اسی طرح کی آواز آئے گی جس طرح مسلمانوں کے گھر سے۔ جب بارش آتی ہے تو اُدھر بھی بارش ہو گی اور اِدھر بھی بارش ہو گی۔ وہ اپنے علم میں یکتائیت بنالیں گے اور آپ اپنے علم میں یکتائیت بنالیں۔ اس کی وجہ بتاتا ہوں۔ مثال کے طور پر عظمت کا زمانہ آیا۔ عظمت سے ہماری مراد اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کی عظمت ہے۔ اب ان کے مقابلے میں جو کافر کھڑا ہوا ہے وہ اپنی جگہ پر عظیم ہے۔ یعنی زمانہ ہے عظمت کا اور وہاں اسلام کے عظیم پیغمبر ﷺ کھڑے ہیں تو ان کے مقابلے کا کفر جو ہے وہ اپنے کفروں کے مقابلے میں عظیم ہو گا۔ ابوجہل جو ہے وہ پرانے ابوجہلوں سے عظیم ہو گا کیونکہ وہ مقابلے میں جو آئے گا۔ پرانے زمانے کے جو مقابلے والے لوگ تھے وہ چھوٹے چھوٹے تھے' موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون اور کسی کے مقابلے میں کوئی اور۔ اور جب سب سے بلند زمانہ آیا جو کہ حضور پاک ﷺ کا تھا وہاں پر ابوجہل کو کھڑا کر دیا گیا۔ یہ علم والا آدمی تھا' اس کے اندر اور صفات تھیں' اور بھی بڑے بڑے واقعات تھے۔ گویا کہ زمانہ ہوتا ہے۔ کیا ہوتا ہے؟ جب ایک صفت لیفٹ کی ہو تو رائٹ کی بھی آجاتی ہے۔ دونوں طرف سے یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ جہاں اسلام بلند ہوا وہاں اسلام کے مخالفین بھی اپنے طور پر بلند ہوتے ہیں۔ گویا کہ جب میں کہوں گا کہ This is the age of faith تو This also is the age of doubt آج جب

آپ لوگوں کے اندر ایمان کا یقین پیدا ہو رہا ہے تو آج وسوسوں کا بھی دور ہے۔ تو جتنا یقین بلند ہے اتنا ہی وسوسہ زیادہ ہے۔ جتنی تحقیق زیادہ ہے اتنا ہی شک زیادہ ہے۔ تو سارا دور ایسا ہو جاتا ہے کہ جو چیز بلند ہو جائے اس کے برعکس چیز بھی بلند ہو جاتی ہے۔ مثلاً آپ نے ایک دوائی بلند کر دی اور کہا کہ یہ ہر بیماری کا علاج ہے' تو پھر ایک نئی بیماری پیدا ہو جائے گی۔ کہتے ہیں کہ دیکھو اس کی کیا دوائی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کی دوائی کوئی نہیں ہے۔ پھر دیکھتے رہے اور پتہ چلا کہ اس کا علاج آ گیا ہے لیکن پھر ایک اور بیماری آ گئی۔ یہ آنکھ مچولی چلتی رہتی ہے۔ آج کا انسان' انسانوں پر سٹڈی کرنے والا' علم کی ریسرچ کرنے والا' انتہا پر پہنچنے والی میڈیکل سائنس لیکن بیماریوں کا علاج نہیں ہے۔ بڑے شرم کی بات ہے۔ آج بھی کتنی ہی بیماریاں ہیں جن کے علاج کا پتہ نہیں۔ کچھ بیماریوں کے تو نام کا بھی پتہ نہیں۔ بیماری تو بہت پرانی چیز ہے اور یہ غالباً پرانے پیغمبروں کے زمانوں سے چلی آ رہی ہے لیکن آج تک انسان کو اس کے علاج کا پتہ نہیں۔ اور انسان کا دعویٰ کیا ہے؟ دعویٰ آشنائیِ حق کا ہے اور کہتا ہے کہ ہم آسمانوں سے ہو آئے ہیں' Space کو دریافت کر لیا ہے' لیکن علاج نہیں جانتے۔ آج کا انسان اور زمانہ اِدھر بھی ہے اور اُدھر بھی ہے۔ علم جو ہے وہ چاند گاڑی کو نیچے کمپیوٹر سے ٹھیک کر لیتا ہے جو کہ وہاں پر خراب ہو گئی تھی' گاڑی کا پہیہ خراب

ہو گیا تھا۔ انتہا کی بات ہے۔ اور آج بھی آپ کے گھر ملازم جو ہیں وہ پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی۔ کیا آپ کے گاؤں میں کوئی ان پڑھ بھی رہتا ہے؟ بڑا افسوس ہوا مجھے یہ بات سُن کے۔ کہتا ہے کہ ابھی تو ہم بہت سارے ان پڑھ ہیں۔ لیکن ہم علم کی انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ لیکن ہر طرف انتہا کی جہالت بھی ہوئی پڑی ہے۔ کہتا ہے کہ ہمارے ہاں خواندگی کی شرح ناخواندگی کی شرح سے کم ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے' انسان شرمندہ ہو جاتا ہے۔ تو آج کے زمانے میں جہاں تعلیم عام ہے' وہاں تعلیم نہیں ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ چلو یہ کہہ لو کہ آج کا انسان آسودہ ہے' آسودۂ روزگار ہے لیکن آپ میں سے بہت سے لوگ ملازم ہیں' میاں بھی ملازم' بیوی بھی ملازم' اردگرد سارے ہی ملازم اور حالات کیسے ہیں؟ کہتا ہے کہ گزر نہیں ہوتا۔ آمدن کی زیادتی ہے۔ لیکن خرچ زیادہ ہوتا جارہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر زمانہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر اس میں ایک Activity بھرپور طور پر آجائے تو اس کے مقابلے کی Activity سامنے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اب اس کو آپ دریافت کریں کہ یہ کیا زمانہ ہے۔ تو زمانے ہوتے ہیں اور ان کا مزاج بھی ہوتا ہے۔ ادوار انسان پر بھی آتے ہیں اور زمانے پر بھی آتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسے دور آئیں گے جب ایمان پورا Sparkle کرے گا اور جب ایمان پر شک پیدا ہو جائے گا۔ تو آج کی Age

کی دریافت کرو۔ بین الاقوامی طور پر Age کچھ اور ہو گی اور آپ کے ہاں کچھ اور ہے۔

سوال:

سر! آج کل کے زمانے کو ہم اللہ تعالیٰ کے کس شخص سے منسوب کریں؟

جواب:

ان لوگوں کو ان کے زمانے میں چھوڑ دو۔ آپ اپنی بات کرو۔ تو ان لوگوں کو چھوڑ دو اور آپ اپنا سوال کرو۔ میری بات سمجھ آئی کہ میں کیا کہہ رہا تھا؟ تو ان کو آپ چھوڑ دو۔ ان کی بات نہ کرو بلکہ اپنی بات کرو۔ اس بات کو دریافت کرو کہ آپ کے ساتھ کون سا زمانہ ہے' پھر آپ کو بات سمجھ آئے گی۔ آپ مجھ سے کافروں کا زمانہ نہ پوچھو بلکہ ماننے والوں کا زمانہ پوچھو۔

سوال:

ہمارا زمانہ تو اچھا ہی ہے

جواب:

اگر اچھا ہے تو مبارک ہو______ آپ سوال وہ کریں جس کا آپ سے تعلق ہو۔ یہ نہ کہو کہ باقیوں کے اوپر عذاب آئے گا' اگر آتا ہے تو آنے دو۔ نہ ماننے پر سرزنش آئے گی' آنے دو۔ آپ اپنی بات کرو کہ آپ کا کیا ہوگا۔ اللہ کی رحمت کی خوشی کب مناتے ہیں؟ آپ کے خیال میں جس پر

اللہ کی رحمت نہیں ہوئی اس کو رحمت میں داخل کرو۔ آپ کی یہ کوشش ہونی چاہیے۔ یہ صرف علم کو بیان کرنے اور سُننے کی بات نہیں ہے۔ جس شخص نے زیادہ لوگوں کو اللہ کی رحمت میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے اس پر اللہ کی رحمت زیادہ ہے۔ جو آدمی لوگوں کی شکایت کرتا رہتا ہے کہ یا اللہ اس پر عذاب بھیج تو وہ آدمی خود عذاب میں آجاتا ہے۔ ہمارا دور جو ہے یہ شک اور یقین میں مبتلا ہے۔ یہ میں مسلمانوں کی بات کر رہا ہوں۔ آج کا مسلمان اپنے اسلام پر بہت حد تک شک کرنے لگ گیا ہے۔ آج کے مسلمان کا پرابلم یہ ہے کہ اُس کو خدا کے ڈر سے زیادہ غریب ہونے کا ڈر ہے' پیسے نہ ہونے کا ڈر ہے' پیسے کو یہ تقریباً اُس ذات کے برابر سمجھ بیٹھا ہے کہ یہ مشکل کشا ہے۔ بڑے سے بڑا ایمان والا آدمی جو ہے وہ بھی ایمان کی ایک شرط لگاتا ہے کہ اُس کے پاس کم از کم اتنا Basic Amount ہونا چاہیے' پھر وہ ایمان لائے گا۔ اور یہ ایمان کے اندر خلل ہے۔ اس لیے آج کے مسلمان میں سے پیسے کی محبت نکل جائے تو یہ مسلمان بہت اچھا ہو جائے گا۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ مسلمان شرک تو نہیں کرے گا لیکن مسلمانوں کو پیسے کی محبت خدا کی محبت سے محروم کر دے گی۔ آپ سمجھو کہ یہ دور آسکتا ہے یا آگیا ہے۔ یہ آپ کا دور ہے۔ آج کے دور میں جس آدمی کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو وہ اچھا آدمی ہے۔ کامیاب آدمی ہے۔ آج کے مسلمان

کو اگر حضور پاک ﷺ کی شفاعت پر بھروسہ ہو تو وہ آدمی ہمارے خیال مین اچھا ہے۔ آج کا مسلمان دیکھے بغیر اگر اپنے مستقبل پر راضی ہو تو وہ آدمی بہت اچھا ہے۔ آج کا آدمی اگر اپنے بھائیوں کو، اپنے پڑوسیوں کو خامی کے باوجود برا بھلا نہ کہے، ان کے خلاف پراپیگنڈہ نہ کرے، جس کی زبان سے مومن محفوظ ہو جائے وہ آدمی اچھا ہے۔ ورنہ لوگ کہتے کہ وہ تو ظالم آدمی ہے، وہ بہت ہی گندہ آدمی ہے، آپ کو اس کا پتہ نہیں ہے ____ تو اس کی زبان سے وہ آدمی محفوظ نہیں ہو رہا اور سننے والا بھی محفوظ نہیں ہو رہا۔ جس آدمی سے کوئی شخص گلہ سن رہا ہے تو بات Operative ہو گئی۔ کہ دوسرے آدمی کی برائی بیان کرنے والا دو دفعہ تکلیف میں جائے گا۔ ایک تو جو اس نے برائی کی ہے، غیبت کی ہے اور دوسرا یہ کہ اس کو اللہ کی بات بتانے کی بجائے کسی کی خامیاں گنوا رہا ہے اور اس کا ٹائم بھی ضائع کیا ہے۔ ایسا آدمی جو ہے سزا کا مستحق ہے۔ ایسے آدمی کو آپ سماج سے نکالو جو محبت کے طور پر دوستی بناتا ہے اور اس کی خامیوں کو سماج میں Propagate کرتا ہے، جو مسجدوں میں عبادت کے لیے جاتا ہے اور نمازیوں کے گلے کرنے کے لیے باہر آ جاتا ہے۔ یہ آدمی جو ہے یہ آپ کا چھپا ہوا دشمن ہے۔ یہ کہتا ہے کہ دیکھو مسجد میں کیا ہوتا ہے، اب مسجدیں تو مسجدیں نہیں رہ گئی ہیں، یہ مسلمان جو ہیں وہ مسلمان تو نہیں رہ گئے۔ اب یہ جو مسلمانوں کا گلہ کر رہا ہے، اسلام کا گلہ کر

رہا ہے وہ آدمی نقصان میں ہے۔ اس کی اصلاح کرو۔ کسی آدمی کی خامی جو
ہے وہ بیان نہ کرو بلکہ اس کی اصلاح کرو۔ اگر اصلاح کر سکتے ہو تو اصلاح
کرو ورنہ مسلمان کسی مسلمان کا گلہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا بہت بُرا
منایا ہے۔ غیبت کرنے والے کے لیے بہت ہی تنبیہہ آئی ہے۔ غیبت کیا
ہوتی ہے؟ دوسرے آدمی کی خامی تیسرے کو بتانا۔ یعنی دوسرے آدمی کا
تشخص تیسرے کی آنکھ میں خراب کرنا۔ تو کسی کی کردار کشی جو ہے یہ انتہا ہے
چاہے وہ Genuine ہی ہو۔ لوگوں نے حضور پاک ﷺ سے پوچھا کہ
یارسول اللہ ﷺ غیبت کیا ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ کسی آدمی کے بارے
میں وہ بات کرنا جو تم اس کے منہ پر نہیں کر سکتے۔ لوگوں نے عرض کی کہ
یارسول اللہ ﷺ یہ بات سچی ہو کہ جھوٹی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جھوٹی بات بھی
غیبت ہے اور سچی بات بھی غیبت ہے۔ لوگوں نے آپؐ سے اور یہ پوچھا کہ
اگر ہم اس کے منہ پر اس کی خامی کہہ دیں تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ بے حیائی ہو
گی۔ تو وہ تو غیبت ہے اور یہ بے حیائی ہے۔ اگر کسی کو یہ کہہ دینا کہ تمہاری
ایک آنکھ جو ہے یہ دیکھنے والی نہیں ہے' تو کانے کو کانا کہہ دینا اور اس کے منہ
پر کہہ دینا اس انسان کی توہین ہے۔ اس لیے اچھا انسان وہ ہے جو دوسرے
کی خامی دیکھے اور دور کرنے کی کوشش کرے۔ اگر خامی کو بیان کرنے کے
لیے طبیعت چاہے تو آپ کے اپنے اندر خامیاں بہت ہیں' انہیں بیان کیا

جائے، یہ کافی ہے۔ اگر دوسرے کا بیان کرنا ہوتو اس کی خامی دور کرو
۔ بزرگوں نے فرمایا کہ دوزخ میں جانے والوں میں زیادہ خواتین کا امکان
ہوسکتا ہے کیونکہ وہ گلہ کرنے والی ہوتی ہیں۔ تو گلہ چھوڑ دوتو آپ لوگوں
میں کوئی خامی نہیں رہے گی۔ گلہ کا معنی یہ ہے کہ دوسرے کے بارے میں
بات کرنا، ایسی بات جس سے اس کا وقار مجروح ہو۔ اتنی سے بات ہے،
چھوٹی سی بات ہے، یہ کر لی جائے ______ تو یہ دور جو ہے ایمان کا دور
ہے، شک کا دور ہے بلکہ یہ دور آری کے دندوں کی طرح چلنے والا ہے، کبھی
ایمان عروج میں آجاتا ہے اور کبھی ڈپریشن آجاتی ہے کہ اللہ ہے کہ نہیں ہے،
پتہ نہیں ہفتے کو کیا ہوگا ______ تو انسان کے اندر کاٹ لگی ہوئی ہے۔ اگر
انسان کا بھروسہ اللہ پر ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت Achievement
ہے۔ کیا Achievement ہے؟ کہ اللہ کا ثبوت نہ ملے لیکن اللہ پر بھروسہ ہو،
کہ اللہ ہے اور اللہ مہربان ہے۔ تو مہربانی کے جواز کی ضرورت کوئی نہیں ہے
بلکہ وہ مہربان ہے۔ وہ شخص جو پیسے کو لازمی طور پر ضروری سمجھتا ہے وہ ایمان
سے الگ ہوگیا۔ یہ میں آپ کو عین شریعت کی بات بتا رہا ہوں۔ اگر تم یہ سمجھتے
ہو کہ پیسے کے بغیر تمہاری زندگی نہیں چل سکتی تو یہ خیال جو ہے یہ گمراہی کا
خیال ہے۔ پیسے سے آپ سرمہ خرید سکتے ہو لیکن پیسے سے آنکھ نہیں خرید
سکتے۔ اتنی بات یاد رکھنا۔ تو جو آنکھ دینے والا ہے وہ سُرمے کا انتظام کر دے

گا۔ اس لیے رزق جو ہے اس نے عطا فرمانا ہے۔ تو آپ رزق کماؤ اور ضرور کماؤ لیکن زندگی جو ہے وہ رزق کے ساتھ پابند نہ سمجھو۔ ورنہ رزق والا کبھی نہ مرتا اور بیمار نہ ہوتا۔ تو رزق والے بیمار بھی ہو گئے' مر بھی گئے۔ ثابت یہ ہوا کہ پیسہ نہ بیماری سے بچا سکا اور نہ اس کو غم سے بچا سکا' نہ موت سے بچا سکا' نہ اپنی فکر سے آزاد کر سکا' نہ اُسے دوسروں کے اندیشے سے آزاد کر سکا۔ تو پیسے نے کیا کام کیا۔ پیسہ ایک سفر کا ذریعہ ہے' اس کو سفر کے ذریعے تک ہی مانو۔ کہیں اس کو یہ نہ سمجھ لینا کہ خدا کے بغیر یہ بھی ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ جو سمجھ رہے ہیں کہ ان کا مال ان کو اخلدہ' کہ مال ان کو Eternal بنائے گا وہ کبھی نہیں بنائے گا۔ اس نے کسی کو نہیں بنایا آج تک۔ تو یہ پیسہ' قوت اور مرتبہ ایمان کے اندر دراڑ ہے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم مرتبے میں آ گئے تو شاید ہم موت میں نہیں جائیں گے۔ مرتبہ' بادشاہت کا مقام یا پیسہ جو ہے یہ ماضی میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ سب فانی ہیں۔ یہاں دبدبے والے آئے' بادشاہت والے آئے' تم سیر کیا کرو اور دیکھا کرو کہ یہ کھنڈرات جو ہیں یہ کون سے زمانے کا محل ہیں۔ اتنی سی بات میں ساری کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ تو یہ کھنڈر کس زمانے کا محل ہے؟ آپ ایک دفعہ کسی کھنڈر کو دیکھ لو تو پتہ چلے گا کہ پہلے وہاں کیا مقامات تھے۔ کبھی قلعے پر چلے جاؤ' وہاں کسی زمانے میں کوئی بادشاہ ہوتا ہوگا' وہ کیا ہوتا

ہوگا' اور اب کیا ہوتا جا رہا ہے' اور یہ سب قافلہ کہاں گیا۔ آپ کو فرصت نہیں مل رہی ہے اور آپ کو اس وقت فرصت ملے گی جب فرصت کا فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ اپنی مصروفیت سے کبھی ایک دن نکال کے فرصت کی طرف بھاگ جایا کرو' گمنامی میں نکل جایا کرو۔ اگر ایک دن مشکل ہے تو چوبیس گھنٹے میں سے آدھا گھنٹہ اپنے آپ سے الگ ہو جایا کرو اور سوچو کہ اس جگہ رہنے والا انسان جو یہ سمجھتا ہے کہ اس کے بغیر یہ زندگی چل نہیں سکتی' اس کے بغیر زندگی نے چلنا ہے۔ کیسے چلنا ہے؟ جیسے اس سے پہلے چلتی جا رہی تھی۔ تو اس کے جانے کے بعد بھی چلتے جانا ہے۔ تو پھر اس کے ہونے کا مقام کیا ہے اور اس کے بغیر کیا واقعہ ہوگا؟ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ میں نے آپ کو ایک بات کی تھی' ایک فقرہ بتایا تھا کہ ہم سب لوگ جدائیاں ہیں اور ہم وصال بن کے بیٹھے ہوتے ہیں۔ ایسی بات ہے ناں؟ یہ ایک واقعہ ہے۔ آپ زندگی کے اندر کسی چیز کو اتنا ضروری نہ سمجھیں کہ آپ کو اللہ بھول جائے ـــــــ ایک بات کا تو آپ ضرور وعدہ کرو کہ آپ کسی انسان کا گلہ نہیں کریں گے۔ ضرور وعدہ کرو۔ برے آدمی کا بھی گلہ نہیں کریں گے اور کسی آدمی کی خامی آپ تک آئے تو یہ ضائع ہو جائے' ختم ہو جائے' آگے سماج میں نہ جائے۔ جو آدمی آپ کے خیال میں ایمان کے لیے اچھا نہیں ہے' ملک کے لیے اچھا نہیں ہے' مسلمانوں کے لیے اچھا نہیں ہے تو اس کے لیے کیا طریقہ ہے؟ اس کی

اصلاح کرو‘اس کے لیے دعا کرو۔ تو اصلاح کرو اور دعا کرو۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ جب کسی آدمی کو اس کی خامی پر شرمندہ کر دیا جائے تو وہ خامی میں مستقل ہو جاتا ہے۔ شرمندگی جو ہے یہ خامی کو پختہ کر دیتی ہے۔ یہ بات آپ یاد رکھ لو۔ جب انسان ندامت سے گزر جائے تو وہ کہتا ہے کہ اب جو ہو سو ہو۔ تو لوگوں کو ندامت سے بچایا کرو تا کہ وہ خامیوں میں پختہ نہ ہو جائیں۔ ان کا راز رکھا کرو‘ برائی کا راز رکھا کرو تا کہ برائی کو دور کرنے کا امکان ہو۔ کبھی آپ کو اپنے بچوں میں‘ رشتہ داروں میں‘ عزیزوں میں‘ اگر غلطی کا پتہ چل جائے تو غلطی کو Open نہ کرو تا کہ دوسرے آدمی میں اصلاح کا موقع ہو جائے۔ جب تم بتاتے ہو کہ یہ غلطی ہے تو یہی تو پردہ تھا جو تم نے ہٹا دیا۔ خاص طور پر اولاد کا والدین کے ساتھ پردہ قائم رہنا چاہیے‘ ان کو غلطی کا حوالہ دے کے کبھی Openly تنبیہہ نہ کیا کرو۔ یہ بات یاد رکھنا۔ تو غلطی کا حوالہ دے کے تنبیہہ نہیں کرنی ہے۔ اس طرح تو آپ نے پردہ اُٹھا دیا۔ بس راز کو راز رہنے دو۔ اگر آپ کی شخصیت کا رعب نہیں ہے تو آپ کی Speech کا رعب نہیں ہوگا۔ اس لیے ذرا دھیان کرو اور آپ اس کو بچاؤ۔ کسی آدمی کو اپنی زبان سے شرمندہ نہ کرو۔ آپ لوگ خاص طور پر یہ کوشش کیا کریں۔ ہر کسی میں کوئی نہ کوئی خامی تو ہوتی ہے۔ تو آپ لوگوں کی خامیاں بیان نہ کیا کرو۔ آج کا دور بڑے کرب میں ہے‘ یہ دور Multiple Activities کا

دور ہے' آج کے آدمی پر بڑا دباؤ ہے' بڑا کرب ہے' سماج کا دباؤ ہے' اخلاق کا بھی دباؤ ہے' آج کا آدمی خدا کی طرف بھی جانا چاہتا ہے اور سماج کو بھی نہیں چھوڑنا چاہتا' زندگی کے تقاضے اور ہو گئے ہیں' دین کے تقاضے اور ہو گئے ہیں' آج کا انسان کبھی زندگی پوری کرتا ہے اور کبھی دین کو پورا کرتا ہے' بھاگم دوڑ' آج کا انسان اور مسلمان خاص طور پر پاکستان کا' نیم پاگل ہو گیا ہے۔ نیم پاگل اس لیے ہے کہ خدا کو چھوڑ نہیں سکتے اور زندگی سے منہ موڑ نہیں سکتے' تو کیا کِیا جائے۔ زندگی کی آسودگیاں غیر اسلامی طریقے سے مل سکتی ہیں اور اسلامی طریقہ رائج ہونے والوں نے رائج ہی نہیں ہونے دیا۔ لہٰذا اگر زندگی کو چھوڑا جائے تو زندگی پھر پرانے آبائی مکان میں چلی جائے گی۔ چھوٹا سا ایک گاؤں تھا' اس کے اندر ایک مکان تھا' وہ بھی بھرم ہی بھرم تھا۔ تو زندگی وہیں کی وہیں چلی جائے گی۔ اس لیے آپ لوگ یہ بات سوچیں کہ آج کا انسان بڑی ہی تکلیف میں مبتلا ہے' زندگی کا تقاضہ اور ہے' دین کا تقاضہ اور ہے۔ آپ لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا ہونا چاہیے جو آپ کی زندگی اور دین کے تقاضے یکجا کر دے۔ یہ کیوں نہیں ہو سکتا' آپ لوگوں میں سے ہو سکتا ہے۔ آپ میدان میں جائیں' فراست کے میدان میں جائیں' بیان کے میدان میں جائیں' تحریر کے میدان میں جائیں۔ یہ جو Dichotomy ہے' دین اور دنیا کا جو فاصلہ ہو گیا ہے تو یہ دونوں ڈیپارٹمنٹ

پورے نہیں ہوتے۔ آپ لوگ اسے پورا کرنے کی کوشش کرو۔ آج کا انسان اگر اسلامی تعلیم حاصل کرے تو اُسے کالج میں داخلہ نہیں ملے گا اور اگر مل بھی گیا تو سروس نہیں ملے گی۔ جن لوگوں کو سروس ملتی ہے وہ انگریزی سکول کے ہوتے ہیں۔ اور جو انگریزی سکول ہیں ان کی انگریزی تعلیم ہوتی ہے۔ یا تو یہ ٹوٹل ختم کرو۔ تیل ہمارا وہاں پر ہے' خانقاہیں ہماری وہاں پر ہیں' اللہ ہمارا وہاں پر ہے' اللہ کے حبیب ﷺ وہاں پر ہیں' یعنی سب کا اللہ اور سب کے حضور پاک ﷺ لیکن تیل ان کا ہے۔ اگر اس چیز کو سب مسلمانوں کے لیے کر دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ مسلمانوں کی کفالت ہو جائے گی۔ ہو سکتی ہے کہ نہیں ہو سکتی؟ جب اللہ کے گھر میں تیل ہے' اللہ کے حبیب ﷺ کے ہاں تیل ہے تو پھر یہ سب مسلمانوں کا ہے۔ یہ کیسی بات ہے کہ باقی سارے مسلمان محروم ہوں اور وہ لوگ جو ان آستانوں کو بھی اتنا نہیں مانتے' ان کے پاس تیل کی یہ دولت ہو۔ جب حضور پاک ﷺ نے یہ دُعا فرمائی ہے کہ جہاں دنیا کی دولت ہو وہ جمیع مسلمانوں کے لیے ہو' وہ مسلمان اُمت کے لیے ہے۔ تو حضور پاک ﷺ کے دیس کی تمام فراوانیاں اُمت کے لیے ہیں۔ یہ بات دل میں یاد رکھنا اور موقع ملے تو زبان سے بات کرو۔ حضور پاک ﷺ کی بات سب اُمت کے لیے ہے۔ پاکستان کی جو سٹیٹ ہے اس میں جو بھی بادشاہ ہو' بادشاہ کی زندگی اور محروم اِلتفات آدمی کی زندگی کا فرق مِٹا دو۔ پھر بات

آسان ہے۔ اگر فرق مِٹ گیا تو یہ برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ لوگ اپنی اور نوکر کی زندگی کا فرق مٹا دو کیونکہ یہ آپ کے لیے مشکل ہے، آزمائش ہے لیکن آپ یہ مٹا دو تو کیا حرج ہے۔ جو آپ کو سماج کا سب سے چھوٹا آدمی نظر آ رہا ہے اس کے ساتھ سب سے بڑے آدمی کا فرق مٹا دو۔ یہ واقعہ ایک دفعہ کیا ہے حضور پاک ﷺ نے۔ آپؐ نے اپنی ظاہری زندگی کو، رہنے والی زندگی کو، گھر میں رہنے کے انداز کی زندگی کو اس آدمی کے برابر کر دیا جس کے پاس آسائش نہیں تھی۔ اگر فاقہ تھا تو ساری قوم پر فاقہ تھا۔ یہ آپؐ نے کیا اور آپؐ کے کچھ جاں نثاروں نے کیا۔ باقی یہ واقعہ کہیں نظر نہیں آیا۔ ورنہ تو ماننے والوں میں اور منوانے والوں میں ہمیشہ فرق رہا۔ اس لیے آپ لوگ اس بات پہ غور کرو، دعا کرو، ایک دوسرے کے ساتھ رحم کیا کرو، پردہ پوشی کیا کرو، اللہ تعالیٰ آپ کے پردے قائم رکھے، محفوظ کرے۔

ہم لوگ خاص وجہ سے اکٹھے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی اس وجہ میں اور وجوہات شامل ہو سکتی ہیں لیکن اصل وجہ تو اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کی بات کرنا ہے۔ اس میں کوئی غیر متعلق بات کبھی کبھی ناگوار نہیں ہوتی لیکن جب میں ناگواری کا اظہار کر دوں تو پھر آپ اس بات کو چھوڑ دو، ختم کر دو۔ روکنے کا ایک لہجہ ہوتا ہے اور پتہ چل جاتا ہے کہ تکدّر پیدا ہو رہا ہے۔ اتنی بات اگر آپ کو سمجھ نہیں آ رہی کہ کون سا سوال کیا ہے تو پھر آپ کو تو پتہ ہی کچھ نہیں چل

رہا۔ Rumour جو ہے ناں وہ قبول کرنے کا نام ہے۔ اگر اگلا بندہ قبول نہ کرے تو پھر Rumour کیا ہے۔ بس اس کا خیال رکھنا چاہیے۔

سوال:

انشاءاللہ یہ خیال رکھیں گے۔

جواب:

یہ اس سوال کے لیے کہہ رہے ہیں جو کیا گیا تھا۔ اس کی تو معافی ہوگئی ہے۔ مگر یہ لہجہ جو تھا کہ جب میں نے پوچھا کہ یہ سوال کہاں سے آیا تو کہا گیا کہ آیا سو آیا۔ تو مجھے Familiar بھی گستاخی والا لگتا ہے۔ میں کسی کے ساتھ اتنا Familiar نہیں ہوا۔ آپ سب لوگوں سے آشنائی ہے اور بس اتنی آشنائی ہے۔ بے باکی تو اللہ کے فضل سے کبھی آپ کے ساتھ ہونی نہیں ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ادب کا شعبہ آواز کو دھیما رکھتا ہے۔ میرے ساتھ اُونچی آواز مت نکالو' میں Otherwise بھی سُننے کا عادی نہیں ہوں۔ جب میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے اس سوال کا بُرا منایا ہے تو اب میرے ساتھ بحث کیوں کرتے ہو۔ اس کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ معافی۔ میں کئی سال سے دیکھ رہا ہوں کہ میرے ساتھ ایک خاص آواز سے بات کی جاتی ہے' اس آواز سے زیادہ والیوم میں آپ کو کرنے نہیں دوں گا۔ میں صرف اس شخص سے بات کر رہا ہوں کہ جس کا کیس Hopeless ہے اور اس کو Hopeful بناتے

ہیں کہ یہ محسوس ہو جائے کہ آپ کی غلطی کیا تھی۔

سوال:

اب پتہ چل گیا ہے لیکن مجھے اس وقت اندازہ نہیں ہوا تھا۔

جواب:

یہ جتنے سوال آتے ہیں دراصل یہ سارے میرے اپنے سوال ہوتے ہیں۔ آپ کو پتہ چلا اس بات کا؟

دوسرا شخص:

مجھے تو پہلے دن سے پتہ ہے۔

جواب:

یہ کیسے پتہ چلا کہ سوال میرے اپنے ہوتے ہیں؟ سوال اور جواب ایک ہی ذات کے حوالے ہیں اور اس نے سوال بنائے ہوئے ہیں اور اس نے جواب بنائے ہوئے ہیں اور اسی یقین کے ساتھ میں یہاں آ کے بیٹھ گیا۔ مجھے پتہ ہے کہ جس نے جواب دینا ہے اسی نے سوال دینے ہیں۔ یہ سوال جو تھا وہ جواب کے کورس سے باہر تھا، محفل کے مزاج سے باہر تھا اور پھر اتنا پرانا ممبر ایسا سوال کرے جس سے ہمارا تعلق ہی نہ ہو کہ ''قنوطیت ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی''۔ ہماری محفل سے اس کا تعلق کوئی نہیں ہے۔ اس لیے آپ دھیان کرو۔ جب بات ہو رہی ہوتی ہے تو ایک مزاج سے بات ہو

رہی ہوتی ہے۔ اس لیے سوال والے کو اس مزاج کے مطابق چلنا چاہیے۔ مثلاً ہم ایک بات کر رہے ہوں کہ مہمانوں کی خدمت کیسے ہونی چاہیے اور اچانک ایک آدمی سوال کر دے کہ یہ جو فاسٹ میوزک ہے اس کے بارے میں Opinion دیں۔ میں اس کا Opinion تو دوں گا لیکن بات تو کوئی اور ہو رہی تھی۔ تو اس سے پہلے جو بات ہو رہی تھی اِس سے اُس کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے اور بات کا وقفہ بھی نہیں آیا تھا' خیال کا Pause بھی نہیں آیا تھا۔ اس لیے ایسے شخص سے مجھے توقع نہیں ہوتی کہ وہ بے ترتیب سوال کر جائے گا ورنہ سوالوں کا کیا' آپ کو پتہ ہی ہے اور آپ جانتے ہو کہ بہت سارے غیر متعلق سوالوں کے جواب میں نے بڑے ہی متعلق طریقے سے دیئے۔ اور ہمیشہ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اب تک حیرت ہو رہی ہے کہ ''قنوطیت کیا ہوتی ہے''۔ میں نے کہا تھا کہ آپ لوگوں کی کسی بات سے بھی کسی پہ یہ ظاہر نہ ہو کہ یہ اس کے لیے کہا ہے اور آپ کی باتوں سے دوسرے محفوظ رہا کریں۔ اب ایک آدمی نے ذاتی بات کی کہ مستقبل کے اندیشے کیوں ہوتے ہیں تو میں Discuss کر رہا تھا۔ اب چونکہ معافی ہوگئی ہے اس لیے بات ختم ہوگئی اور آئندہ کے لیے خیال رکھنا ______ اس کے لیے مجھے راضی کرنے کا ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اور سوال کرو۔ ورنہ میں اُٹھا دوں گا اور آپ کے ساتھ میں نے دوٹوک بات کر دینی ہے۔ تو اور سوال بناؤ جو Genuine ہو۔

اگر اجازت نہ ہو تو کمرے میں سوال کدھر سے آتا ہے؟ جس محفل میں ہم بیٹھے ہیں اس محفل میں وہ سوال کدھر سے آجائے جس سوال کی اجازت نہیں ہے۔ اب آپ نے سوال کر کے جانا ہے۔ سوال کا حکم ہے ______ سوال کرو ______ اب آپ نے رونا نہیں ہے۔ جب کئی سال پہلے آپ مجھے ملے تھے تو میں نے اس وقت کہا تھا کہ رونا نہیں ہے ______

سوال:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ میں اور میرے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اے ایمان والو تم بھی آپؐ پر درود و سلام بھیجا کرو اور ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اے اللہ تو صلوٰۃ بھیج۔

جواب:

جب انسان روحانی سفر پہ چلتا ہے تو سوچتا ہے کہ اللہ کیسے درود بھیجتا ہو گا' یہ سب کو حکم ہے کہ درود پڑھو تو حضور پاک ﷺ اپنے آپ پر کس طرح درود بھیجتے ہوں گے اور اللہ نے ہمیں کہا ہے کہ صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور ہم اللہ کو کہتے ہیں اللھم صل علٰی ______ بات صرف اتنی ساری ہے کہ آپ بھیجنے کا نام چھوڑ دو۔ یاد کا نام درود ہے۔ اب بتاؤ تم نے کیا بھیجا۔ یاد کا نام درود ہے' ادب کا نام سلام ہے' محبت کا نام ایمان ہے۔ آپ نے بھیجنا کچھ نہیں ہے' کہنا کچھ نہیں ہے بلکہ ادب' محبت اور یاد ہو۔ ہمیشہ ہی ایسے کہنا۔

جب درود کا وقت آئے تو محبت کا نام ہے درود۔ اس کے قبول ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ درود کب قبول ہوتا ہے؟ درود تب قبول ہوتا ہے جب درود یاد کرتے کرتے آپ کی آنکھ میں آنسو آ جائیں۔ تو درود قبول ہو گیا۔ دعا کب قبول ہوتی ہے؟ جب انسان پر رِقت طاری ہو۔ صرف رِقت طاری ہو اور رونا نہ ہو۔ تو انسان کو جس وقت ٹھیس لگے اور وہ دعا کرے تو اس وقت دعا قبول ہو جاتی ہے۔ یہ مقام ہے درود کا۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ آپ اس دائرہ مقناطیس میں پہنچتے ہیں، آپ رسائی کرتے ہیں ؎

رساں رساں بہ درِ روضۂ رسول کریمؐ

تو آپ رسائی کرتے ہیں، آپ پہنچتے ہو کہ ؎

اے ہوا جا، کبھی پیغام لے جا ہمارا

تو یہ آپ کی طرف سے ہے کہ کشاں کشاں آپ پہنچ رہے ہیں اور کبھی کبھی جو ہے اُدھر سے ایک ہوا آتی ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ وہ کب ہوتا ہے؟ مثلاً آپ بے خبر سوئے ہوئے ہیں یا اپنے کام میں مبتلا ہیں تو آپ کو اپنی روٹین کی Activity سے ہٹا کے یاد کھینچ کے لے گئی اور آپ کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ کیا تھا وہ In the form of a person ہو سکتا ہے کہ وہ کہے کہ کیا وقت ضائع کرتے جا رہے ہو، اِدھر آؤ ______ تو یاد مل گئی۔ کبھی اچانک کوئی ایسا واقعہ ہو جاتا ہے کہ آدمی کو نگاہ مل جاتی ہے۔ کبھی بچپن کے پڑھے

ہوئے درود کی تاثیر اس کو اب یاد آنی شروع ہو جاتی ہے کہ یہ بات جو ہے ہمارے استاد نے بتائی تھی، بزرگ نے بتائی تھی یا کسی اور نے بتائی تھی۔ تو آواز کا ویسا ہی ماحول آجائے گا۔ تو یہ ہوتا ہے کہ اس کو بُلاوا آگیا، اس کو یادداشت آگئی۔ تو عام حالات میں حضور پاک ﷺ کی محبت جو ہے یہ خود بخود روشنی کی طرح اندھیروں کے شکار میں رہتی ہے۔ وہ خود بخود ہی تلاش کرتے ہیں۔ اور خود بخود ہی عطا ہوتی رہتی ہے۔ کبھی آپ Approach کرتے ہو کہ آپ محبت کے ساتھ اور دیانت کے ساتھ درود پڑھتے پڑھتے اس دائرے میں داخل ہو جاؤ جہاں آپ کو خوشبو کا وہ دائرہ مل جائے ورنہ وہ خود ہی عطا فرماتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں آپ کو جو بھی حاصل ہو جائے وہ مبارک ہے۔ ایک حدیث شریف ہے، حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ من رآنی فقدر آاللہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے اللہ کو دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کی بات میں کہیں بھی کمی نہیں ہے، سب بات مکمل ہے۔ اللہ نے کہا کہ میرا دیکھنا یا مجھے دیکھنا جو ہے یہ بڑی بات ہے لیکن یاد رکھنا کہ شیطان نے نہیں دیکھا ہوا۔ تو دیکھنے کی بات کا ایک مقام ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا اور جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اس نے بھی مجھے دیکھا۔ اور جس نے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا اس نے بھی مجھے دیکھا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تم کوئی درویش ہو، کچھ دیکھ کے

آئے ہو، تم پاس سے گزرے ہو اور کسی کی نگاہ میں وہ روشنی چلی گئی۔ دیکھی ہوئی آنکھیں اَن دیکھی آنکھوں کو جب دیکھتی ہیں تو دیکھا جانا ہو جاتا ہے۔ بات سمجھ آئی؟ جب دونوں آنکھیں ملتی ہیں، ایک آنکھ نے دیدار کیا ہوا اور دوسری آنکھ نے انتظار کیا ہو، جب یہ دونوں آنکھیں آمنے سامنے چار ہو جاتی ہیں تو اس وقت ایک نیا تماشہ ہو جاتا ہے۔

سارا عالم ہے اک تماشائی

سب تماشہ ہے چار آنکھوں میں

تو وہ جو آنکھیں دیدار والی ہیں وہ سامنے اگر آ جائیں تو۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ لوگ یہ دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ کبھی کوئی دیکھنے والا دِکھا۔ بعض اوقات وہ جو دیکھنے والا ہوتا ہے وہ دیکھ کے چلا جاتا ہے اور پھر وہ نشان لگا جاتا ہے کہ اس کا اظہار بھی نہ ہو۔ بعض اوقات وہ اظہار اس لیے نہیں ہوتا کہ وہ سارے کے سارے نشان ٹائم بم بنا دیئے جاتے ہیں۔ نشان یہ بنا دیا جاتا ہے کہ اس آدمی میں یہ صفت ہے، اس میں وہ صفت Develop کر دو، اوپر سے اس کا نشان باندھ دو، ابھی یہ ظاہر نہ ہونے پائے۔ اور دوسرے کے پاس جو صفت ہے اس پہ کچھ لگا دو تا کہ وہ اظہار نہ کرے، تو لبِ اظہار اور لبِ گویائی کو بند کر دو۔ وہ صفت اندر Develop ہوتی رہتی ہے۔ بنانے والے نے یہ ایک خاص وقت کے لیے بنایا کہ اس وقت کے بعد وہ جب کبھی اظہار کا موقع

چاہے گا تو اس وقت سارے کے سارے اظہار کریں گے۔ تو یہ دوریوں تیاری میں ہے کہ سارے کے سارے صفات کے طور پر بن رہے ہیں اور بنا رہے ہیں اور نمائش کا وقت بعد میں آئے گا۔ پھر نمائش لگے گی۔ یہ بھی ایک واقعہ ہوتا ہے کہ دیکھنے والی آنکھ دیکھ جاتی ہے' اندر کیفیت پیدا ہوتی ہے مگر اظہار کا موقع نہیں ملتا۔ فقراء بہت ساری قسموں کے ہیں۔ ایک وہ ولی ہیں جو اپنے آپ سے باخبر ہیں کہ وہ ولی ہیں۔ ایک وہ ولی جو اپنے آپ سے بے خبر ہوتے ہیں کہ وہ ولی ہیں' انہیں پتہ ہی نہیں ہوتا' بنانے والے نے بنا دیا مگر ان کو خبر ہی نہیں ہوتی۔ کچھ ولی جو ہیں وہ صفت کی وجہ سے ولی ہوتے ہیں' ولی' اللہ کا دوست ہوتا ہے' مثلاً سخی ہوتا ہے اور ولی ہوتا ہے۔ کچھ مرتبے والے بھی ولی ہوتے ہیں کہ اس کو مرتبہ جو ہے لوگوں کے لیے اتنا فیض دے گیا کہ وہ صاحب مرتبہ جو تھا اس کو اللہ نے ولی بنا دیا۔ تو یہ علیحدہ علیحدہ مقامات ہوتے ہیں۔ کچھ ولی ایسے ہوتے ہیں جن کو ولی ہونا ہوتا ہے ان کو وقت سے پہلے بھی ہونا ہی گنا جاتا ہے۔ کہ ہونا کب ہے انہوں نے؟ ہونا ہے دو سال بعد۔ اور اس کے ساتھ جاننے والے ابھی سے ایسا Behave کر رہے ہیں جیسے وہ آج ہی ولی ہے حالانکہ وہ نہیں ہے۔ لیکن وہ ہے۔ یہ مقام جو ہوتا ہے یہاں آ کے بہت سارے لوگ پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے یعنی کہ اس آدمی کے ساتھ ایسا سلوک کیوں ہو رہا ہے حالانکہ اس

آدمی کا ایسا حق نہیں بنتا لیکن اس آدمی نے ہونا ہوتا ہے تو اس کو آج سے ہونا
گِنا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جاننے والے فقراء اکثر احمقوں کے ساتھ بھی
اچھا سلوک کرتے ہیں جو کہ فقراء نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تم اس کا آج کا
دن دیکھ رہے ہو، تم اس کا Tomorrow دیکھو کہ کل اس نے کیا بننا ہے۔ کہتا
ہے کہ یہ تو بڑا ظالم آدمی ہے۔ کہتا ہے کہ آج یہ ظالم آدمی ہے، اس سے
اچانک ایک نیکی سرزد ہو جاتی ہے اور اچانک اس نیکی کی بنا پر اس کو مقام مل
جاتا ہے، ولایت مل جاتی ہے۔ تو ایسا مقام بھی ہوتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی گنہگار
ہے، بہت گنہگار رہے، اللہ معافی دے، اعمال اچھے نہیں ہیں۔ آپ اعمال کی رُو
سے اُس کو بُرا کہیں گے کہ اس کے اعمال غلط ہیں۔ اگر جنگ ہو جاتی ہے اور
وہ شہید ہو جاتا ہے تو اس کو نشانِ حیدر مل جاتا ہے۔ اگر نشانِ حیدر نہ بھی ملے
اور وہ صرف شہید ہو جائے تو شہید کو آپ کدھر Place کرو گے؟ بخششوں
میں اور رحمتوں میں۔ آج جو شخص رحمتوں میں Place ہو گیا وہ جو کل پریشان
تھا تو تمہاری محنت تو اس کے خلاف اکارت گئی۔ تم نے اس کے خلاف بڑی
محنت کی تھی کہ وہ اچھا آدمی نہیں ہے بلکہ بُرا آدمی ہے۔ اس لیے آج آپ یہ
بات ضرور یاد رکھ لینا کہ وہ نیک مسافر جو نیکی کی راہوں پر، پگڈنڈیوں پر چل
کر اگر بدی کی Destination تک پہنچے گا تو اس کی نیکی آج سے اکارت اور
وہ برا مسافر جو بدی کے راستوں سے ہوتا ہوا آیا، اگر اس کے نصیب میں نیکی

کے کیمپ میں داخل ہونا لکھا ہوتو اس کو آپ آج ہی سے نیک سمجھو۔ لہٰذا جب تک آپ یہ نہ سمجھو کہ اس کا مقدر' اس کا انجام کیا ہے' Ultimate Destination کیا ہے' آپ اس کے بارے میں رائے نہ دیا کرو۔ رائے کب بناؤ؟ جب آپ کو اس کا انجام معلوم ہو۔ میرا آپ لوگوں کے بارے میں انجام سازی کے متعلق اچھا حکم ہے۔

سوال:

آپ کی مہربانی ہے ______

جواب:

اس میں میرے Contribution کی بات نہیں ہے بلکہ آپ کا اپنا نصیب اچھا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کیونکہ کوئی آدمی یہ بات سن سکتا ہی نہیں ہے جب تک اس کے من کے اندر موج نہ ہو۔ لہٰذا وہ آدمی آج سے نیک ہے جس کا انجام نیک ہے۔ ہر چند کہ وہ انجام ابھی نہیں آیا۔ وہ آدمی جو نیک ہے اور انجام کار اس نے بدی کرنی ہے تو اس کی نیکی آج سے ہی مشکوک سمجھو۔ لہٰذا آپ لوگوں کے بارے میں فیصلہ کرنے سے پہلے لوگوں کے مالک سے صلاح مشورہ کر لیا کرو کہ اے اللہ! تو نے اس کو Ultimately کس کیمپ میں پہنچانا ہے؟ تب تک آپ لوگوں کے بارے میں یوں Opinion نہ بنایا کرو جیسے آپ آج کل بناتے رہتے ہیں۔ آپ

ماضی کے حوالے سے Opinion بناتے ہیں اور اس کا انجام مستقبل کے حوالے سے ہے۔ یہ ذرا خیال رکھا کرو۔ تو آپ کو یہ بات سمجھ آ جائے گی کہ لوگوں کے ساتھ آپ کبھی ماضی اور حال کے حوالے سے سلوک نہ کرنا۔ پتہ نہیں اس کا کیا مقدر ہوگا۔ عین ممکن ہے کہ اس کا بہت اچھا مقدر ہو۔ اس لیے وہ ولی جو اپنی ولایت سے باخبر نہیں ہے اور وہ ولی جس کا Tomorrow ولی ہوگا اور آج Today وہ بے چارہ کتنی تکلیف میں ہے، تو اس کو آج سے ہی ولی سمجھو۔ اپنے آپ کو یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ آپ پر کیا مہربانی فرما رہا ہے۔ اپنے آپ کو کیسے سمجھیں گے؟ اگر آپ کی Affinity اولیائے کرام کے ساتھ ہے تو آپ میں ولایت کے جراثیم ہوں گے، یہ محبت کے جراثیم ہیں۔ اگر باغیوں کے ساتھ Affinity ہے تو آپ کے باغی ہونے کا امکان ہے۔ اگر آپ کا گزر زیادہ عرصہ مرنے والوں کی صحبت میں ہوتا ہے یعنی جو مر چکے ہیں زندگی میں یا زندگی کے بعد، ان کی کتابوں کے ساتھ ہوتا ہے، پھر آپ کے لیے انجام اچھا ہے۔ اگر آپ ان لوگوں کے قریب رہتے ہیں جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں تو آپ کے اندر ولایت کا امکان پیدا ہو گیا۔ اگر آپ کا Bias دینی ہے، اور آپ دینی حوالے سے قریب رہنا چاہتے ہو چاہے سمجھ آئے کہ نہ آئے تو پھر آپ کے ولایت کے امکانات ہیں۔ اگر آپ غریب کو اور غریبی کو برا نہیں سمجھتے اور دولت کو بہت اچھا نہیں سمجھتے ہو اس کے فضل کے

حوالے سے آپ چل رہے ہو تو آپ میں ولایت کے امکانات ہیں۔ اگر آپ کسی انسان کی فریاد سن کے بے اثر نہیں رہ سکتے تو آپ کے اندر ولایت کے امکانات ہیں۔ یہ سارے کے سارے امکانات ہوتے ہیں کہ ولایت ہوتی کیا ہے‘ اس کے فضل کی تلاش۔ اب آپ اپنے طور پر سوچو کہ آپ کے اپنے کیا امکانات ہیں؟ اس کے فضل کی تلاش ہے یا اپنا کوئی دعویٰ ہے۔ فضل کی تلاش کرنے والے اکثر‘ بالعموم اللہ کے دوست کہلاتے ہیں۔ سخی اللہ کا دوست ہے‘ کاسب اللہ کا دوست ہے‘ کاسب یعنی ہاتھ سے کام کرنے والا‘ اللہ کے دوستوں کا دوست اللہ کا دوست ہے‘ اللہ کے محبوبوں کا محبوب اللہ کا دوست ہے۔ اللہ تو دوستی بنا تا رہتا ہے لیکن آپ ہی نہیں بنتے نحن اولیاء کم فی الحیوۃ الدنیا والاخرۃ ہم دونوں ہیں دوست‘ ہم ولی ہیں‘ ہم تمہارے پالنے والے ہیں‘ اس دنیا کی حیاتی میں اور آخرت میں۔ تو وہ کہتا ہے کہ ہم تمہارے ولی ہیں دنیاوی زندگی میں۔ اب وہ دوست بننا چاہے اور تم کہیں مصروفِ طرب ہو تو پھر تمہیں احساس تو ہونا چاہیے۔ تو وہ آدمی جس کی تنہائیاں اللہ کی یاد سے آباد ہیں وہ ولی ہوتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھو کہ زندگی کے اندر آپ یہ فیصلہ خود کر سکتے ہو۔ جس کی نگاہ بزرگوں کی طرف ہے وہ ولی ہے اور جس کی نگاہ واضح طور پر بغاوت کی طرف ہے وہ ولی نہیں ہو سکتا۔ جو اللہ کے محبوب ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کے علاوہ کوئی راستہ

تلاش کر رہا ہے تو سمجھو کہ وہ محروم ہو گیا۔ جو اس راستے کو ہی Recast کرنا چاہتا ہے تو وہ ولی ہے۔ ولی ہونا آسان بات ہے۔ تو درود کا آسان طریقہ ہے؟ یاد۔ درود کبھی ہم بھیجتے ہیں، کبھی بُلا کے اور کبھی پاس جا کے۔ کبھی وہ بُلا لیتے ہیں اور کبھی ہم پکارتے ہیں۔ ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ وہ عرصہ دراز تک کسی مزار پر قرآن پڑھتا رہا۔ بڑا خوبصورت قرآن پڑھتا رہا لیکن ایک چھوٹی سی آرزو تھی، وہ پوری نہیں ہوئی۔ آخر ایک دن اس نے چابک لے لی اور مزار کو چابک ماری۔ اس کا کام فوراً ہو گیا، کام بھی ہو گیا، نگاہ بھی مل گئی اور صاحبِ مزار سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے پوچھا کہ ناراض کیوں ہو گیا، تیرا کام تو ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں اتنے عرصہ سے قرآن پڑھتا رہا مگر کام نہیں ہوا مگر چابک ماری تو کام ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ تو اتنا خوبصورت قرآن پڑھتا تھا کہ ہم چاہتے تھے کہ قرآن پڑھتا رہے اور اگر کام ہو گیا تو تُو چلا جائے گا ______ بعض اوقات مانگنے کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ نجات جلدی نہیں ملتی اور وہ کہتے ہیں کہ پھر مانگو۔ اس لیے کبھی اپنی دعاؤں کے پورا نہ ہونے کا گلہ نہ کرنا۔ سوال جاری رکھنا، جاری رکھنا اور جاری رکھنا ______

اب اور سوال کریں ______ بسم اللہ آپ بولیں ______

سوال:

انسان سے ایسی غلطیاں کیوں ہو جاتی ہیں جو وہ نہیں کرنا چاہتا؟

جواب:

آپ ساتھ ساتھ چلتے رہیں۔ اگر کیفیت کے ساتھ ساتھ چلتے جائیں تو ایسی غلطی کبھی نہیں ہوگی۔ حکم ماننے والے سے غلطی نہیں ہوتی۔ جو ویسے ہی نمایاں ہونا چاہے اس سے غلطی ہو جاتی ہے۔ ساتھ ساتھ چلتے جاؤ۔ Ambitious آدمی سے غلطی ہو جاتی ہے۔ بس چلتے جاؤ اور آرام سے چلتے جاؤ۔ اور یہ جو ہم جیسے لوگ ہوتے ہیں جب ہم ایک بات کر رہے ہوں تو خاص طور پر جو زیادہ قریب رہنا چاہے وہ تو میرا مزاج آشنا ہونا چاہیے۔ مثلاً میں اس وقت مغل صاحب سے بات کر رہا ہوں اور بڑی سخت بات کر رہا ہوں تو اب اس وقت تم مجھے اپنا مسئلہ بیان نہ کرو کیونکہ I am busy elsewhere۔ تو جو آدمی اتنا مزاج آشنا نہ ہو اس کا سوال چاہے کسی بارے میں ہو اس کا کوئی جواب نہیں دوں گا۔ مقصد یہ کہ مزاج آشنائی ہونی چاہیے۔ اگر کوئی ناواقف ہو، کوئی نیا آدمی آ کے سوال کرے کہ جناب یہ بتاؤ گاڑی کسے کہتے ہیں، انجن کیا ہوتا ہے؟ تو میں اس کو بتاؤں گا۔ ایک آدمی جو پرانا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ میں کسی خیال میں Involved ہوں، ایک بات کی تخلیق ہو رہی ہے، بات کی Weaving ہو رہی ہے تو اس کے اندر ایسا سوال کر دینا کہ جو بے کیف سوال ہو، سوال غلط نہیں ہے بلکہ کیف کی بات ہو رہی ہے، بات حُسن کی ہو رہی ہے، جمال کی ہو رہی ہے، مستقبل کی ہو رہی ہے،

حال کی ہو رہی ہے اور درمیان میں ایک سائنٹیفک سوال آجائے کہ یہ ڈپریشن کیا ہوتی ہے، قنوطیت کیا ہوتی ہے، میز کیا ہوتی ہے، کرسی کیا ہوتی ہے______ یہ تو بچے بھی بیان کرتے رہتے ہیں کہ قنوطیت کیا ہوتی ہے، ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی، کتابوں میں یہ سارا مل جاتا ہے۔ تو یہ وہ واقعہ نہیں تھا جس میں ہم مبتلا تھے۔ ہم کسی کیفیت میں مبتلا ہیں اور جب تک ہم کیفیت سے فارغ نہیں ہوتے ہم آپ کو چھٹی نہیں دیتے۔ اور کیفیت نہ ہو تو ہم ایک منٹ بھی نہیں بیٹھتے۔ ایسا واقعہ ہے کہ نہیں ہے؟ ایک آدمی ناواقف اور ناآشنا ہو تو ہم مائنڈ نہیں کریں گے لیکن آپ سے یہ توقع نہیں کہ آپ میری کیفیت کو ہی نہ سمجھو۔ مثلاً میں غم بیان کر رہا ہوں اور تم کہو کہ شادی کا معاملہ کیا ہوتا ہے۔ وہ تو غم میں بیٹھا ہوا ہے، اگر خوشی میں بیٹھا ہوتا تو اس سے خوشی کے بارے میں بات کرتے۔ آپ نے بالکل ہی سوال کی ایسی لائن چھیڑی جس کا نہ سیاق کے ساتھ تعلق تھا اور نہ سباق کے ساتھ تعلق تھا، نہ میرے حال کے ساتھ تعلق تھا اور نہ تمہاری ضرورت کے ساتھ تعلق تھا۔ اس بات کے لیے مجھے پھر افسوس ہوا۔ یہ بات Uncalled for تھی۔ کبھی کبھی یا اکثر سوال بالکل وہی آتا ہے جو سب لوگوں کی ضرورت اور احساس کا سوال ہوتا ہے۔ اب یہ کسی کا کمال نہیں ہے. بلکہ کیفیت سوال ساز ہوتی ہے اور کیفیت ہی جواب ساز ہوتی ہے۔ سوال اور جواب ایک ہی شے کے نام ہیں، کیفیت

کے نام ہیں۔ آپ وہاں اس کیفیت میں بیٹھے ہیں اور ہم یہاں اس کیفیت میں بیٹھے ہیں۔ یہ اُس کا اپنا کام ہے کہ کس کو کہاں بٹھا دیا اور کس کو کہاں۔ مجھے ذرا بھی فرق نہیں پڑتا کہ میں وہاں آجاؤں اور آپ یہاں آجائیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بات یہ ہے کہ آہستہ آہستہ اندر سے قطرہ قطرہ نئے حوادث اور خیالات ٹپک رہے ہیں۔ یہ سوال بھی اس کے اور جواب بھی اس کے، بات بھی اس کی۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ اب اگر یہ کہیں کہ کسی شخص نے یہ کیفیت ختم کرنی ہو جس میں ہم بیٹھے ہوں یا یہ واقعہ بند کرنا ہو تو ہم یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہماری محفل سے اور ہم سے بہت قریب کا تعلق ہے۔ پھر یہ کہنے کے بعد پتہ ہے کہ کیا ہوگا؟ کہنے کے بعد یہ ہوگا کہ محفل بند ہو جائے گی۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ہم ٹرائی کر رہے ہیں۔ ہے بالکل اس کے ساتھ تعلق اور جس وقت ہم ہوتے ہیں اس کا قرب ہوتا ہے اور یہ اس کی مہربانی ہے۔ یہ ہمارے دور کا بڑے دوروں کے بعد ایک خاص واقعہ ہے کہ اس کی مہربانی سے سوالات جوابات کے اندر بہت ساری باتیں جو دین کے اندر موجود تھیں اور جن کا جواب آج ہم نہیں بتا سکتے کہ کیا کیا سُن لیا یا کیا کیا بول چکے ہیں لیکن یہ بولی ہوئی بات اور یہ سُنی ہوئی بات' یہ سارا واقعہ' جب اس میں ابلاغ آئے گا' دن کی روشنی ہو جائے گی' لفظ بن جائے گا یا پرنٹ ہو جائے گا تو پھر یہ وہ بات ہوگی کہ بہت سارے لوگوں کے سوالوں کے جواب

مل جائیں گے۔ پھر ساری بات نکل آئے گی۔ ہم سارے اس لیے توجہ کے ساتھ بیٹھے ہیں کہ بات کیا ہو رہی ہے۔ مثلاً وہ باتیں جو کتابوں میں Available ہیں اس سے تو ہم دور جا چکے ہیں۔ تو گمراہی بھی نہ ہو اور وہ واقعہ ویسے بھی نہ ہو جیسا ہم دیکھ کے آئے ہیں۔ تو اس کے اندر کوئی سائنس کا سوال کہ مالیکیول کیا ہوتا ہے' نیوٹران کسے کہتے ہیں اور الیکٹران کیا ہوتا ہے ـــــــ یہ میرے خیال سے سوال نہیں ہے حالانکہ میں جانتا ہوں۔ اس لیے میں نے یہ سب کہا ہے۔ آئندہ اس بات کا خیال رکھنا۔ سوال پتہ ہے کیا ہوتا ہے؟ سوال ایک قسم کا سیڑھیوں کی لینڈنگ ہوتی ہے' مثلاً ہم ایک سیڑھی چڑھ آئے ہیں' آگے ایک اور راستہ آ گیا تو ایک اور سوال آ گیا۔ اسی طرح چلتا جائے گا۔ یہ نہ ہو کہ آپ Poetry کے اندر Mathematics کا سوال کر دو۔ حالانکہ دونوں ٹھیک ہیں لیکن اس وقت ٹھیک نہیں ہیں۔ کیونکہ ایک کیفیت ہوتی ہیں اور اگر آپ کیفیت آشنا نہ ہوئے تو کیا ہوئے۔ پھر اس بہار کا کیا کریں کہ جس میں گائے بھوکی رہ جائے۔ تو وہ کیا بہار ہے جس میں بڑی چراگاہیں تھیں مگر گائے بھوکی مر گئی۔

اب آپ سوال کریں ـــــــ آپ چپ کیوں ہیں؟ کیا گھر میں چپ رہتے ہیں؟ اگر چپ رہتے ہیں تو میں اجازت دیتا ہوں کہ سوال نہ کرو ـــــــ تو سوال کریں ـــــــ بولیں ـــــــ

سوال:

مَیں نے ایک مَنت مانی تھی اور وہ پوری ہوگئی مگر میں وہ نہیں کر سکا جس کا عہد کیا تھا ______

جواب:

جو دُعا قبول ہوتی ہے وہ دُعا کی وجہ سے ہوتی ہے، مَنت کے اظہار سے نہیں ہوتی۔ مَنت جو ہے یہ آپ کا طریقہ ہے کہ یہ اس کی خوشی میں کریں گے۔ اگر مَنت آپ کی ہستی سے زیادہ ہو جائے تو آپ کسی سے پوچھ کے کچھ کر لیا کرو۔ ایک آدمی نے غصے میں مَنت مانی کہ اگر ایسا واقعہ ہوا تو ہم آپ کو سو لاٹھی لگائیں گے اور وہ بات پوری ہو گئی۔ لاٹھی لگانے کا وقت آ گیا۔ بزرگ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کیونکہ تم نے قسم کھائی ہے اس لیے سو تنکوں کا جھاڑو اسے مار دے۔ اس لیے جو مَنت آپ نے مانی ہے اس کا کچھ حصہ کر لو اگر چاہو تو بڑھا کے پیش کر دو، اگر بکرا کہا تھا تو اُونٹ دے دو ______ مجھے خوشی ہے۔ اور اگر اُونٹ کی قربانی کا کہا تھا اور نہیں کر سکتے تو مرغی پیش کر دو۔ مطلب یہ کہ جان قربان کر دو۔ کسی نے کہا کہ میں پچاس آدمیوں کی دعوت کروں گا اور نہیں کر سکتا تو اُسے کہو کہ ایک آدمی کی کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے دین کو آسان بنایا ہے۔ یہ دین آپ کی ہستی سے باہر بالکل نہیں جائے گا۔ اور یہ کمال کی بات ہے، نارمل ہے، نیچرل ہے اور یہ آپ کے ساتھ

بالکل اتفاق کرتا ہے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے بات کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو آپ کے حالات کو جانتا ہے۔ کمال بات تو یہ ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ مہربان ہے۔ اگر آپ مَنت کی بات مجھے نہ بتاؤ اور آپ نے اللہ سے بات کی ہوئی ہے تو نہ دو۔ دینا کب واجب ہوگا؟ جب مجھے بتاؤ گے یعنی کسی انسان کو۔ انسان کو نہ بتاؤ اور اللہ سے کہو کہ یا اللہ یہ تیرے میرے مابین بات ہے، غلطی میں نے کی ہے، تو معاف کر دے تو کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ اللہ معاف کر دیتا ہے۔ وہ گناہ جس میں کوئی انسان گواہ نہیں ہے وہ معاف ہو گیا۔ تم نے انسان کو گواہ بنایا تو سمجھو کہ اب عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ اب وہ جو انسان گواہ ہے وہ کہتا ہے کہ میری بھی معافی لے دو، یا اللہ اس کو بھی بخش، میں بدقسمتی سے گواہ بن گیا، مجھے معاف کر دیا ہے تو اس کو بھی معاف کر۔ اے معافی مانگنے والو سب کو معافی دے دیا کرو۔ اور یہی معافی کا راز ہے کہ جس نے سب کے لیے معافی مانگی وہ معاف کر دیا گیا۔ آپ سوچا کرو کہ آپ معاف ہوئے کہ نہیں ہوئے؟ یہ ٹیسٹ ہے۔ کون سا ٹیسٹ؟ کہ مجھے معافی ملی ہے کہ نہیں ملی؟ کیا میں اپنے علاوہ کسی اور آدمی کو سزا کا انتظار کر رہا ہوں؟ اگر آپ کو کسی آدمی کی سزا کا انتظار ہے تو ابھی آپ کی معافی نہیں ہوئی۔ یہ کہنا کہ اس کو تو اللہ تعالیٰ ایک بار ضرور سزا دے تو سمجھو کہ آپ کی معافی نہیں ہوئی۔ اگر آپ ہمہ معافی ہو جائیں تو آپ کی معافی ہو جائے گی۔ اس لیے آپ لوگوں کی

اَسّی فیصد معافی تو ہوگئی ہے اور باقی کی بیس فیصد ذرا مشکل ہے۔ یہ بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی صحیح ہو جائے گی۔ تو سب کے لیے معافی ہونی چاہیے۔ آپ لوگوں کو میں عملی باتیں بتا رہا ہوں کہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں پکارا کرو' اللہ تعالیٰ کے ساتھ الگ باتیں کیا کرو' چاہے ان کی طرف سے آپ جواب میں خط لکھو لیکن لکھا ضرور کرو۔ اللہ کو خط پوسٹ کرو اور خط کا جواب آپ ہی دو۔ بس سمجھو کہ آپ کا آنا جانا ہو گیا۔ اللہ کے بندوں کو تنگ کرنا چھوڑ دو اور ان کو پریشان کرنا چھوڑ دو۔ آپ اللہ کا راستہ لو۔ زندگی کو اللہ کا فضل سمجھو اور اللہ کا فضل مانو اور اللہ کا فضل بناؤ۔ آپ خود کسی کے لیے سایہ دار بن جاؤ' اللہ آپ کو سایہ دار ہی بنائے رکھے گا۔ اگر تم کسی کو تنگ کرنے کی صلاحیت حاصل کر رہے ہو تو تمہاری ساری صلاحیتیں مفقود ہو جائیں گی۔ یہ بڑی آسان سی بات ہے کہ لوگوں کے لیے فیض رساں ہو جاؤ۔ تو اللہ تمہیں اور فیض رساں بنائے گا' رحمت بن جاؤ تو رحمۃ اللعالمین ﷺ کا سایہ آ جائے گا۔ اُمت کے لیے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے جو شخص دعا کرتا ہے وہ اللہ کے حبیب ﷺ کے بہت ہی قریب ہے۔ فرقوں کو چھوڑ دو۔ کیا کرو؟ فرقہ واحد ہو جو کہ مسلمان ہے۔ نشانی؟ کلمہ شریف۔ کلمہ کون سا؟ کلمہ توحید یعنی لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ۔ اس طرح آپ کامیاب ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اور ساری اُمت پر رحم

فرمائے۔آپ سب کے لیے یہی دُعا کیا کرو_____ آمین_____

برحمتِک یا ارحم الراحمین

1 مرشد اور مرید کی ملاقات بار بار کیوں ضروری ہے؟

2 خیالات میں تسلسل نہیں ہے اس لیے کیا سوال کریں؟

3 حضور! یہ اللہ کا خوف کیسا ہے؟

4 اللہ کے حوالے کرنا بہتر تو ہے لیکن یہ جو جذبات ہیں ان کا کیا کریں؟

5 کئی دفعہ تعلق بن کے ٹوٹ جاتا ہے' تو اس میں کیا کمی ہوتی ہے؟

6 ایک آدمی نے بیعت کی اور بعد میں وہ اپنے پیر صاحب سے باغی ہو گیا۔

7 جس طرح سائنس میں ہے کہ Survival of the fittest' تو کیا ذہن میں یہ خیال نہیں آ سکتا کہ خوب سے خوب تر کی تلاش ہونی چاہیے ——

8 مشکل بات ہے

9 جنگِ اُحد میں خلاف تھے

10 حضرت عمر فاروقؓ

11 جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ہے کسی کو گناہ گار نہ کہو۔

12 سر! گذارش ہے کہ کسی کو صاحبِ بصیرت بزرگ زندگی میں میسر آتے ہیں اور پہلا یقین یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ میرے خیر خواہ ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ میں ان کا خیر خواہ کیسے بن سکتا ہوں؟

13 ہم اپنی بے علمی لے کے حاضر تو ہوئے اور سب میسر آ جاتا ہے تو اس وقت یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ہم کیا کریں؟

14 کیا ہم ذکر سے پہلے دنیاوی مسائل حل کر لیں اور پھر ذکر کریں؟

15 دنیا کی تمنا بھی تو اللہ تعالیٰ نے حل کرنی ہے۔

کیا آپ کا رمضان شریف اچھا گزر گیا؟

سوال:

جی، اچھا گزر گیا۔

جواب:

اللہ کی مہربانی سے ______ اگر کوئی بات ذہن میں ہو تو بولیں۔

سوال:

مرشد اور مرید کی ملاقات بار بار کیوں ضروری ہے؟

جواب:

اصل میں یہ سوال اور ہے کہ جب انسان نے ایک دفعہ اللہ کے آگے دعا کی کہ یا اللہ اھدنا الصراط المستقیم ہمیں سیدھی راہ دکھا، تو ہم بچپن سے ہی سیدھی راہ مانگتے آ رہے ہیں۔ کیا سیدھی راہ ملی یا نہ ملی؟ اگر مل گئی تو پھر کہنے کی کیا ضرورت ہے اور اگر اب تک نہیں ملی تو پھر کب ملے گی۔ سوال یہ ہے۔ سوال کیا ہے؟ کہ جب شروع میں کہا، بچپن میں کہا کہ اھدنا

الصراط المستقیم یااللہ سیدھی راہ دکھا' دکھا' دکھا! اگر اس نے پچاس سال میں نہیں دکھائی تو اب اور کتنے سال انتظار کرو گے اور اگر دکھا دی ہے تو اب بار بار کیوں کہتے ہو۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جب آپ اللہ سے کہتے ہیں کہ سیدھی راہ دکھا تو سیدھی راہ دکھانے کا سوال ہی سیدھی راہ ہے۔ سیدھا راستہ کون سا ہے؟ راستہ مانگتے رہنا۔ جس کو پیر اور مرید کہتے ہیں' تو تعلق ہے ہی ملاقات۔ ملاقات کرتے رہو تو تعلق بنے گا۔ تعلق سے کچھ لے کر نہیں جانا۔ یہ دنیا دار کا کام ہوتا ہے کہ ایک درخواست دی چیف منسٹر کو اور کام ہو گیا۔ کہتا ہے اب چیف منسٹر کون ہوتا ہے' کام تو ہو گیا۔ یہ ایسا کام ہے جو کام نہیں ہونا مثلاً آپ مجھے کہو کہ مجھے ساتھ لے جاؤ اور چھٹی کب ملے گی؟ جب دونوں میں سے ایک نہیں رہے گا' بلکہ جب وہ نہیں رہے گا تب بھی چھٹی نہیں ملے گی۔ گویا کہ یہ کہہ دینا کہ ملاقات کے بعد رخصت عنایت ہو جائے تو تعلق کی نفی ہو گئی۔ یہ تعلق رخصت کا نہیں ہے۔ یہ تعلق وصال کا ہے' یہ تعلق ساتھ کا ہے' یہ تعلق ہمیشہ کا ہے' یہ کوئی فلائٹ نہیں ہے' پرواز نہیں ہے' ٹکٹ نہیں ہے' بھاگ جانے کا نام نہیں ہے بلکہ ہم سفری کا ہے' رفیقِ طریق کا ہے' ساتھ رہنے کا ہے۔ یہ اگر کام ہوتا تو پھر چھٹی مل جاتی مگر محبت ہو تو چھٹی کیسے ملے۔ اگر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ محبت والوں کو چھٹی مل جائے تو پھر آپ کو محبت کی بات سمجھ نہیں آئی۔ پیر مرید ہوں' ماں باپ ہوں' بزرگ ہوں' محبت ہو' جہاں

بھی ہو۔ رانجھے سے آپ یہ کہو کہ تمہیں اچھی نوکری دیتے ہیں اور تُو ہیر کا خیال چھوڑ دے تو وہ کہے گا کہ نوکری کیا دو گے' میں تو جس خیال میں جا رہا ہوں مجھے وہ خیال چاہیے۔ لہٰذا اس خیال کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا ہے۔ یہ خیال ہمہ حال ہے۔

جو تیرا خیال ہے وہی ہمہ حال ہے

اس کے اندر اور کوئی کہنے والی بات نہیں ہے' اجازت نامہ نہیں ہے۔ جن لوگوں کو ڈیوٹی تفویض ہو جاتی ہے تو مشائخ کرام اس کو کہتے ہیں کہ تو فلاں علاقے میں چلا جا اور وہاں جا کے کام کر۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اپنے ساتھ رکھیں مگر مشائخ کرام ساتھ ساتھ دیکھ کے کہتے ہیں کہ اس میں یہ خوبی ہے۔ تو وہ رخصت جو ہے کسی ڈیوٹی پر دیتے ہیں۔ اس لیے ہمیشہ ملاقات تو بڑی سعادت کی بات ہے' بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔ جس طرح ایک نماز کافی نہیں ہے' لوگ پڑھ پڑھ کے تھک گئے۔ تو پڑھتے رہنا ہی نماز ہے۔ نماز ایک نماز کا نام نہیں ہے' پڑھتے رہنے کے عمل کا نام نماز ہے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ نماز قائم کرو' نماز پڑھنے کی بات نہیں کی۔ قائم کرنے کا مطلب ہے کہ نماز کی عادت قائم کرو' نماز کو جاری رکھنے کا سلیقہ پیدا کرو۔ اور اگر یہ جاری رہی' ہر وقت خیال رہا' تیرے خیال ہی خیال میں رہا' تو یہ ہے نماز۔ آپ نے پیر مرید کی بات کی ہے تو اگر موت میں بھی پیر کی ملاقات ہو جائے تو کام

پورا ہو گیا۔ اس لیے یہ ملاقات جو ہے اگر عطا ہو جائے تو یہی ملاقات ہے بلکہ اس میں کبھی جدائی نہیں ہوتی۔ یہ بار بار کی ملاقات کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ہمیشہ کی ملاقات ہے۔ جو چیز محبت میں آجائے وہ ضروری ہوتی ہے۔ محبت کی تعریف ہی یہ ہے کہ محبوب سے مِلا اور اس کا اگلا سوال کیا ہے؟ پھر مِلوں۔ پھر سوال کیا ہے؟ پھر ملاقات۔ کہتا ہے کہ اب کیا سوال رہ گیا ہے؟ کہتا ہے اب پھر وہی سوال۔ یہ سوال پورا ہوتا جاتا ہے اور ختم نہیں ہوتا۔ دنیا دار کا سوال پورا ہو جائے تو ختم ہو جاتا ہے' دین کا سوال یہ ہے کہ پورا ہو جائے تو ختم نہیں ہوتا۔ تو اس سوال کی تلاش کرو کہ پورا ہونے پر بھی ختم نہ ہو۔ وہ ہے دین کا سوال۔ کہتا ہے آج تہجد شروع ہو گئی۔ کہتا ہے پڑھ لی تم نے؟ کہتا ہے ہاں۔ کہتا ہے آئندہ نہ پڑھنا۔ وہ کہتا ہے کہ پڑھوں گا' پھر بھی پڑھوں گا۔ کیا آپ درود شریف پڑھتے ہو؟ جی ہاں۔ کتنی بار پڑھتے ہو؟ سو بار پڑھ لیا' پھر ڈھائی لاکھ دفعہ پڑھا۔ کہتا ہے اب ختم کر دیا؟ کہتا ہے ہاں۔ تو وہ کہتا ہے کہ تو نے کچھ نہیں پڑھا۔ تو پڑھنے کی توفیق اور اجازت مل جانا ہی بڑی بات ہے۔ یہ کتنی دیر پڑھنا چاہیے؟ پڑھتے ہی رہنا چاہیے۔ کتنے عرصے تک؟ جب تک سانس ہے' دم میں دم ہے' پڑھتے ہی رہنا چاہیے۔ اس لیے یہ بہت مبارک بات ہوتی ہے۔ جہاں بھی آپ کی نسبت ہو اس نسبت کو قائم رکھو' جا کے قائم رکھو' بُلا کے قائم رکھو۔

کبھی بُلا کے کبھی پاس جا کے دیکھ لیا
فسونِ سوز دروں آزما کے دیکھ لیا

تو یہ سارا واقعہ زندگی ہے۔ اصل میں زندگی ہے ہی اس کا نام کہ ایک خیال' دین کا ہو اور باقی آپ کی زندگی ایک مجبوری ہے۔ مجبوری کیا ہے؟ کھانا ضروری ہے۔ کاش بھوک نہ لگتی۔ لہٰذا کھانا ضروری' سونا ضروری' کاروبار بچوں کے لیے ضروری' والدین کے لیے ضروری' زندگی کے حالات ضروری' مکان ضروری ______ اور ایک خیال ہے جو قائم رہنے والا ہے' اگر یہ بھی نہ رہ گیا تو پھر کیا رہ گیا۔ اس خیال کو قائم رکھنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا ہی ایسا ہے کہ وہ فراموش کرنے والا ہے۔ تو وہ بھول نہ جائے۔ جب آپ کھانا کھاتے ہیں تو پھر سوچتے ہیں کہ اب شام کو کیا کھانا ہے حالانکہ ابھی کھانا کھایا ہے۔ ابھی آپ سحری کھا رہے تھے اور ابھی کہتے ہیں کہ افطاری کا پروگرام بنا لو۔ تو یہ انسان ہے۔ تو دین کے پروگرام کو بھی ہمیشہ رکھو۔ اس میں ناغہ اور وقفہ نہیں آنا چاہیے۔ یہ بار بار ضروری ہے۔ بار بار ضروری ہے اور متعدد بار ضروری ہے اور بے شمار بار ضروری ہے۔ اس میں کمی نہیں ہے۔ بلکہ یہ حاصل ہے ______

اور کوئی سوال ______

سوال:

حضور! اس وقت تو کوئی سوال نہیں ہے۔

جواب:

آپ بولیں _____ ثمر قادری بولیں _____ پوچھیں _____

کوئی خیال آئے تو بولیں _____

سوال:

خیالات میں تسلسل نہیں ہے اس لیے کیا سوال کریں؟

جواب:

نہ سہی۔ بے تسلسل ہی سہی۔ ہر آدمی سوال پوچھے۔ مسٹر علی پوچھے!

سوال:

حضور! یہ اللہ کا خوف کیسا ہے؟

جواب:

اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں میں سے ایک عظیم مہربانی یہ ہے کہ اللہ کا خوف عطا ہو جائے۔ وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ اس کا خوف کرتے ہیں غیب میں، ان کے بڑے درجات ہیں۔ اللہ کا خوف جو ہے وہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو عطا فرماتے ہیں۔ خوف جو ہے اصل میں یہ شوق کی ایک قسم ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ یہ شوق کی ایک حد ہے اور اس کا ایک پہلو ہے۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ آپ کی اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ محبت نہ رہے۔ ایک تو یہ خوف ہے۔ خوف کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ جو تعلق

ہے وہ کہیں ٹوٹ نہ جائے۔تو خوف کا ہونا شوق کی دلالت کرتا ہے۔اللہ کا خوف جو ہے وہ بڑے خاص مقام پر خاص لوگوں کو عطا ہوتا ہے۔آدھا سفر جو ہے یہ خوف کے ساتھ ہوتا ہے اور باقی یدھا شوق کا راستہ ہے۔خوف جو ہے وہ آپ کو گمراہ ہونے سے بچاتا ہے۔شوق آپ کو سیدھی راہ پہ چلاتا ہے۔خوف کا مطلب یہ ہے کہ اِنّیِ اَخاف اللّٰہ : میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ قال معاذ اللّٰہ مجھے اللہ کا خوف ہے۔یوسف علیہ السلام نے مائی صاحبہ کی دعوت پر ایک مقام پر فرمایا کہ مجھے اللہ کا خوف ہے‘ میں اللہ سے ڈرتا ہوں‘ یہ واقعات ہو جاتے لیکن مجھے اللہ کا خوف ہے‘ معاذ اللّٰہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا جو ہے دراصل ان احکامات کی نفی کرنا ہے جن احکامات سے آپ کو روکا گیا۔تو آپ رک جاؤ‘ نہ کرو۔خوف کا معنی یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حدود اللہ Cross ہو جائیں۔اب خوف جو ہے دراصل ثبوت ہے اللہ کے قریب ہونے کا۔اللہ نظر نہیں آرہا‘ اللہ ہے نہیں لیکن خوف ہے‘ بس یہی اس کا قرب ہے۔خوف ہی تمہارے لیے ثبوت ہے کہ اللہ قریب ہے۔وہ کہتا ہے کہ تو خوف کیوں کر رہا ہے‘ کیا اللہ یہاں پر ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ مجھے خوف آرہا ہے کہ وہ یہاں ہے‘ بس وہ ہے اور اس کے ہونے کا ثبوت ہی یہی ہے کہ خوف پیدا ہو جائے۔تو خوف جو ہے اس کے تقرب کی ایک دلیل ہے‘ ایک ثبوت ہے کہ آپ کے دل پر خوف طاری ہو گیا۔

آپ جوں جوں قریب ہوتے جائیں گے خوف بڑھتا جائے گا اور جو غافل ہے اُسے خوف نہیں ہوتا۔ غافل کو کیسے خوف ہو؟ غافل تو ہے ہی غافل، وہ اللہ سے نہیں ڈرتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں کسی سے نہیں ڈرتا، کیونکہ وہ گمراہ ہو چکا ہے۔ کافر اللہ سے نہیں ڈرتا کیونکہ گمراہ ہو چکا ہے۔ جوں جوں آپ کا ایمان تقویت میں آتا جائے گا آپ Sensitive ہوتے جائیں گے اور خوف کے اندر داخل ہو جائیں گے۔ اور پھر ایک مقام آتا ہے جب اللہ تعالیٰ آپ کے خوف کو منظور فرماتا ہے تو پھر کہتا ہے کہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اب ان پر کوئی خوف نہیں، اب ان پر کوئی ملال نہیں ہے۔ یعنی اب ان کو کسی ماضی پر خوف نہیں۔ تو دو لفظ استعمال کیے ہیں اور بار بار اللہ نے کہا کہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ان پر خوف نہیں ہے، ان پر حزن نہیں ہے۔ اب یہ دو باتیں ہیں اور بڑی غور والی باتیں ہیں۔ خوف ہوتا ہے آنے والے واقعہ کا، ملال ہوتا ہے گزرے ہوئے واقعہ کا۔ اب مطلب یہ ہو گیا کہ ان لوگوں کو کسی آنے والی ناگہانی کا خوف نہیں ہے، ان کو یقین ہو گیا ہے کہ یہ میرے پاس آ رہے ہیں۔ تو خوف کوئی نہیں ہے۔ خوف کب نہیں ہوتا؟ جب آپ کو یقین ہو جائے کہ آپ سیدھے راستے پر جا رہے ہیں۔ کہتا ہے کہ اس دیوار کے پرے کیا ہے؟ کہتا ہے کہ پرے آپ ہی ہے وہ۔ تو وہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی پار بھیجو۔ تو اب خوف نہیں ہے بلکہ یہ شوق بن گیا۔ اب یہ ملال کہ وہ جو میں

نے غلطی کی تھی اس کا کیا بنا؟ کہتا ہے کہ وہ معاف ہو گئی ہے۔ اب حُزن بھی گیا۔ تو لاخوف" آنے والے کا اور ولا ھم یحزنون گزرے ہوئے کا۔ تو جو اللہ کے راستے میں قبول ہو جائیں ان کا نہ کوئی ماضی رہ گیا اور نہ کسی مستقبل کا ڈر ہے۔ وہ ہر حال میں ہمہ حال اللہ کے پاس ہیں۔ تو اس سفر کی ابتدا خوف سے ہوتی ہے۔ گویا کہ ان کا آنے والا زمانہ Clear ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے زندگی میں یہی چیز حاصل کرنی ہے کہ اللہ کا تقرب ہو۔ اللہ کے تقرب کا میں نے آپ کو بتایا تھا کہ کیسے کیسے کہاں کہاں ثبوت ملتا ہے۔ ایک ایسا مقام، چاہے وہ انسان ہو یا کوئی پیر ہو، جہاں پر شوق کے وقت ایسی کیفیت پیدا ہو جائے کہ آپ بھول جاؤ کہ آپ کون ہو۔ کہتا ہے کہ ہم گئے تھے بات کرنے کے لیے مگر وہاں جا کے کچھ اور ہی سماں تھا۔ تو یہ جو "اور سماں ہے" یہ تمہارا قرب ہے۔ یہ اللہ کے تقرب کی نشانی ہے۔ کیا نشانی ہے؟ کہ میں جا کے بھول گیا جو بھی سوال تھا_____ تو جو بھی سوال تھا وہ بھول گیا، نام بھی بھول گیا، سب کچھ بھول گیا۔ کہتا ہے کہ وہاں اس کے پاس جا کے کچھ یاد نہیں رہتا۔ تو یہ کیفیت ہوتی ہے ایک مقام پر جب اللہ کا قرب ہو۔ اللہ کے گھر جا کے بھی بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ وہاں آپ پہنچے اور وہاں جا کے سب کچھ بھول گئے۔ تو یہ اللہ کے قرب کی ایک نشانی ہے۔ اس کے قرب کی ایک اور نشانی یہ ہے کہ آپ نے سوال نہیں کیا، دُعا نہیں کی، جو چار پانچ

چیزیں مانگنی تھیں وہ نہیں مانگی ہیں، صرف نفل پڑھے اور دعا بھول گئی اور آپ رونے لگ گئے۔ تو یہ بھی قرب ہے۔ تو قرب کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ

اشکوں نے بیاں کر ہی دیا رازِ تمنا
ہم سوچ رہے تھے ابھی اظہار کی صورت

کہتا ہے کہ میں نے کیا بات کرنی تھی، بات تو اندر رہ گئی اور میں رونے لگ گیا۔ تو رِقت طاری ہوگئی اور یہ اللہ کا قرب ہے۔ رِقت طاری ہو جانا اللہ کا قرب ہے۔ اور اپنے کیے ہوئے پر اتنا نادم ہونا کہ دوبارہ نہ کرنے کا فیصلہ کر لینا۔ یہ ہے غیب میں اللہ کا خوف کرنا۔ یہ خود بخود ہی توبہ ہوگئی۔ ایسی توبہ کہ جس کو کہتے ہیں توبتہ النصوح کہ پھر دوبارہ وہ واقعہ نہیں ہوا۔ یہ اللہ کے قرب کی بات ہے۔ تو اللہ کے تقرب کی یہ بھی نشانی ہے کہ جب آپ کے اندر اللہ کے محبوب ﷺ کی محبت پیدا ہو جائے۔ تو یہ اللہ کا قرب ہو گیا۔ تو اللہ کا قرب جو ہے یہ سجدے میں میسر آتا ہے، اس مقام پر میسر آتا ہے۔ اِسی زندگی میں آپ نے یہ حاصل کرنا ہے۔ اصل واقعہ کیا ہے؟ جو انسان یہاں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ من کان اعمٰی فی ھذہ فھوا عمٰی فی الاخرۃ جو کوئی یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ یہ اندھا وہ ہے جس نے دیکھا نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی شان کو دیکھنا، اللہ تعالیٰ کے جلوے کو دیکھنا، اللہ تعالیٰ کے تقرب کو دیکھنا، اللہ تعالیٰ کے بندوں کو دیکھنا، اللہ تعالیٰ کے

واقعات کو دیکھنا' مشاہدات کو دیکھنا' انوار کو دیکھنا اور تجلیات کو دیکھنا' یہ وہ مقام ہے جس کو آپ نے زندگی میں دیکھنا ہے۔ ورنہ تو باقی زندگی مصروف ہے۔ میں آپ کو پھر یہ بات بتا رہا ہوں کہ آپ ایک شعبہ الگ کر لو جو کہ اللہ کے ساتھ رشتہ ہے آپ کا' باقی تو کافر اور مومن دونوں برابر ہیں۔ درد ہوگا تو کافر بھی اسی طرح روئے گا۔ تو کافر بھی روتا ہے۔ روتا ہے کہ نہیں روتا؟ اگر کسی کافر کا بیٹا مر جائے تو وہ روئے گا اور مومن کا بیٹا مر جائے تو وہ بھی روئے گا۔ کافر کو بھی بھوک لگتی ہے' اِسے بھی کھانا چاہیے' نیند اُسے بھی چاہیے۔ تو یہ شعبہ تو کافر اور مومن کا برابر ہے۔ جہاں جہاں یہ برابر ہے وہاں سے ساری بات نکال دو۔ اب کیا کیا برابر ہے؟ کھانا' پینا' سونا' پیدا ہونا' مر جانا' مکان کی تلاش' سامان کی تلاش' کپڑے کی تلاش' آسائشوں کی تلاش' آسانیوں کی تلاش ______ یہ تو سارا کافروں میں بھی ہے۔ پیسے بھی' بینک بھی ان کے پاس ہیں۔ ڈاکٹری بھی ان کے پاس ہے' سفرنامے بھی ان کے پاس ہیں' وہ گفتگو بھی کرتے ہیں' حکومتیں بھی کرتے ہیں ______ تو یہ سارا واقعہ کافر اور مومن کا برابر ہے۔ وہ چیز جو برابر نہیں ہے وہاں سے آپ کا اسلام شروع ہوگا۔ تو آپ' پتہ ہے کیا کرتے ہو؟ آپ ان برابری والے معاملوں میں بھی اسلام شروع کر دیتے ہو۔ تو یہ چھوڑ دو۔ اب باقی جو حصہ بچ گیا ہے وہ بتا دو کہ کیا بچ گیا ہے۔ بس یہاں سے راز شروع ہوگا۔ پھر اس شعبے کے

ساتھ آپ نے اللہ کو دیکھنا ہے۔ بات سمجھ آئی؟ نہیں سمجھ آئی؟ کہ جو شعبہ کافر اور مومن کا برابر ہے وہ زندگی سے نکال دو' اس کا سوال اسلام سے نہ کرنا۔ مثلاً آپ کو پیسے کی ضرورت ہے تو کافر کو بھی پیسے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کو اسلام سے الگ کر دو۔ پیسہ کافر بھی کماتے ہیں' تم بھی کما لو۔ دوائی ایک میڈیکل ایڈ ہے اور میرا خیال ہے کہ دوائیاں ساری باہر سے آتی ہیں۔ وہ کافر اسلام کو نہ مان کر' خدا کو نہ مان کر دوائیاں بنا رہا ہے' تم بھی بنا لو۔ اگر کافر جہاز بناتا ہے تو تم بھی بنا لو۔ بم بناتا ہے تو تم بھی بنا لو۔ یہ تو تمہاری تہذیب کی نااہلی ہے' اس کو تو اسلام تمہیں Compensate نہیں کرے گا۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ زندگی تمہاری اپنی ہے' اس کو بین الاقوامی طور پر Develop کر لو' بنا لو جتنی بنانی ہے' میرے ساتھ تو اس وقت بات کرو جب اس زندگی میں تمہیں اللہ کی تمنا پیدا ہو۔ کس کی تمنا؟ حق کی اور الٰہیات کی۔ اور آپ لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد دنیا کی وہی چیزیں مانگتے ہیں جو کافروں والی ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ یعنی کہ اسلام کے بعد اللہ تعالیٰ سے' اللہ سے محبت کرنے کے دعوے پر اللہ سے مانگتے وہ ہیں جو کافر کی زندگی ہے کہ یا اللہ ہمیں پیسہ دے جس طرح کافروں کو دیا ہے' یا اللہ ہمیں دنیا کی سیر کرا جیسے کافر لوگ کرتے رہتے ہیں' ہمیں وہ چیزیں دے جو عام کافروں کے پاس ہیں۔ کار بھی دے دے جو کافروں کی دی ہوئی ہے _______ جو اصلی

چیز ہے اسلام کے نام پر مانگنے والی' وہ یہ ہے کہ یا اللہ تو مشاہدہ دے تا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم اندھے ہی مر جائیں۔ لوگ یہ دعا ہی نہیں مانگتے۔ تو مانگنے والی کیا چیز تھی؟ کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کافرانہ طور پر ہی مر جائیں۔ تو اصل بات تو یہ تھی۔ آپ کے سارے مسائل کافروں والے ہیں اور ان کا علاج آپ اسلامی طور پر سوچتے ہیں۔ بس یہی آپ کا مسئلہ ہے۔ مثلاً پرابلم تو کافروں والی ہے یعنی پیسہ' رزق' تمنا' شہرت اور دوسری ضروریات۔ کہتے ہیں کہ اب' ہمیں بم کی ضرورت ہے۔ اگر کافر سے مانگ کے بم چلانا ہے تو پھر تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یا تو آپ کوئی روحانی بات کریں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے وہ دعا مانگو جو دعا ہر زمانے میں مانگی جا رہی تھی۔ تمہیں اس لیے لطف نہیں آتا کہ تمہاری دعائیں ہیں چودہ سو سال پرانی اور ضرورت تم نے بنا لی ہے آج کی۔ اس لیے پھر آپ کو یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ یا تو آپ اپنی تمنا وہی رکھیں جو پرانے لوگوں کی تھی۔ وہ تمنا کیا تھی؟ کہ یا اللہ تو اپنا رحم فرما۔ زندگی سادہ رکھی ہوئی تھی' فاقہ موجود تھا اور لطف بھی موجود تھا۔ آپ لوگ قرضہ لینے کو بھی تیار ہوتے ہیں' سود بھی لینے کو تیار ہوتے ہیں' سود دینے کو تیار ہوتے ہیں' واقعاتِ عالم کرنے کو تیار ہوتے ہیں اور پھر کہتے یہ ہیں کہ نتیجہ پرانا نکلے۔ اس لیے مسلمانوں کو کیا چاہیے؟ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو' جلوے کو' اس زندگی میں زمان و مکان سے آزاد ہو کے دیکھیں' یعنی کہ جس طرح آپ اس زمانے

مین نہیں ہیں بلکہ کسی اور زمانے میں ہیں۔ اور اس زمانے کی ضرورت اس زمانے کے مطابق پوری کرو لیکن کفر کیے بغیر۔ آپ کو بات سمجھ آ رہی ہے؟ بس یہ ہے مسلمانوں کا پرابلم کہ نور کی تلاش کرنے کے لیے وہ حاضر زمانے کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تو کافرانہ مسائل ہیں۔ جب آپ دعا مانگتے ہیں تو ایسی دعا نہ مانگا کرو جو دعا غیر مذہب کے حوالے سے بھی حاصل ہو سکتی ہو۔ آپ مذہب کے حوالے سے مانگو کہ یا اللہ اپنی محبت عطا فرما اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت عطا فرما۔ اب یہ کافرانہ نظام نہیں ہے بلکہ عین دین کا نظام ہے۔ یا اللہ اپنا جلوہ دکھا' یا اللہ ہمارے دلوں کو رجوع کرا اپنی طرف' ہمیں اپنا شوق دے اور اپنا ہی خوف دے۔ اب اس میں کوئی کافرانہ چیز نہیں ہے' اب اس میں کوئی حالاتِ زمانہ نہیں ہیں۔ حالاتِ زمانہ خود ٹھیک کر لو۔ اس میں آپ کو کیا دِقت ہے۔ اس لیے اگر اللہ تعالیٰ کا خوف مل جائے تو یہ بات یاد رکھنا کہ اگر خوف مل جائے تو سمجھو کہ یہ شوق کا حصہ ہے۔ تو خائف ہونا ضروری ہے' کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بارگاہِ صمدیت میں گستاخی ہو جائے۔ یہ خوف جو ہے شوق کی دلیل ہے اور شوق جو ہے اللہ کے احسان کی انتہائی شکل ہے۔ اور اللہ خوف کے ذریعے آزماتا ہے۔ تو لنبلو نکم بشی ء من الخوف اور میں تمہیں خوف کے ذریعے آزماؤں گا۔ یہ تم لوگوں کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ تم پہ ابتلا کی جائے گی۔ کس بات کی؟ خوف کی۔ تو اللہ کی

طرف سے خوف آئے گا۔ اور بعض اوقات پھر جوع یعنی بھوک آئے گی۔
اور ونقص من الاموال : مال میں نقص آئے گا۔ والانفس جان ختم ہو جائے
والثمرات محنت کے پھل ضائع ہو جائیں گے۔ آگے پھر اللہ نے فرمایا کہ
وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالو اناللّٰہ وانا الیہ راجعون
اور صبر کرنے والے وہ ہیں جب ان پر یہ آزمائشیں آئیں گی تو وہ یہ کہیں گے
کہ ہم اللہ کے ہیں اور اللہ کی طرف واپس جائیں گے۔ تو کون سی آزمائشیں
آئیں گی؟ خوف کی آزمائش، مال کے نقص کی آزمائش، موت کی آزمائش،
بھوک کی آزمائش اور محنت کا پھل ضائع ہونے کی آزمائش ۔ یہ لوگ جو
ہوتے ہیں وہ اللہ کے قریب رہنے والے ہیں۔ کون لوگ؟ جن پر خوف
طاری ہوگیا، بھوک آگئی، خیال کی بھی بھوک ہوتی ہے، خواہش کی بھی بھوک
ہوتی ہے، مال میں نقص ہوگیا اور پھل ضائع ہوگئے، بڑی محنتیں ضائع ہوگئیں،
برباد ہوگئیں۔ اب آپ اللہ کی طرف رجوع کرو، اللہ آپ پر احسان کرے
گا۔ یہ صابرین کا درجہ ہے کہ خوف کے ساتھ وہ آزمائے جاتے
ہیں ______

اور سوال پوچھو ______ سعید صاحب بولیں

سوال:

ابھی تو کوئی سوال نہیں۔

جواب:

ابھی تو سوال ہونا چاہیے۔

سوال:

ابھی تو یہ سوال ہے کہ آپ نے جو فرمایا وہ حق فرمایا ہے۔ پھر اس میں تو کوئی سوال نہیں نکلتا۔

جواب:

آپ اس سوال میں سے سوال کیوں نکالتے ہو' اپنا کوئی سوال پوچھو________

پھر آپ گنتی کی یہ چیزیں کرو۔ پہلی بات یہ بتاتا ہوں کہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر دو' کسی انسان سے نفرت ہے تو وہ نکال دو' جس انسان نے تمہارے ساتھ کبھی کوئی زیادتی کی ہے تو اُسے معاف کر دو۔ آسان بات ہے ناں؟

سوال:

مشکل بات ہے!

جواب:

آپ کے ساتھ اگر کسی انسان نے زیادتی کی ہے تو اس کے دو فیصلے ہیں' یا تم اس کا فیصلہ کر لو یا اللہ کے حوالے کر دو۔ بہتر شکل کیا ہے؟

سوال:

اللہ کے حوالے کرنا بہتر تو ہے لیکن یہ جو جذبات ہیں ان کا کیا کریں؟

جواب:

یہ جذبات جو ہیں بعض اوقات یہ کمزور ہوتے ہیں' ان کو آپ ایسے کہو کہ یہ Undeveloped ہوتے ہیں۔ مقصد یہ کہ اسے آپ یوں سمجھ لو کہ اگر کسی بھائی کو تم پھانسی لگوا دو تو تمہیں کیا فائدہ پہنچا۔ کیا تسکین ہو گی کہ اسے سزا ہو گئی ہے؟ یہ تسکین تو وقتی ہو گی کہ اس بھائی کو سزا ہو گئی۔ پھر کچھ عرصہ بعد تمہیں جب اس بھائی کی ضرورت پڑے گی تو تمہیں محسوس ہو گا کہ تمہیں اس کو سزا نہیں دلوانی تھی۔ سارے مومن بھائی ہیں' اگر بھائی سے غلطی ہو گئی ہے' تمہارے ساتھ کوئی زیادتی ہو گئی ہے تو پھر اس میں مشیت کا دخل سمجھو۔ اللہ نے کہا ہے کہ تمہیں آزمایا جائے گا خوف کے ساتھ۔ خوف دینے والا کون ہو گا؟ بندہ ہو گا۔ مال کا نقص کون کرے گا؟ بندہ ہی مال لے جائے گا۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم اسے معاف کر دو یا پھر اللہ کے سپرد کر دو کہ یا اللہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتا' میں نے اپنا کیس آپ کے حوالے کر دیا ہے' آپ بھی اس کو معاف کر دو تو بہتر ہے۔ یعنی کہ معاف کرنا بہت بہتر ہے ورنہ تو حکم ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ' جان کے بدلے جان' مگر معاف کر دو تو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔ معاف کرنے کی اور وجہ کیا ہے؟ ایک انسان

نے تمہیں گالی دے دی، ایک بار دی ہے اور تم اپنے آپ کو ہر روز گالی دیتے ہو اس کو یاد رکھ کے۔ کہتے ہو کہ اس نے مجھے گالی دی، شام کو پھر کہتے ہو کہ اس نے مجھے پھر گالی دی ______ وہ تو بیچارہ ایک دفعہ گالی دے کر چلا گیا مگر تم اُسے یاد کر کے اپنے دل کے اندر گالی کو پختہ کرتے جا رہے ہو۔ لہٰذا اپنے دل کو اللہ کی یاد کے لیے وقف کر دو۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ کہ دل سے انسان کا خیال نکال دو۔ کون سا انسان؟ وہ جو ظالم انسان ہے۔ اپنے دل کو تم ایس ایچ او نہ بناؤ، تھانیدار نہ بناؤ بلکہ غریب دل بناؤ جو اللہ کی یاد میں مصروف ہے۔ کہتا ہے اس نے مجھے بہت بُرا بھلا کہا مگر میں اللہ کے خیال میں جا رہا تھا، مجھے نہیں پتہ کہ اس نے کیا کہا۔ تو آپ دل سے نفرت کا خیال نکال دو، دل سے انتقام کا خیال نکال دو۔ یہ نہ کہنا کہ اگر کبھی موقع ہوا تو میں پھر تیرے ساتھ بات کروں گا۔ اگر تم نے یہ موقع مانگا تو تیرا زمین کا سفر رہے گا اور آسمان کا نہیں ہوگا بلکہ تیرا سفر ہمیشہ گھٹیا رہے گا، پھر تو بندوقیں تلاش کرے گا، پستول تلاش کریگا، تو پستول کی حفاظت کرے گا، پستول تیری حفاظت کرے گا اور دونوں ہی برباد ہو جاؤ گے۔ تو اس کو اللہ کے حوالے کر دو۔ اس کو اللہ کے حوالے کیوں کیا جائے؟ ایک آدمی نے تجھے بُرا کہا ہے تو سو آدمی تمہیں چاہنے والے مل گئے۔ تو یہ تو ہونا چاہیے۔ مقصد یہ ہے کہ چاہت کا انعام یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی بُرا کہنے والا ہو۔ تو آپ چاہت کا شکریہ کیسے ادا کرو

گے؟ چاہنے والوں کا شکریہ کیا ہے؟ نہ چاہنے والوں کو معاف کر دو' یہ بزرگوں نے کہا ہے۔ بزرگوں سے لوگوں نے پوچھا' اللہ کے محبوبوں سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ لوگ کس طرح معاف کر دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ دیکھو اللہ نے ہم پر کتنے احسان کیے ہیں' اللہ تعالیٰ جو ہے وہ مہربانیاں فرما رہا ہے' حکومتیں آ رہی ہیں' سلام آ رہے ہیں' درود آ رہے ہیں' تو اس کے احسان کا بدلہ ہم کیا دے سکتے ہیں' کم از کم ہم ان لوگوں کو معاف کر دیں تا کہ ان کے اُوپر بھی اللہ کا انعام ہو جائے۔ تو ان کو انعام میں شریک کرو' اپنے آپ کو تم محتسب نہ بناؤ' سزا دینے والا نہ بناؤ' تمہاری وجہ سے کسی مسلمان کو سزا نہیں ہونی چاہیے' یہ فیصلہ کر لو' دل سے کدورت نکال دو۔ جب کدورت نکل گئی تو تمہارا دل خانہ کعبہ بن گیا۔ کدورت' نفرت' انتقام' غصہ' بری باتوں کو یاد رکھنا' یہ سب نکال دو' دل سے لالچ کو نکال دو' لالچ کیا ہوتی ہے؟ پیسے کی کمائی۔ پیسہ کماؤ' ضرور کماؤ لیکن پیسے سے محبت نہ کرو۔ تو بات آسان ہے۔ یہ دیکھو کہ پیسے سے محبت کب ہوتی ہے؟ جس آدمی کو پیسہ لے کے خوشی ہوتی ہے اور پیسہ جانے پر غم ہوتا ہے اس کو پیسے سے محبت ہے۔ محبت کس کو نہیں ہے؟ جس کے پاس پیسہ آنا جانا برابر ہو۔ اس سے بچو۔ پھر اپنے وجود کی خدمت گزاری سے بچو۔ کہ صرف وجود کی ہی خدمت نہ کرتے رہو' وجود کو لذت آشنا نہ بناؤ۔ لذت آشنائی سمجھتے ہیں؟ کہ اپنے جسم کو لذت سے بچاؤ'

لذت چاہے کسی طرح کی بھی ہو' اس سے بچاؤ۔ پھر یہ کرو کہ اپنی زندگی میں کوئی کام ایسا شروع کر دو جو تمہارے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو پسند تھا۔ کوئی ایک کام شروع کر دو۔ پھر اپنے اندر سے کوئی ایک خامی دور کرو اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو ناپسند تھی۔ کسی مسلمان کو اس کی منزل پر پہنچا دو' غریب کا سہارا بن جاؤ اور جو سفر سے محروم ہو گیا اُسے سفر تک لے جاؤ۔ کسی ایک کی زندگی کنارے پر لگا دو۔ پھر بات تمہارے لیے آسان ہو جائے گی۔ اس زندگی کے اندر رہتے ہوئے اُس زندگی کے خیال سے غافل نہ ہونا۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ جہاں کسی سے دوستی کی ہے اس سے وفا پوری کرنا۔ جہاں کسی کی اطاعت کی ہے وہاں ہمیشہ اطاعت کرنا۔ اطاعت میں استقامت ہی کرامت ہے ۔ کرامت کیا ہے؟ استقامت! اُسے ساری دنیا چھوڑ جائے' آپ نہ چھوڑنا۔ بس یہ ہے مسلمانی۔ مسلمانی کیا ہے؟ جب ہم نے کہہ دیا سو کہہ دیا۔ حتیٰ کہ اگر مرید مستقل مزاج ہو تو گمراہ پیر کو بھی راہ پہ لگا دیتا ہے۔ پیری فقیری شوق کا نام ہے۔ شوق اللہ کی مہربانی ہے۔ یہ بندوں کی بات نہیں ہے۔ ایک دفعہ میاں میر صاحبؒ کے مرید جا رہے تھے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ سناؤ' تیرے پیر کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پیر کا نام اللہ ہے۔ انہوں نے جا کے پیر صاحب کو بتا دیا کہ یہ تو آپ کو اللہ کہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ٹھیک

کہتا ہے یہ اللہ ہی کے لیے میرے پاس آیا' اس کا شوق اللہ ہے' پیر تو راستے کا نشان ہوتا ہے' اس کا اصل شوق اللہ ہے۔ لہٰذا اصل پیر عشق ہے' اصل پیر اللہ ہے۔ تو یہ اللہ کا ہی شوق ہے اور اسی کی طرف سارے جانے والے ہیں' کیا چھوٹے اور کیا بڑے۔ گزرنا تو سب نے ہے موت سے۔ اس وادی سے گزرنا ہے ناں؟

پیر پیغمبر ولی درویش مردانِ خدا
موت کی وادی سے گزرے ہیں بہ تسلیم ورضا

سارے اس وادی سے گزر جائیں گے۔ اس زندگی میں یہ تعلق بنالو تاکہ یہ اُس زندگی میں کام آئے۔ تعلق سوچ کے بناؤ اور جب بنالو تو پھر نہ سوچو۔ کیا کہا ہے؟ کہ تعلق سوچ کے بناؤ' بے شمار عرصہ سوچو' اور جب بنالو تو پھر بعد میں نہ سوچنا۔ پھر نبھاؤ۔

اب آپ اور سوال کریں ______

سوال:

کئی دفعہ تعلق بن کے ٹوٹ جاتا ہے' تو اس میں کیا کمی ہوتی ہے؟

جواب:

تعلق بن کر تو ٹوٹتا نہیں ہے۔

سوال:

بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ یہ بن کے ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب:

کس طرح ٹوٹتا ہے؟

سوال:

مثلاً ایک آدمی نے بیعت کی اور بعد میں وہ اپنے پیر صاحب سے باغی ہو گیا۔

جواب:

جو شخص اس راستے سے واپس آجائے

غلام فریدا! جیڑھیاں راہ وچوں مُڑیاں

نہ او آر دیاں، نہ او پار دیاں

تو تعلق بننے کے بعد ٹوٹنا نہیں چاہیے۔ شیطان جو ہے وہ عدوٌ مبین ہے، وہ پھر روکتا ہے، چلاتا ہے ان کو، کہتا ہے کہ چھوڑو، کیا رکھا ہے ان باتوں میں، دنیا دیکھو، رونق ہے، رنگینی ہے ____ اس لیے کہتے ہیں کہ ساتھ نہ چھوڑو۔ جب پیر صاحب سے تعلق ٹوٹنے لگے تو اسی سے جا کے کہو کہ جناب ہمارے دل میں آپ کی محبت کمزور ہو گئی ہے، یا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا ہے یا میرا ہاتھ کہیں اور نکل گیا ہے۔ یہی تو پوچھنے والی بات ہوتی ہے۔ تو تعلق کیوں کمزور ہو۔ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے۔ اتنی سی تو زندگی ہے، اس میں کیا تعلق توڑنا اور کیا جوڑنا لگا رہے گا۔ چار دن کا میلہ ہے، وہ بھی آپ نے

ادھورا چھوڑ دیا ہے' اس میں اتنا ٹائم نہیں ہوتا۔ دعا کرنی چاہیے۔

سوال:

جس طرح سائنس میں ہے کہ Survival of the fittest' تو کیا ذہن میں یہ خیال نہیں آسکتا کہ خوب سے خوب تر کی تلاش ہونی چاہیے ______

جواب:

یہ سوال بڑا اہم ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک انسان نے دوسرے انسان کے ساتھ بیعت کی' وہ پیر صاحب تھوڑے کمزور تھے' ان سے بہتر پیر صاحب ملے تو وہ انسان آگے چلا گیا۔ پھر آگے ایک اور بڑے بزرگ ملے تو ان کے پاس چلے گئے' پھر چلتے چلتے ایک اور اچھے بزرگ کے پاس جا کے فائنل بیعت کر لی۔ اب یہ کہتے ہیں کہ بتاؤ کہ یہ کیا بات ہے۔ سچا بندہ وہ ہے جو آخری بیعت کرنے کے بعد بھی اسے پہلی بیعت کا فیض سمجھے۔ تو اس کی اجازت ہے۔ اُسے ساتھ ساتھ بتاتے جاؤ کہ میں اس رستے پر چل رہا ہوں آپ کی اجازت سے۔ یہ بیعت ٹوٹتی نہیں ہے بلکہ یہ تو ترقی ہے۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ اگر آپ کو پیر کامل مل جائے تو آپ ماں باپ کو چھوڑ دیں۔ ماں باپ کی دعا ہی سے تو پیر کامل ملتے ہیں۔ فیض کس کا ہے؟ ماں باپ کا۔ یہ ٹوٹا نہیں ہے بلکہ یہ تو جڑ گیا۔ میں نے آپ کو ایک کہانی سنائی تھی۔ ایک آدمی نے

کسی سادھو سے پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ میرا گرُو کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ تیرے گرو ملنے کی ایک نشانی ہے' نشانی یہ ہے کہ میں یہ لکڑی دے چلا ہوں' اسے زمین میں بو دو' جس گرُو کے چرنوں کا پانی لگانے سے اس میں پتہ نکل آئے وہی تیرا گرُو ہو گا۔ اس کو شوق ہی مل گیا' جو سادھو آئے وہ اس کے پاؤں دھوئے اور رات کو اس لکڑی میں ڈالے' صبح کچھ نہ نکلے اور پھر اُسے چلتا بنائے۔ اس طرح وہ کرتا رہا۔ ایک شام ایسا واقعہ ہوا کہ ایک سادھو آیا' اس کے چرن دھوئے اور لکڑی کو پانی لگایا۔ صبح دیکھا تو پتے نکلے ہوئے تھے۔ کہتا ہے کہ مہاراج! آج میرا کام ہو گیا' آپ ہی میرے گرو ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں تو تیرا گرو نہیں ہوں۔ اس نے کہا کہ تُو ہی میرا گرو ہے' مجھے پکی خبر ہے کہ تو ہی گرو ہے۔ اُس نے گرو کو قابو کر لیا۔ گرو نے کہا کہ بات کیا ہے؟ کہتا ہے کہ میری یہ نشانی تھی کہ جب اس میں سے پتہ نکلے گا وہی میرا گرو ہو گا' تمہارے چرنوں کا پانی دھو کر لگایا تو یہ ہرا ہو گیا۔ گرو نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں وہی ہوں' اصل میں مَیں وہی آدمی ہوں جس نے بتایا تھا کہ یہ کام ہو گا ______ اصل میں ایک ہی آدمی ہوتا ہے سارا' یاد رکھنا! کیا ہوتا ہے؟ سارے آدمی کیا ہوتے ہیں؟ ایک ہی آدمی ہوتا ہے ______

گرو نے کہا کہ میں تمہیں راز کی بات بتاتا ہوں اور راز کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے چرنوں کا تو نے پانی لگایا اور پتہ نہیں نکلا تو ان کی وجہ سے یہ شاخ

تازہ رہی ہے' آخری کے پاؤں کے پانی سے اس نے یہ پتہ دیا ہے۔ تو اس کو زندہ رکھنے میں ان لوگوں کا بڑا کمال ہے جو تجھے زندہ رکھ رہے تھے۔ تو آج تجھے اُس نے صاحبِ نسبت بنایا' اُس نے تجھے اس راستے میں زندہ رکھا۔ تو سب سے پہلے ان کو جا کر سلام کر' خصوصاً پہلے استاد کو۔ جب تمہیں علم کے حوالے سے مرتبے ملنے شروع ہو جائیں تو اس کو ڈھونڈ جس نے تجھے الف ب لکھوائی تھی' پہلے استاد کو ڈھونڈ جس نے تجھے تختی لکھائی تھی' اس کا یہ احسان ہے کہ آج تو صاحبانِ علم میں شمار ہوتا ہے۔ گویا کہ بڑا پیر مل جائے تو یہ چھوٹے پیر کا کمال ہے' پہلے اس کا شکر یہ ادا کرو' ادب کرو' تو مطلب یہ ہے کہ یہ کمال سارا اسی کا ہے۔ کیا کمال ہے؟ پہلے قدم کا کمال ہے آخری قدم۔ گھر سے نکلنے کا کمال ہے منزل پر پہنچنا۔ پہلے دن جب گھر سے نکلے تھے تو وہ قدم کمال کا تھا۔ تو عشق کی راہ میں یہ ہوتا ہے کہ عشق کی راہ میں پہلا قدم ہی آخری قدم ہوتا ہے۔ جس نے تمہیں اس راستے پر چلایا اصل میں اس کا کمال ہے' وہ کوئی بھی تھا' نقصان تھا' نفع تھا' انسان تھا' حیوان تھا' بندہ تھا' عورت تھی یا مرد تھا ______ جس نے اس راستے پر چلایا یہ فیض اسی کا ہے۔ آگے تو منزلیں ہی منزلیں ہیں۔ لہٰذا ایک بات یاد رکھنے والی ہے کہ جب کوئی بندہ گمراہ ہو جائے' گمراہی کے راستے پر چل پڑے' غفلت کے راستے پر چل پڑے' غلطی کے راستے پر چل پڑے' چلتے چلتے تو بہ تائب ہوتا ہوا

صداقت کی منزل پر پہنچ جائے تو صداقت کی منزل پر پہنچ جانے کے بعد اس کا سارا سفر ہی صداقت ہے۔ آیا غلطی سے تھا۔ وہ غلطیاں جو انجام اچھا لائی ہیں وہ غلطیاں کیا تھیں۔ لہٰذا وہ لغزشیں جن کا انجام منزل تھا وہ لغزشیں کیا تھیں۔ وہ کافر جو حضور پاک ﷺ کے آنے سے پہلے کافر تھے، جب حضور پاک ﷺ کے صحابہ کرامؓ بنے تو ان کے کفر کو بھی اسلام کہو۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟

سوال:

مشکل بات ہے۔

جواب:

مشکل تو ہے۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ وہ کُفر اور کفر ہے، نام کافر ہے لیکن کام مومن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس منزل میں اُن لوگوں کو گمراہی کے زمانے میں سنبھال کے رکھا کیونکہ اُن پر احسانِ عظیم کرنا ہے رحمتہ اللعالمین ﷺ کا۔ حضور پاک ﷺ کے آنے سے پہلے وہ گمراہ علاقہ تھا اور آج آپ دیکھتے ہیں کہ اس علاقے پر اللہ کا احسان ہو گیا، اللہ کے محبوب ﷺ کا احسان ہو گیا اور وہ خطہ پاک ہو گیا اور وہ لوگ اصحاب ہو گئے، وہ رضوان اللہ اجمعین ہو گئے۔ کیا ان کی اسلام سے پہلے والی زندگی پہ آپ عذاب بھیج سکتے ہیں؟ آپ کہو گے کہ یا اللہ ان کو جنت میں بھیج دے۔ جنت تو ہے ہی سہی، عشرہ

مبشرہ تو وہ ہیں، جنتی تو وہ ہیں۔ اب ان کی اسلام سے پہلے والی جو زندگی ہے کیا وہ جنت کے علاوہ ہے؟ وہ گناہ جو معاف ہو گئے وہ گناہ کیا تھے۔ دعا یہ کرو کہ ایسی نیکی کی اللہ توفیق نہ دے جو رد ہو جانی ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ وہ گناہ جو معاف ہو جانے والے ہیں وہی بڑی بات ہوتی ہے۔ یہ خاص بات ہے۔ ایک بہت بڑے بزرگ کی دعا ہے کہ یا اللہ مجھے ان گناہوں سے بچا جو گناہ دعا کو چھین لیتے ہیں۔ تو ایسے گناہ سے اللہ بچائے جب انسان دعا سے غافل ہو جائے۔ وہ گمراہی جس کا انجام منزل ہو ہم لوگ اُسے گمراہی نہیں کہتے۔ مثلاً یہ کہہ سکتے ہیں یہ بندہ خالد بن ولید ہے، رضوان اللہ اجمعین میں سے ہے، سیف اللہ ہے، اللہ کی تلوار ہے۔ سُنا ہے کہ یہ پہلے دوسرے گروہ میں تھے۔

سوال:

جنگِ اُحد میں خلاف تھے۔

جواب:

لیکن ان کے خلاف کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ صرف ادب سے بولو گے۔ جو آدمی ادب والے بنا دیئے گئے ان کی زندگی کا وہ حصہ جہاں ادب نہیں تھا وہاں بھی آپ نے ادب لگا دیا۔ آپ صحابہ کرامؓ میں سے کسی بزرگ اور جلیل صحابی کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ حضور پاک ﷺ پر تلوار لے کے گئے۔

کون گیا تھا؟

سوال:

حضرت عمر فاروقؓ

جواب:

جب آپ گئے تھے تو رضی اللہ عنہ نہیں تھے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہو کہ نعوذ باللہ عمر گیا تھا۔ کیا یہ کہہ سکتے ہو کہ ''وہ تلوار لے کے گیا''، نہیں کہہ سکتے۔ یہ کہو گے کہ آپ تلوار لے کے گئے تھے۔ تو جو حضور پاک ﷺ پہ تلوار لے گئے تھے یہ کون تھے؟ یہ پہلے بھی ''آپ'' ہی تھے' سبحان اللہ! اب یہ تلوار کا واقعہ اور اسلام کا واقعہ ایک ہی واقعہ ہے۔ یہ کفر اور یہ اسلام ایک ہی واقعہ ہے۔ اللہ کے ہاں یہ ایک ہی واقعہ ہے' ایک یونٹ ہے زندگی۔۔۔۔۔ یہ کیا ہے؟ اللہ کے ہاں زندگی کیا ہے؟ ایک ہی یونٹ ہے' جو بخشا گیا وہ بخشا گیا۔ کیا اُمت کے لوگ بخشے جائیں گے؟ بخشے جائیں گے۔ پھر تمہارا گلہ کیا ہے؟ کہتا ہے یہ مشکل ہے۔ اگر یہ کہیں کہ یا اللہ تو ساری اُمت کو معاف کر دے' پاس کر دے تو کیا یہ اُمید ہے؟ اُمید تو ہے لیکن تم لوگوں نے معاف نہیں کرنا اور اللہ نے معاف کر دینا ہے۔ ثابت کیا ہوا؟ آپ لوگ معاف کر دو۔ کیا کرو؟ آپ معاف کر دو کہ یا اللہ ہم نے معاف کر دیا' تو بھی معاف کر دے۔ وہ کافر جو کفر سے نکل کر بزرگ ترین درجے میں پہنچنے والا ہے اس

کے کفر کو بھی بُرا نہ کہنا۔ تم یہ کہہ سکتے نہیں ہو۔ ورنہ تو تمہارا دل یہ کہتا ہے کہ اس کی اسلام سے پہلے کی زندگی کو آپ سختی سے بیان کریں۔ لیکن نہیں کہہ سکتے۔ اسلام نے یہ مہربانی کی کہ اُسی نام کو محسن بنایا حالانکہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد نام بدلنا چاہیے تھا مگر اس نام کو ہی معزز کر دیا۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ تو جس شخص کو نیکی کی منزل مل گئی اُس کی پرانی بدی جو تھی وہ بھی قبول ہو گئی۔ مسلمانوں میں یہ بات ہونی چاہیے کہ جب تم قبول کر لو کہ دوسرا شخص مسلمان ہے تو اب اس کی بدی مت بیان کرو۔ آدمی، آدمی کا گلہ چھوڑ دے۔ مومن، مومن کا گلہ چھوڑ دے، مسلمان، مسلمان کا گلہ چھوڑ دے۔ آپ لوگ تو یہ کرو، باقی کو ہم بعد میں بتائیں گے۔ آپ لوگ تو وعدہ کرو۔ کسی مسلمان کا گلہ نہ کرو۔ آپ کہیں گے کہ اگر سیاستدان ہوں تو پھر؟ تو سیاست دان کو بھی چھوڑ دو۔ سیاست کا بھی گلہ نہ کرو۔ جب تک تمہیں یقین نہ ہو جائے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ہے آپ کسی کو گناہ گار نہ کہو۔ یہ تو آسان بات ہے ناں۔ سمجھ آ رہی ہے؟ کیا سمجھ آئی؟

سوال:

جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ہے کسی کو گناہ گار نہ کہو۔

جواب:

کیونکہ کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ سے اُسے معافی ہو جائے۔ تم اسے مت

بُرا بھلا کہو' یہ نہ کہو کہ یہ ظالم ہے' یہ گناہ کرتا ہے۔ پتہ نہیں کہ اس کی عاقبت اچھی ہو جائے' پتہ نہیں کہ نیک آدمی کی عاقبت کدھر چلی جائے۔ لہٰذا کسی انسان کو نہ بہت اچھا کہو اور نہ بہت بُرا کہو جب تک انجام نہ آ جائے۔ یہ حدیث شریف ہے کہ عین ممکن ہے کہ ایک انسان اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے اور وہ آدمی جنت میں چلا جائے اور عین ممکن ہے کہ ایک آدمی اور جنت میں ایک ہاتھ کا فاصلہ ہو اور وہ آدمی دوزخ میں چلا جائے۔ عین ممکن ہے کہ کوئی زندگی بھر عالمِ دین ہو اور گمراہ ہو کے مر جائے۔ کبھی ایسا دیکھا آپ نے؟ ایسا واقعہ ہوا کہ نہیں؟ عین ممکن ہے کہ ایک آدمی ساری عمر گمراہ رہا ہو اور اللہ ایسی مہربانی کر دے، کہ وہ مسلمانوں کے معززین میں شامل ہو جائے۔ لہٰذا یہ بڑے شعور کی بات ہے کہ کسی کو اچھا برا مت کہو جب تک اس کا آخری سانس نہ آ جائے۔ بس پھر آپ کا مسئلہ حل ہو گیا۔ تو آپ ان مقامات کی عزت کرو جہاں سے معززین گزرے ہیں۔ جہاں جہاں سے وہ سارے لوگ گزرے وہ راستے آج بھی جگمگاتے جا رہے ہیں اور وہ راستے جگمگاتے جائیں گے۔ وہاں آج بھی چراغاں ہوگا۔ جس جس مقام پر آپ کے آنے سے پہلے عزت سے نام لیا جائے اور وہ مقامات معزز ہو چکے ہوں تو ان کی تعظیم کرتے جاؤ۔ مثلاً یہ بری امامؒ ہیں' لوگ ادب سے وہاں جاتے ہیں' کچھ لوگوں کا حسن اعتقاد ہے۔ گزرے ہوئے معزز انسان

کو تم نئے سرے سے غیر معزز ثابت نہ کرنا۔ وہ اپنی کمائی حاصل کر چکے ہیں اور وہ معززین میں شامل ہو گئے ہیں۔ آپ ان کی عزت کرتے ہوئے آگے نکل جاؤ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے راز ہے۔ جن جن لوگوں کی عزت قائم ہے ان کی عزت کرتے جاؤ۔ یہی تمہاری عزت ہے۔ جہاں سے گزرو معززین کو سلام کرتے ہوئے گزر جاؤ۔ یہ لوگ انعمت علیھم والے ہیں' ان کو سلام کرتے ہوئے گزر جاؤ' شاید تمہیں بھی اُس زُمرے میں شامل کر لیا جائے۔ اقبالؔ نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری دعا ہے تجھ سے کہ

شریکِ زُمرۂ لایحزنوں کر

یہ سب سے بڑی دُعا تھی کہ اللہ مجھے زُمرہ لایحزنون میں شریک کر۔ لایحزنون والے زُمرے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا' کوئی حزن نہیں ہوگا' کوئی ملال نہیں ہوگا۔ تو اقبالؔ نے کہا کہ میری دعا ہے کہ مجھے تو ان لوگوں میں شامل کر۔ آپ بھی شامل ہو جاؤ ______

ہاں اور کوئی سوال ______۔ بولو گے تو مسئلہ حل ہوگا۔

سوال:

سر! گذارش ہے کہ کسی کو صاحبِ بصیرت بزرگ زندگی میں میسر آتے ہیں اور پہلا یقین یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ میرے خیر خواہ ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ میں ان کا خیر خواہ کیسے بن سکتا ہوں؟

جواب:

اس کے دو طریقے ہیں۔ اگر آپ کو خیر خواہ ڈاکٹر مل جائے تو بیماری لے کے جانا ہی اس کی خدمت ہے۔ ڈاکٹر مل گیا ہے تو بیماری لے کے اس کے پاس چلے جاؤ۔ تو ڈاکٹر جو ہے وہ راضی ہو جائے گا۔ اگر آپ بیماری کا علاج کہیں اور سے کرائیں تو ان ڈاکٹر صاحب سے آپ کی کیا دوستی ہے۔ اگر آپ کو کوئی ایسا انسان مل جائے جو صاحبِ یقین ہو تو اس کی خدمت کیا ہے؟ کہ اس کے یقین کو آپ قبول کر لیں، دینا کچھ نہیں ہے۔ اگر صاحبِ علم مل جائے تو جہالت کو اس کے پاس لے جاؤ کہ یہ اندھیرا ہے، اسے روشنی میں Convert کر دیں۔ وہ دینے والا خوش ہو گا کیونکہ وہ دینے پر مامور ہے۔ میری بات سمجھ آ رہی ہے؟ یہی تو خوبی ہوتی ہے کہ صاحبانِ بصیرت لوگ اس بات پہ خوش ہوتے ہیں کہ ان سے بصیرت کے سوالات مانگے جائیں۔ ان کے ساتھ کوئی اور برابری نہیں ہوتی ہے۔ راستہ بتانے والے سے راستہ پوچھنا ہی خدمت ہے۔ اگر کسی شخص سے پوچھو گے کہ شیخو پورہ کا راستہ کدھر سے جاتا ہے تو وہ کہے گا کہ اِدھر سے جاتا ہے، اور وہ خوش ہو گا۔ کہ وہ راستہ بتا رہا ہے۔

سوال:

کیا اس لیے کہ یہ اس کی ڈیوٹی ہے۔

جواب:

یہ اس کی ڈیوٹی بھی ہے اور Pleasure بھی ہے' اس کا شوق بھی یہی ہے اور فرض بھی یہی ہے۔ اس لیے اس کی دنیاداری کے طور پر خدمت نہیں کرنی بلکہ تم نے پوچھ لیا اور اس کا کام ہے کہ اس نے بتادیا۔

سوال:

ہم اپنی بے علمی لے کے حاضر تو ہوئے اور سب میسر آجاتا ہے تو اس وقت یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ہم کیا کریں؟

جواب:

وہاں سے آپ منشور لیتے ہیں اور گھر جاتے ہیں تو وہاں جا کے آپ کو مخالفت ملے گی۔ پھر آپ کو یہ بات یاد آجائے گی کہ اس کو میں نے معاف کرنا ہے۔ جب معاف کرنا ہے تو پھر لڑائی کیا کرنی ہے۔ پھر زندگی وہاں سے بدل جائے گی۔ آدھا جھگڑا جو ہے وہ پیسے پر ہوتا ہے۔ اُسے کہو کہ پیسہ نہ تیرا ہے نہ میرا ہے' زندگی آنی جانی ہے' انسان نہ کچھ کھوئے گا اور نہ کچھ پائے گا' وہ صرف آئے گا اور جائے گا۔ تو لینا کیا ہے۔ تو وہاں جا کے یہ بات Apply ہو جائے گی۔ یہ تنہائیوں میں جا کے Apply ہو گی اور تنہائیوں میں ہی ملے گی۔ اب یہاں یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ کا جو کاری گر شعبہ ہے یعنی دل اور روح' وہ یہ Address سن رہے ہیں اور ان سے ہم Address کر رہے

ہیں‘ یہ ڈرائیور ہیں آپ کے‘ یہ کچھ نہ کچھ بات سیکھ رہے ہیں اور میرے ساتھ کچھ وعدہ کر رہے ہیں اور جب آپ زندگی میں جائیں گے تو وہ پھر اس کی مرضی کے مطابق چلے گی‘ حالات کو یہ چلائیں گے اور تسکین پائیں گے۔ یہی تو آپ کو فائدہ ہوگا۔ جب آپ نہیں ہوتے تو اسی وقت تو آپ ہوتے ہیں۔ ہم مثلاً جمعرات کو ملتے ہیں۔ اگر ہم صرف جمعرات کو ملیں تو کبھی ہمیں یاد ہی نہ رہے۔ ملتے سارا دن ہیں‘ سارا ہفتہ ملتے ہیں۔ تو وہ جو شوق ہے وہ اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ یہ سُنی ہوئی بات صرف سُنی ہوئی نہیں رہتی بلکہ یہ جا کے زندگی کے عمل میں داخل ہو جاتی ہے۔ میں آپ کو یہ آسان بات بتا رہا ہوں کہ ذکر کرنے والا آدمی جو ہے عین ممکن ہے کہ اس کا ذکر جاری ہو اور بندہ ظالم ہو۔ عین ممکن ہے کہ ذکر جاری ہو اور بندہ پیسہ مانگنے والا ہو۔ عین ممکن ہے کہ ذکر جاری ہو اور اس بندے کے ماں باپ ناراض ہوں۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ ذکر شروع کرنے سے پہلے اپنی صفائی شروع کر دو۔ ذکر شروع کرنے سے پہلے دل کو صاف کرو‘ دل کو کدورت سے آزاد کر دو‘ نفرت نکال دو‘ لالچ نکال دو‘ انتقام نکال دو‘ ہمیشہ رہنے کی تمنا نکال دو‘ اللہ کی طرف سفر کرنے والے بن جاؤ‘ ففرّوا الی اللہ اللہ کی طرف فرار کر جاؤ۔ فرار کیسے ہوتا ہے؟ جیسے جوتے چھوڑ کے بھاگ جاتے ہیں۔ تو یہ ہے فرار۔ یعنی اللہ کی طرف بھاگ جاؤ۔ شاید آپ کو یہ کیفیت سمجھ نہیں آ رہی‘ جب ماں آ جائے تو

ماں کے سامنے ہر شے چھوڑ دو باپ آ جائے تو باپ کے سامنے اپنی انا چھوڑ دو۔ مطلب یہ کہ جب آپ اللہ کی طرف کے مسافر بن گئے تو پھر آپ کو ساری بات سمجھ آ جائے گی۔ تو بات سمجھ آ رہی ہے آپ کو؟

سوال:

جی ہاں سر!

جواب:

تو بات یہ ہے کہ یہ آپ نے سارا واقعہ اسی زندگی میں کرنا ہے اور یہ زندگی کے بعد نہیں ہوگا۔ تو اپنے آپ کو آزاد کر لو۔ یہ جھگڑا' یہ لینا' یہ دینا چھوڑ دو۔ نماز ضرور پڑھو لیکن اگر دل میں کسی انسان کے ساتھ کدورت ہے تو آپ کی نماز نہیں ہوگی۔ تو نفرت یا کدورت ہے تو نماز نہیں ہوگی۔ تو آپ نفرت نکال دو اور یہ کہو کہ مقدر میں ایسے ہی تھا' میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ تو جس نے آپ کا نقصان کیا اس کو معاف کر دو۔ چور کو قطب بنانے کا مطلب ہی یہی ہے۔ چور کو تو لگانی تھی پھانسی مگر انہوں نے پھانسی کی بجائے قطب بنا دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مجبوری میں آیا ہے' پتہ نہیں چور ہے کہ کیا ہے' بس ٹھیک ہے۔ وہ واقعہ اس طرح ہوا کہ انہیں بتایا گیا کہ قطب فوت ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر کوئی نیا نافذ کرو' نام درج کرو۔ دیکھا تو بندہ کوئی نہیں تھا' یہ چور خالی ہاتھ جا رہا تھا' کہنے لگے کہ تو خالی ہاتھ کہاں جا رہا

ہے' چل تو قطب بن جا۔ تو قطبیت عطا کر دی۔ تو مدعا یہ ہے کہ اگر آپ احسان کرنا چاہیں تو پھر ہر آدمی آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ تم سزائیں دینا' لاٹھیاں چلانا اور ایک دوسرے کو Punishment کرنا چھوڑ دو۔ یہی عبادت ہے۔ ذکر چلانا بہت آسان ہے' ذکر چل جائے گا۔ اللہ کا ذکر شروع کرو گے تو پھر گونج ہو جائے گی مگر پہلے دل صاف کرو۔ میں ایک واقعہ بتاتا ہوں۔ ہم بڑے زور شور کا ذکر کرتے تھے' وہ ذکر کی ایک محفل ہوتی تھی۔ ایک دن محفلِ ذکر ہونے سے پہلے محفلِ ذکر میں شامل آدمیوں میں سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ جب آج آپ محفلِ ذکر کرو تو اس کے بعد دعا کرو کہ میرے اوپر جو قرضہ ہے وہ ٹل جائے۔ وہ جو باباجی ذکر کراتے تھے وہ کہتے ہیں کہ آج ہم ذکر نہیں کریں گے' یہ بیچارہ پیسے کی مشکل میں مبتلا ہے' اس نے ذکر کیا کرنا ہے' اس نے تو ذکر سے پیسے بنانے ہیں' تو ہم ذکر ہی نہیں کرتے۔ ذکر کی وہ محفل تو اَٹک گئی' اب جو لوگ ذکر کرنے کے لیے آئے تھے وہ پریشان ہو گئے کہ ذکر تو اٹک گیا ہے۔ لیکن ذکر تو ہونا چاہیے۔ تو آناً فاناً اس شخص کے لیے چھ ہزار روپیہ پورا ہو گیا اور ذکر کی محفل جاری ہو گئی۔ اب پیسے تم اللہ سے مانگتے ہو اور رکھتے اپنی جیب میں ہو' یہ تو بڑے ظلم کی بات ہے۔ بات سمجھ نہیں آئی؟ یہ بات آپ کو کبھی سمجھ نہیں آئے گی ______ ایک آدمی نے سوال کیا کہ دعا کرو کہ مجھے پانچ سو روپے چاہئیں۔ بزرگ نے کہا کہ سارے لوگ

ہاتھ اُٹھاؤ۔ ہاتھ اُٹھانے کی بجائے جیب میں ڈالواور پانچ سو روپے نکالواور اسے دو۔ مگر وہ کہہ رہے تھے کہ اس کو اللہ دے گا اور اپنے پیسے بینک میں رکھے ہوئے ہیں۔ یہ بات سمجھ آئی؟ اس لیے جس کے پاس پیسہ ہے وہ دے گا۔ یہ نہ کہنا کہ اس کو اللہ دے گا بلکہ آپ ہی دیں۔ جس کے لیے آپ دعا کر رہے ہیں اس کو دعا خود ہی کرو اس کو اللہ کے حوالے کرنے کی بجائے خود ہی اُسے پیسے دو۔ تو یہاں سے آ کے فرق پڑ جاتا ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو اس کے ساتھ تعاون کرو اس کی Help کرو۔ پھر ذکر چل پڑے گا۔ ذکر کی خوبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا کوئی دنیاوی آرزو نہ رکھتا ہو۔ بس پھر اللہ تعالیٰ کی یاد میں ایسا ذکر ہو جائے گا کہ ؎

تیری یاد میں ہوا جب سے گم تیرے گم شدہ کا یہ حال ہے
کہ نہ دور ہے نہ قریب ہے نہ فراق ہے نہ وصال ہے

تو ایسی منزل آ گئی۔ یہ نہ ہو کہ ذکر کرتے کرتے اللہ کچھ پوچھے تو بندہ کہے کہ یا اللہ میرے دو چار مسئلے حل کر دو۔ یہ تو بُری بات ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا رشتہ بناؤ۔ وہ تمہارے کام خود ہی کرتا جائے گا ______

اور کوئی سوال ______ آپ کے ساتھ والے بولیں ______

Anyone ______ پوچھیں۔

سوال:

کیا ہم ذکر سے پہلے دنیاوی مسائل حل کر لیں اور پھر ذکر کریں؟

جواب:

میں یہ کہتا ہوں کہ دنیاوی مسائل کو ذکر میں نہ شامل کرنا۔

سوال:

کیاان کو الگ رکھیں؟

جواب:

ہاں' ان کو الگ رکھیں۔ ذکر کے اندر سے دنیا کی تمنا نہ نکلے

سوال:

دنیا کی تمنا بھی تو اللہ تعالیٰ نے حل کرنی ہے۔

جواب:

دنیا کی تمنا رکھو اور تمنا پوری کرو۔ ایسی تمنا جس کا علاج دنیا میں تمہاری محنت کے بغیر ہے وہ دعا میں شامل کرلو' اس لیے کہ محنت سے وہ کام حل نہیں ہوسکتا۔ مثلاً کسی کے ہاں بیٹیاں پیدا ہورہی ہیں اور بیٹا پیدا نہیں ہوتا تو یہاں محنت کام نہیں آئے گی۔ اس کو دعا میں رکھ لو۔ یہاں محنت کارگر نہیں ہوتی۔ وہ کوششیں یا وہ خواہشیں جن کا تعلق محنت سے نہیں ہے' جن کا تعلق اس نظام سے نہیں ہے' ان کا تعلق دعا کے ساتھ ہے اور ان کے لیے دعا کرو۔ ذکر کا مطلب یہ ہوتا کہ محبت' اللہ کی محبت۔ محبت جس ذات سے کرتے ہو اس سے دنیا کا سوال نہ کرو۔ کیونکہ وہ کارساز ہے اور پہلے ہی

پوری کر رہا ہے۔ جس نے تمہارے مانگنے سے پہلے تمہیں بینائی دی، تمہارے دیکھنے کے لیے روشن کائنات بنائی، جس نے بچے کے پیدا ہونے سے پہلے ماں کے پاس دودھ کا انتظام کر دیا، جو تمہارا نگران ہے، جو سانسوں کا رزق دیتا ہے، نور کا رزق دیتا ہے، ایمان کا رزق دیتا ہے، خیال کا رزق دیتا ہے، ماں باپ کا رزق دیتا ہے، اولاد کا رزق دیتا ہے، جس نے کھلی فضا میں تمہیں رکھا ہوا ہے، وہ تمہارے پالنے کا انتظام کر چکا ہے۔ میں یہ اطلاع دے رہا ہوں۔ تم اپنا انتظام نہیں کر رہے ہو وہ خود ہی کر چکا ہے۔ بس تم اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دو اور اس کی محبت میں چل پڑو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم اس کے ساتھ محبت کرو اور وہ تمہارے کام نہ کرے۔ کام تو خود بخود ہی ہو جائیں گے۔ اس لیے دین کے اندر اللہ تعالیٰ کے پاس جا کے یہ سوال نہ کرنا پڑ جائے کہ میرے دو چار دنیاوی کام کر دیں۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ اللہ سے محبت کرنے والے ایسے لوگ تھے کہ غریب تھے اور اللہ کے قریب تھے۔ انہوں نے یہ دعا نہیں کی کہ یا اللہ ہمیں پیسہ دے دے، وہ بڑے مقربین تھے۔ کیا آپ لوگ ایسا تصور کر سکتے ہو کہ حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام کی کوئی دعا منظور نہ ہو۔ یہ آپ نہیں مان سکتے۔ کیا انہوں نے کربلا کو ٹالنے کی دعا کی ہوگی؟ یہ راز ہے۔ آپؑ کے نام سے دعا منظور ہوتی ہے۔ کیا آپؑ نے یہ دعا کی ہوگی کہ یا اللہ میرے سر سے کربلا ٹال دے؟ کیا کسی

شہید ہونے والے نے یہ دعا کی ہے کہ یا اللہ میرے سر سے شہادت ٹال دے؟ کیا کسی غریب مقرب نے یہ دعا کی ہوگی کہ یا اللہ غریبی ٹال دے؟ کیا پیغمبر ﷺ نے یہ دعا کی ہوگی کہ مجھے وادیٔ طائف سے نہ گزار؟ یہی تو تسلیم ورضا کی کہانی ہے۔ تسلیم کسے کہتے ہیں؟ کہ جو تیری طرف سے آ رہا ہے اُسے قبول کرنے کی صلاحیت دے۔ اُسے بدلنے کی توفیق نہ مانگنا کہ یا اللہ اسے بدل دے۔ پھر تو تم اپنی مرضی سے چل رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ جو عطا فرما رہا ہے اس پر راضی رہنے کی توفیق مانگا کرو۔ یا اللہ جو تیری طرف سے آ رہا ہے اس پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔ جب تم نے ایک بار یہ توفیق مانگ لی تو تمہیں ہر چیز میسر آ جائے گی' ہر چیز اور ہر کام۔ اور اپنے گروؤں اور اپنے پیروں کو راضی رکھو' دل میں یاد رکھو' استقامت سے چلتے جاؤ' اندھیرے میں روشنی ہوتی جائے گی۔ تو ذکر یہ ہے۔ اور فکر یہ ہے کہ اس کی یاد میں گم ہونا۔ اور ذکر کیا ہے؟ اس کو پکارتے رہنا۔ تو کبھی پکار لیا کرو اور کبھی یاد میں گم ہو جایا کرو۔ پھر ذکر اور فکر دونوں چلیں گے۔ یاد میں گم ہو جاؤ ______

اور کوئی سوال ______ اگر سوال نہیں ہے تو آپ دعا کر لو

______ دعا کرو کہ یا اللہ ہمیں اپنے محبوبوں کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما! یا رب العالمین! زندگی کی مصروفیات میں ہمیں اپنا نام یاد رکھنے کی توفیق عطا فرما! ہمیں توفیق عطا فرما کہ تیرا ذکر کریں! یہ توفیق عطا فرما کہ تیری یاد

سے اپنے دل کو آباد رکھیں! یا اللہ یہ توفیق عطا فرما کر ہم تیرے محبوب ﷺ کے نام لیوا بنیں اور آپؐ سے محبت کریں! آپؐ کی یاد کو ہم اپنے دل میں آباد رکھیں! یا اللہ تو ہم پر اپنی مہربانی فرما! یہ زندگی بھی آسان فرما اور آنے والی زندگی بھی آسان فرما! یہ زندگی ہمیں ایسی عطا فرما کہ ہمیں حالاتِ زمانہ کی کوئی پریشانی نہ ہو! ہماری اولادیں ہماری مودٔب ہوں! یا رب العالمین مہربانی فرما کہ ہماری اولادیں ہماری مودٔب ہوں' ہمارے ماں باپ ہم پر رحم کریں' ہم اپنی اولادوں پر رحم کریں اور وہ ہماری اطاعت گزار ہوں' ہم بزرگوں کی اطاعت کریں' ہمارے تمام بزرگ ہم پر راضی رہیں۔ یا رب العالمین ! یہ زندگی ہمارے لیے آسان بنا دے! اپنے فضل کی داستان بنا دے!

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه و نور عرشه افضل الانبیاء والمرسلین سیدنا ومولنٰا حبیبنا وشفیعنا محمد واله واصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الرّٰحمین ______

(ترتیب: ڈاکٹر مخدوم محمد حسین)

تصانیف حضرت واصف علی واصفؒ

1	کرن کرن سورج	(نثر پارے)
2	کرن کرن سورج (ڈیلکس ایڈیشن)	(نثر پارے)
3	دل دریا سمندر	(مضامین)
4	قطرہ قطرہ قلزم	(مضامین)
5	شب چراغ	(اردو شاعری)
6	The Beaming Soul	(Aphorisms)
7	Ocean in a Drop	(Essays)
8	بھرے بھڑولے	(پنجابی شاعری)
9	شب راز	(اردو شاعری)
10	بات سے بات	(نثر پارے)
11	گمنام ادیب	(خطوط)
12	حرف حرف حقیقت	(مضامین)
13	مکالمہ	(مذاکرے، مقالات، انٹرویو)
14	دریچے	(نثر پارے)
15	ذکرِ حبیبؐ	
16	واصفیات	(مضامین)
17	گفتگو۔۱	سوال و جواب
18	گفتگو۔۲	سوال و جواب
19	گفتگو۔۳	سوال و جواب
20	گفتگو۔۴	سوال و جواب
21	گفتگو۔۵	سوال و جواب

22	گفتگو۔۶	سوال و جواب
23	گفتگو۔۷	سوال و جواب
24	گفتگو۔۸	سوال و جواب
25	گفتگو۔۹	سوال و جواب
26	گفتگو۔۱۰	سوال و جواب
27	گفتگو۔۱۱	سوال و جواب
28	گفتگو۔۱۲	سوال و جواب
29	گفتگو۔۱۳	سوال و جواب
30	گفتگو۔۱۴	سوال و جواب
31	گفتگو۔۱۵	سوال و جواب
32	گفتگو۔۱۶	سوال و جواب
33	گفتگو۔۱۷	سوال و جواب
34	گفتگو۔۱۸	سوال و جواب
35	گفتگو۔۱۹	سوال و جواب
36	گفتگو۔۲۰	سوال و جواب
37	گفتگو۔۲۱	سوال و جواب
38	گفتگو۔۲۲	سوال و جواب
39	گفتگو۔۲۳	سوال و جواب
40	گفتگو۔۲۴	سوال و جواب

کاشف پبلی کیشنز

۳۰۱۔اے، جوہر ٹاؤن، لاہور

http://www.wasifaliwasif.org